روایہ

Rewaya | رواية

علمی، تحقیقی اور ادبی آن لائن مجلہ

Volume 1 — 2026

October 2026

Monthly Archival Edition

اکتوبر ۲۰۲۶ — ماہانہ محفوظاتی ایڈیشن

Continuous Publication | مسلسل اشاعت

Rewaya Translators & Publishers
Lahore, Pakistan
rewayamag.com

Publication Information

Title	روایہ | Rewaya | رواية
Type	Scholarly, Research & Literary Online Magazine
Publisher	Rewaya Translators & Publishers
Editor-in-Chief	حافظ محمد اشرف کریمی
Place	Lahore, Pakistan
Publication Model	Continuous Publication
Archive	Volume 1 (2026), October
ISSN/e-ISSN	Pending
Website	https://rewayamag.com/

محفوظاتی نوٹ

اس مجموعے میں یکم تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۲۶ روایہ پر شائع ہونے والی تحریریں اصل متن اور مصنفین کی شناخت کے ساتھ تاریخِ اشاعت کی ترتیب میں جمع کی گئی ہیں۔ ہر تحریر کا مستقل آن لائن ربط بھی درج ہے۔

33 published contributions. Original article text is reproduced from the WordPress export dated 3 November 2026.

Contents | فہرستِ مضامین

1. قرآن سے رہنمائی — درس دوم

حافظ محمد اشرف کریمی · 01-10-2026

2. Empire, Administration, and the Limits of Imperial History

Muhammad Sajid · 2026-10-01

3. قرآن سے رہنمائی — درس سوم

حافظ محمد اشرف کریمی · 02-10-2026

4. مراجعة: كتاب الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل

Ibn e Muhammad · 2026-10-02

5. حدیث سے زندگی — درس اوّل

حافظ محمد اشرف کریمی · 02-10-2026

6. فقہ الحدیث — درس اوّل

حافظ محمد اشرف کریمی · 02-10-2026

7. قرآن سے رہنمائی — درس چہارم

حافظ محمد اشرف کریمی · 03-10-2026

8. حدیث سے زندگی — درس دوم

حافظ محمد اشرف کریمی · 03-10-2026

9. نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

Hamraz · 2026-10-03

10. فقہ الحدیث — درس دوم

حافظ محمد اشرف کریمی · 03-10-2026

11. موسمیاتی تبدیلی اور غیر متعدی امراض: ایک پوشیدہ سنڈیمک

حافظ محمد اشرف کریمی · 03-10-2026

12. روح المعانی اور ہمارا قرض

حافظ محمد اشرف کریمی · 04-10-2026

13. Computer Fundamentals — Lesson 1: Understanding the Computer | کمپیوٹر کو سمجھنا

حافظ محمد اشرف کریمی · 04-10-2026

14. The Wonder That Moved North: A Review of Stephanie Dalley's The Mystery of the Hanging Garden of Babylon

Muhammad Sajid · 2026-10-04

15. Computer Fundamentals — Lesson 2: Using the Mouse | ماؤس کا استعمال

حافظ محمد اشرف کریمی · 05-10-2026

16. سوامی

Hamraz · 2026-10-06

17. Computer Fundamentals — Lesson 3: The Keyboard | کی بورڈ

حافظ محمد اشرف کریمی · 06-10-2026

18. سوانح حیات سید محمد شریف گھڑیالویؒ ایک نظر میں

Hafiz Bilal Ashraf Azami · 2026-10-06

19. قرآن سے رہنمائی — درس پنجم

حافظ محمد اشرف کریمی · 07-10-2026

20. حدیث سے زندگی

حافظ محمد اشرف کریمی · 07-10-2026

21. فقہ الحدیث

حافظ محمد اشرف کریمی · 07-10-2026

22. Computer Fundamentals — Lesson 4 — English Typing | انگریزی ٹائپنگ

حافظ محمد اشرف کریمی · 07-10-2026

23. Computer Fundamentals — Lesson 5 — Urdu Typing | اردو ٹائپنگ

حافظ محمد اشرف کریمی · 08-10-2026

24. دریاؤں کا سنگم: تفسیر «روح المعانی» پر ایک تبصرہ

Muhammad Sajid · 2026-10-08

25. قرآن سے رہنمائی — درس ششم

حافظ محمد اشرف کریمی · 09-10-2026

26. حدیث سے زندگی — درس چہارم

حافظ محمد اشرف کریمی · 09-10-2026

27. Computer Fundamentals —Lesson 6 Arabic Typing & Diacritics |
عربی ٹائپنگ اور حرکات

حافظ محمد اشرف کریمی · 10-10-2026

28. ثقہ راویوں کی مخالفت سے عللِ حدیث کی شناخت — قسط اول

حافظ محمد اشرف کریمی · 10-10-2026

29. ادائیگیِ قرض کی دعا: ایک تخریجی و تحقیقی مطالعہ

Hafiz Bilal Ashraf Azami · 2026-10-11

30. قرآن سے رہنمائی — درس ہفتم

حافظ محمد اشرف کریمی · 11-10-2026

31. بھائی کی یاد میں

حافظ محمد اشرف کریمی · 17-10-2026

32. ثقہ راویوں کی مخالفت سے عللِ حدیث کی شناخت

حافظ محمد اشرف کریمی · 21-10-2026

33. ثقہ راویوں کی مخالفت سے عللِ حدیث کی شناخت

حافظ محمد اشرف کریمی · 28-10-2026

قرآن سے رہنمائی — درس دوم

حافظ محمد اشرف کریمی · 01-10-2026 · Quranic Studies | قرآن و علومِ قرآن | اسلامی مطالعات | اسلامیات | دعوت و اصلاح | Dawah & Reform | قرآن

بندگی اور استعانت: زندگی کا مرکز

درس و تشریح: حافظ محمد اشرف کریمی

زیرِ مطالعہ آیت

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾
(سورۃ الفاتحہ: 5)

ترجمہ:
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

سورۃ الفاتحہ کی ابتدائی آیات میں بندہ اپنے رب کو **رب العالمین، الرحمن، الرحیم اور مالک یوم الدین** کے اوصاف سے پہچانتا ہے۔ اس معرفت کے بعد اب اس کے سامنے بنیادی سوال آتا ہے: جب میرا رب وہی ہے، رحمت کا سرچشمہ بھی وہی ہے اور روزِ جزا کا مالک بھی وہی ہے، تو میری زندگی کا مرکز کون ہونا چاہیے؟

قرآن اس سوال کا جواب ایک مختصر مگر نہایت جامع جملے میں دیتا ہے:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

یعنی ہماری بندگی بھی صرف تیرے لیے ہے اور ہمارا حقیقی سہارا بھی تو ہی ہے۔

صرف تیری ہی عبادت

عربی زبان میں عام ترتیب کے بجائے **﴿إِيَّاكَ﴾** کو پہلے لانے سے اختصاص کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ گویا بندہ اپنے رب کے حضور اعلان کرتا ہے: اے اللہ! ہماری عبادت صرف تیرے لیے ہے۔

عبادت کو صرف نماز، روزہ اور چند مخصوص مذہبی اعمال تک محدود سمجھنا درست نہیں۔ قرآن کی تعلیم میں عبادت ایک وسیع حقیقت ہے۔ نماز، روزہ، دعا، ذکر، تلاوت اور حج یقیناً عبادت ہیں، لیکن اللہ کی اطاعت، حلال و حرام کی پابندی، والدین کے حقوق، دیانت دارانہ کاروبار، عدل، سچائی، حسنِ اخلاق اور اللہ کی رضا کے لیے انجام دیا جانے والا ہر مشروع عمل بھی بندگی کے مفہوم میں شامل ہوسکتا ہے۔

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾
(الأنعام: 162)

ترجمہ: کہہ دیجیے: بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

پس بندگی کا تقاضا صرف یہ نہیں کہ مسجد میں اللہ کو یاد کیا جائے؛ بلکہ بازار، گھر، دفتر، درس گاہ اور معاشرتی معاملات میں بھی انسان یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کیا چاہتا ہے۔

عبادت میں اخلاص

·**{إِيَّاكَ نَعْبُدُ}**· ہمیں اخلاص بھی سکھاتی ہے۔ عبادت اللہ کے لیے ہو، لوگوں کو دکھانے، تعریف حاصل کرنے یا دینی وقار قائم کرنے کے لیے نہیں۔

·**{وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ}**·
(البینۃ: 5)

یعنی انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے اسی کی عبادت کریں۔

یہاں انسان کو اپنے آپ سے ایک سوال کرتے رہنا چاہیے: **میں یہ کام کس کے لیے کر رہا ہوں؟**

بعض اوقات عمل بہت بڑا نظر آتا ہے مگر نیت میں خرابی اسے بے وزن کردیتی ہے، اور بعض اوقات ایک معمولی سا نیک عمل خالص نیت کی وجہ سے اللہ کے ہاں بڑی قدر حاصل کرلیتا ہے۔

اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں

آیت کا دوسرا حصہ ہے:

·**{وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ}**·

یہاں بندہ اپنی کمزوری کا اعتراف کرتا ہے۔ وہ عبادت کا عہد تو کرتا ہے، مگر ساتھ ہی جانتا ہے کہ اللہ کی توفیق کے بغیر وہ اس عہد کو پورا نہیں کرسکتا۔

یہ اسلام کی تربیت کا نہایت حسین توازن ہے: **ذمہ داری انسان کی، توفیق اللہ کی۔**

مومن کوشش ترک نہیں کرتا، اسباب اختیار کرتا ہے، علم حاصل کرتا ہے، محنت کرتا ہے، علاج کراتا ہے، روزگار تلاش کرتا ہے اور مشکلات کے حل کے لیے جائز انسانی ذرائع سے مدد بھی لیتا ہے؛ لیکن اس کا دل اسباب میں اٹک نہیں جاتا۔ وہ جانتا ہے کہ اسباب مؤثر بالذات نہیں، حقیقی اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

·**{وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ}**·
(الطلاق: 3)

ترجمہ: اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔

اسباب اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں

بعض اوقات اللہ سے مدد مانگنے کا مطلب یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ انسان عملی تدبیر چھوڑ دے۔ قرآن و سنت کا منہج ایسا نہیں۔

بیماری میں علاج اختیار کرنا، رزق کے لیے محنت کرنا، علم کے لیے استاد سے رجوع کرنا، مشکل کام میں اہلِ مہارت سے مدد لینا—یہ سب جائز اسباب ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ انسان سبب کو **اصل کارساز** نہ سمجھ لے۔

مومن کے ہاتھ اسباب میں مصروف ہوتے ہیں، لیکن اس کا دل اللہ سے وابستہ رہتا ہے۔

عبادت پہلے، استعانت بعد میں کیوں؟

آیت میں پہلے فرمایا:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾

پھر:

﴿وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

اس ترتیب میں بھی بڑی تربیت ہے۔ انسان کا بنیادی مقصد اللہ کی بندگی ہے، اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اسے اللہ کی مدد درکار ہے۔ گویا بندہ عرض کرتا ہے:

اے اللہ! میں تیرا بندہ بن کر جینا چاہتا ہوں، مگر تیری مدد کے بغیر یہ ممکن نہیں۔

اسی حقیقت کو رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو سکھائی گئی دعا میں نہایت خوبصورتی سے بیان فرمایا:

«اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ»

ترجمہ: اے اللہ! اپنے ذکر، اپنے شکر اور اپنی بہترین عبادت پر میری مدد فرما۔

(سنن أبي داود، كتاب الصلاة؛ سنن النسائي)

یہ دعا دراصل **﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾** کی عملی تفسیر معلوم ہوتی ہے: عبادت بھی کرنی ہے اور اسی عبادت کے لیے اللہ سے مدد بھی مانگنی ہے۔

’’میں‘‘ نہیں، ’’ہم‘‘

آیت میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ میں تیری عبادت کرتا ہوں اور میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں، بلکہ فرمایا:

ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔

یہ تعبیر مومن کو اجتماعیت کا شعور دیتی ہے۔ اسلام انسان کو صرف اپنی نجات تک محدود نہیں کرتا۔ مسلمان امت کا حصہ ہے۔ اس کی عبادت، اخلاق، ذمہ داریاں اور دعائیں ایک وسیع ایمانی برادری سے مربوط ہیں۔

نماز میں ایک شخص اکیلا کھڑا ہو تب بھی وہ کہتا ہے:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ — ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔

یوں قرآن ہر روز اس کے اندر انفرادیت کے ساتھ اجتماعیت کا احساس بھی تازہ کرتا ہے۔

ہماری روزمرہ زندگی کے لیے سبق

اس ایک آیت کو زندگی میں اتار لیا جائے تو بہت سی ترجیحات درست ہوسکتی ہیں۔

- کام شروع کرتے ہوئے سوال ہو: **کیا یہ اللہ کی رضا کے مطابق ہے؟**
- نیکی کرتے ہوئے سوال ہو: **میں یہ کس کے لیے کررہا ہوں؟**
- مشکل پیش آئے تو دل کہے: **میرا اصل سہارا اللہ ہے۔**
- کامیابی ملے تو اللہ کی توفیق کا اعتراف کیا جائے۔
- ناکامی آئے تو مایوسی کے بجائے اپنی کوشش کا جائزہ لے کر اپنے رب سے مدد مانگی جائے۔
- عبادت میں سستی ہو تو اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کی جائے۔

یوں ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ ہماری زندگی کا مقصد متعین کرتا ہے اور ﴿وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ اس مقصد تک پہنچنے کا سہارا بتاتا ہے۔

آج کا عملی سبق

آج اپنے معمولات میں سے کسی ایک کام کا انتخاب کیجیے—نماز، مطالعہ، ملازمت، تجارت، تدریس، گھر کی ذمہ داری یا کسی انسان کی خدمت۔

پھر اپنے آپ سے دو سوال کیجیے:

کیا میں اسے اللہ کی رضا کے مطابق انجام دے رہا ہوں؟

کیا میں اس میں اپنی قوت پر بھروسا کررہا ہوں یا اللہ سے توفیق بھی مانگ رہا ہوں؟

یہ دو سوال آیت کے دونوں حصوں کو ہماری عملی زندگی سے جوڑ دیتے ہیں۔

آج کی دعا

اللَّهُمَّ أَعِنَّا عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر، اپنے شکر اور اپنی بہترین عبادت پر مدد عطا فرما۔

خلاصۂ درس

سورۃ الفاتحہ کی یہ مختصر آیت پورے انسانی سفر کی سمت متعین کردیتی ہے۔ **ہم کس کے لیے جئیں؟ — اللہ کے لیے۔ کس کی بندگی کریں؟ — صرف اللہ کی۔ اپنی کمزوری میں حقیقی مدد کس سے مانگیں؟ — اللہ سے۔**

بندگی انسان کو مقصد دیتی ہے اور استعانت اسے غرور سے بچاتی ہے۔ پہلی حقیقت کہتی ہے کہ تم ذمہ دار ہو؛ دوسری یاد دلاتی ہے کہ تم بے نیاز نہیں۔

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ — اے اللہ! بندگی صرف تیری۔

﴿وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ — اور بھروسا و حقیقی مدد بھی تجھی سے۔

مصادر و مراجع

القرآن الكريم: سورة الفاتحہ: 5؛ سورة الأنعام: 162؛ سورة البينہ: 5؛ سورة الطلاق: 3۔

الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن۔

ابن كثير، تفسير القرآن العظيم۔

القرطبي، الجامع لأحكام القرآن۔

السعدي، تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان۔

أبو داود، السنن، كتاب الصلاة۔

النسائي، السنن، كتاب السهو۔

Editorial Note: The author serves as Editor-in-Chief of Rewaya. This article is published as an authored scholarly contribution and is identified separately from Rewaya's editorial content.

Original publication: https://rewayamag.com/%d9%82%d8%b1%d8%a2%d9%86-%d8%b3%db%92-%d8%b1%db%81%d9%86%d9%85%d8%a7%d8%a6%db%8c-%d8%af%d8%b1%d8%b3-%d8%af%d9%88%d9%85/

Empire, Administration, and the Limits of Imperial History

Muhammad Sajid · 2026-10-01 · کتاب و تبصرہ

Book Review: The Cambridge History of India, Vol. V: British India, 1497–1858
Editor: H. H. Dodwell
Original Publication: 1929 (Cambridge University Press)

Introduction
Nearly a century after its initial publication, The Cambridge History of India, Vol. V: British India, 1497–1858, edited by H. H. Dodwell, remains a monumental artefact of imperial historiography. As part of the ambitious multi-volume Cambridge History of India project initiated in the early 20th century, Volume V is tasked with a colossal narrative: tracing the evolution of British involvement in the subcontinent from Vasco da Gama's arrival to the watershed moment of the 1857 Uprising and the subsequent transfer of power from the East India Company to the British Crown. While modern readers must approach the text with a critical eye toward its colonial biases, Dodwell's volume remains an indispensable foundational text for understanding the administrative, military, and political mechanics of the British Empire in India.

Summary of Contents
The volume is structured chronologically and thematically, reflecting the traditional "high politics" approach of its era. It opens with the early European maritime expansion, detailing the Portuguese, Dutch, French, and English forays into the Indian Ocean. The narrative quickly centres on the English East India Company, meticulously detailing the transition from a mercantile trading body to a territorial sovereign.

Dodwell and his contributing scholars dedicate extensive chapters to the Carnatic Wars, the conquest of Bengal (Plassey and Buxar), and the complex administrative frameworks established by figures like Warren Hastings and Lord Cornwallis. The latter half of the book covers the aggressive territorial expansion under Governors-

General like Wellesley and Dalhousie, the economic integration of India into the British imperial economy, and the social and legal reforms of the 19th century. The volume culminates in a detailed, multi-chapter account of the 1857–1858 Rebellion (in traditional British nomenclature, it is called the "Mutiny"), concluding with the Government of India Act of 1858.

Critical Analysis: Strengths

The primary strength of Volume V lies in its unparalleled depth of administrative and constitutional history. For scholars interested in the mechanics of the East India Company, the text is a goldmine. Dodwell's meticulous attention to the evolution of the Company's charters, the dual system of government (Court of Directors vs. Board of Control), and the codification of laws provides a masterclass in institutional history.

Furthermore, the military and diplomatic history covered in the volume is highly detailed. The accounts of the Anglo-French rivalry in the Deccan and the various Anglo-Maratha and Anglo-Sikh wars are drawn from extensive archival research. For a reader wanting to understand the how of British conquest—the logistical, financial, and bureaucratic machinery that allowed a trading company to subdue a subcontinent—this volume is exceptionally thorough.

Critical Analysis: Weaknesses

However, viewed through the lens of modern historiography, the book's limitations are stark. Written in the 1920s at the height of the British Raj, the volume is inherently Eurocentric and reflects the "civilising mission" ideology of its time. The narrative is overwhelmingly top-down. Indians are largely treated as passive subjects, obstacles to be managed, or beneficiaries of British administrative benevolence, rather than active historical agents.

Subaltern perspectives, indigenous economic resilience, and the rich cultural and intellectual responses to colonialism are virtually absent. The language and framing often betray an unapologetic imperial sympathy; for instance, the complex socio-economic causes of the 1857 Uprising are frequently reduced to military grievances or "fanaticism," rather than being analysed as a legitimate, multifaceted anti-colonial rebellion. Consequently, the book fails to capture the lived experiences of the Indian populace under Company rule.

Relevance Today

Today, Volume V should not be read as a definitive or objective history of British India, but rather as a crucial historiographical primary source. It is essential reading for students of the British Empire who wish to understand how the British justified, rationalised, and recorded their own imperial project. To get a balanced historical picture, it must be read in dialogue with modern post-colonial and subaltern histories (e.g. C.A. Bayly, Ranajit Guha, or Sugata Bose) that correct its omissions and challenge its underlying assumptions.

Conclusion

H. H. Dodwell's British India, 1497–1858 is a towering achievement of early 20th-century imperial scholarship. It offers a breathtakingly detailed account of the institutional and military rise of the British in India. Yet, it is also a product of its time, blind to the voices and agency of the colonized. It remains a vital, if heavily caveated, pillar of South Asian historical literature—a book that tells us as much about the mindset of the British rulers as it does about the India they ruled.

Rating: ★★★★☆ (4/5 Stars)

A foundational masterpiece of administrative history, heavily weighted by its imperial perspective. Essential for historiographical study, but requires modern supplementary reading for a complete picture.

Author is a Research Associate at Kareemi Library and Research Centre.

Original publication: https://rewayamag.com/empire-administration-and-the-limits-of-imperial-history/

قرآن سے رہنمائی — درس سوم

حافظ محمد اشرف کریمی · 02-10-2026 · Quranic Studies | قرآن و علومِ قرآن | اسلامی مطالعات | اسلامیات | دعوت و اصلاح | Dawah & Reform | قرآن

قرآن سے رہنمائی — درس سوم

ہدایت کی مسلسل ضرورت

درس و تشریح: حافظ محمد اشرف کریمی

زیرِ مطالعہ آیات

﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾

(سورۃ الفاتحہ: 6–7)

ترجمہ:
ہمیں سیدھا راستہ دکھا؛ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا، نہ ان لوگوں کا جن پر غضب ہوا، اور نہ گمراہوں کا۔

سب سے بڑی دعا کیا ہے؟

انسان اللہ تعالیٰ سے بہت کچھ مانگتا ہے۔ صحت، رزق، اولاد، کامیابی، امن اور مشکلات سے نجات—یہ سب جائز اور اہم دعائیں ہیں۔ لیکن قرآن نے ایک ایسی دعا ہمیں ہر نماز میں بار بار سکھائی ہے جو ان تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے:

﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾

اے ہمارے رب! ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت صرف یہ نہیں کہ اس کی دنیا آسان ہوجائے، بلکہ یہ ہے کہ اسے زندگی گزارنے کا صحیح راستہ مل جائے۔ کیونکہ مال موجود ہو لیکن راستہ غلط ہو، علم موجود ہو مگر سمت غلط ہو، طاقت موجود ہو لیکن استعمال غلط ہو، تو یہی نعمتیں انسان کے لیے آزمائش بن سکتی ہیں۔

اس کے برعکس جسے اللہ تعالیٰ صحیح راستہ عطا کردے، اسے زندگی کا مقصد، اعمال کی سمت اور آخرت کی منزل سب واضح ہوجاتے ہیں۔

ہدایت صرف راستہ جان لینے کا نام نہیں

ہم عموماً ہدایت کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ انسان کو صحیح اور غلط کا علم ہوجائے۔ لیکن قرآنی ہدایت اس سے کہیں وسیع ہے۔

ہدایت میں یہ سب شامل ہیں:

- حق کو پہچاننا؛
- حق کو قبول کرنا؛
- اس پر عمل کرنے کی توفیق ملنا؛
- غلط راستوں سے محفوظ رہنا؛
- اور حق پر زندگی کے آخری لمحے تک ثابت قدم رہنا۔

اسی لیے ایک مسلمان، جو پہلے ہی اسلام کی نعمت پا چکا ہے، دن میں بار بار یہ دعا کرتا ہے:

﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾

گویا وہ کہتا ہے: اے اللہ! مجھے حق دکھا بھی، اسے سمجھنے کی توفیق بھی دے، اس پر چلنے کی قوت بھی عطا فرما اور مجھے اس پر قائم بھی رکھ۔

سیدھا راستہ کون سا ہے؟

قرآن نے صرف یہ نہیں کہا کہ سیدھا راستہ مانگو، بلکہ اگلی آیت میں اس راستے کی پہچان بھی بتادی:

﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾

یعنی ان لوگوں کا راستہ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔

قرآن دوسری جگہ ان لوگوں کی وضاحت کرتا ہے:

﴿مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾

(النساء: 69)

یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔

اس سے ایک نہایت اہم اصول سامنے آتا ہے: **ہدایت کوئی ایسا مبہم تصور نہیں جس کا معیار ہر شخص خود مقرر کرے۔** اس کا ایک راستہ ہے اور اس راستے پر چلنے والے نمونے بھی موجود ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی تعلیم، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا فہم اور اہلِ ایمان و صالحین کا طریقہ ہمارے لیے اس راستے کو عملی صورت میں واضح کرتا ہے۔

علم بھی چاہیے، عمل بھی

سورۃ الفاتحہ کے آخری الفاظ ہمیں دو بڑی لغزشوں سے خبردار کرتے ہیں:

﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾

ایک ان لوگوں کا راستہ ہے جو حق کو جاننے کے باوجود اس سے منہ موڑ دیں، اور دوسرا ان لوگوں کا جو صحیح علم کے بغیر راستہ اختیار کرکے گمراہ ہوجائیں۔

گویا قرآن ہمیں سکھاتا ہے کہ سیدھے راستے کے لیے دو چیزیں لازم ہیں:

صحیح علم + صحیح عمل

صرف علم کافی نہیں اگر انسان اس پر عمل نہ کرے، اور صرف جوش و جذبہ بھی کافی نہیں اگر وہ صحیح علم کی رہنمائی سے محروم ہو۔

مومن کا راستہ یہ ہے کہ پہلے حق کو کتاب و سنت سے پہچانے، پھر اخلاص کے ساتھ اسے اپنی زندگی میں نافذ کرے۔

ہمیں ہر روز ہدایت کیوں مانگنی پڑتی ہے؟

یہ سوال بہت اہم ہے: اگر ایک مسلمان پہلے ہی ایمان رکھتا ہے تو وہ ہر نماز میں ہدایت کیوں مانگتا ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہدایت کوئی ایسی چیز نہیں جو ایک مرتبہ مل جائے تو پھر انسان ہمیشہ کے لیے اس سے بے نیاز ہوجائے۔ زندگی ہر روز نئے فیصلے ہمارے سامنے لاتی ہے۔

کبھی مسئلہ تجارت کا ہوتا ہے، کبھی خاندان کا، کبھی تعلیم کا، کبھی اختلاف کا، کبھی کسی خبر پر ردِعمل دینے کا، کبھی زبان کے استعمال کا اور کبھی کسی خواہش کے مقابلے میں اللہ کے حکم کو ترجیح دینے کا۔

ہر نئے مرحلے میں انسان کو پھر ہدایت درکار ہوتی ہے۔

اسی لیے مومن کی دعا صرف یہ نہیں:

’’اے اللہ! مجھے راستہ دکھا دے۔‘‘

بلکہ اس کے اندر یہ مفہوم بھی ہے:

’’اے اللہ! مجھے راستہ دکھاتا رہ، اس پر چلاتا رہ اور اس سے بھٹکنے سے بچاتا رہ۔‘‘

آج کے دور میں صراطِ مستقیم

آج انسان کے پاس معلومات کی کمی نہیں۔ موبائل فون کی ایک اسکرین پر ہزاروں آراء، نظریات، فتوے، تبصرے، ویڈیوز اور دعوے موجود ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس ہجوم میں **حق کیا ہے؟**

ہر مقبول بات صحیح نہیں ہوتی، ہر وائرل ہونے والی بات حقیقت نہیں ہوتی، ہر پُراعتماد مقرر عالم نہیں ہوتا اور ہر وہ خیال جو ہمیں اچھا محسوس ہو ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی درست ہو۔

یہی وہ مقام ہے جہاں سورۃ الفاتحہ کی دعا ہمارے لیے غیر معمولی اہمیت اختیار کرلیتی ہے:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾

یعنی اے اللہ! معلومات کے اس ہجوم میں مجھے **حق پہچاننے کی بصیرت** عطا فرما۔

ہدایت مانگنے والے کی ذمہ داری

ہدایت کی دعا کرنے کے بعد انسان کی ذمہ داری ختم نہیں ہوجاتی۔ اگر کوئی شخص سیدھا راستہ مانگتا رہے مگر قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہ کرے، رسول اللہ ﷺ کی سنت سے رہنمائی نہ لے، اہلِ علم سے رجوع نہ کرے اور اپنی خواہش کو حق پر مقدم رکھے تو اس نے دعا کے عملی تقاضے پورے نہیں کیے۔

ہدایت مانگنے کا تقاضا ہے کہ انسان حق کو تلاش بھی کرے۔

قرآن پڑھے۔

سنت کو سمجھے۔

صحیح علم حاصل کرے۔

اپنی غلطی تسلیم کرنے کا حوصلہ رکھے۔

اور جب حق واضح ہوجائے تو اپنی خواہش، عادت یا سابقہ رائے کے بجائے حق کو ترجیح دے۔

اپنی ہدایت پر مطمئن نہ ہوجائیں

انسان کے لیے ایک خطرناک کیفیت یہ ہے کہ وہ یہ سمجھنے لگے کہ اب اسے مزید اصلاح کی ضرورت نہیں۔

سورۃ الفاتحہ روزانہ اس غرور کو توڑتی ہے۔ ایک عالم بھی کہتا ہے:

﴿اِهْدِنَا﴾

ایک طالب علم بھی کہتا ہے:

﴿اِهْدِنَا﴾

ایک صالح شخص بھی کہتا ہے:

﴿اِهْدِنَا﴾

اور ایک عام مسلمان بھی یہی کہتا ہے۔

گویا ہر شخص اپنے رب کے سامنے اعتراف کرتا ہے:

"اے اللہ! میں ایک لمحے کے لیے بھی تیری ہدایت سے بے نیاز نہیں ہوں۔"

آج کا عملی سبق

آج اپنی زندگی کے کسی ایسے معاملے کو سامنے لائیے جس میں آپ تذبذب کا شکار ہیں۔ پھر صرف یہ نہ سوچیں کہ **"مجھے کیا پسند ہے؟"** بلکہ اپنے آپ سے پوچھیے:

اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کس راستے میں ہے؟

قرآن و سنت کی رہنمائی کیا ہے؟

کیا میں حق تلاش کررہا ہوں یا اپنی پہلے سے قائم رائے کے لیے دلیل تلاش کررہا ہوں؟

یہی **﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾** کو روزمرہ زندگی میں اتارنے کا ایک عملی طریقہ ہے۔

آج کی دعا

اللَّهُمَّ اهْدِنَا وَسَدِّدْنَا، وَثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ

اے اللہ! ہمیں ہدایت عطا فرما، ہمیں درست راستے پر قائم رکھ اور ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت قدم فرما۔

خلاصۂ درس

سورۃ الفاتحہ ہمیں سکھاتی ہے کہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہدایت ہے۔ ہدایت صرف راستہ جان لینے کا نام نہیں بلکہ **حق کو جاننا، اسے قبول کرنا، اس پر عمل کرنا اور اس پر ثابت قدم رہنا** ہے۔

صراطِ مستقیم ان لوگوں کا راستہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت سے نوازا۔ اس راستے میں صحیح علم بھی ہے اور صحیح عمل بھی۔ علم عمل کے بغیر نامکمل ہے اور عمل صحیح علم کے بغیر انسان کو منزل تک پہنچانے کی ضمانت نہیں دیتا۔

اسی لیے ہر نماز میں، ہر دن، بار بار ہم اپنے رب سے کہتے ہیں:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾

اے ہمارے رب! ہمیں سیدھا راستہ دکھا، اس پر چلا اور اسی پر قائم رکھ۔

مصادر و مراجع

القرآن الكريم: سورة الفاتحة: 6–7؛ سورة النساء: 69.

الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، تفسير سورة الفاتحة.

ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، تفسير سورة الفاتحة.

القرطبي، الجامع لأحكام القرآن، تفسير سورة الفاتحة.

السعدي، تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان، تفسير سورة الفاتحة.

Editorial Note: The author serves as Editor-in-Chief of Rewaya. This article is published as an authored scholarly contribution and is identified separately from Rewaya's editorial content.

Original publication: https://rewayamag.com/%d9%82%d8%b1%d8%a2%d9%86-%d8%b3%db%92-%d8%b1%db%81%d9%86%d9%85%d8%a7%d8%a6%db%8c-%d8%af%d8%b1%d8%b3-%d8%b3%d9%88%d9%85/

مراجعة: كتاب الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل

2026-10-02 · Ibn e Muhammad · فكر و نظر | كتاب و تبصره

Al-Jami' al-Kamil fi al-Hadith al-Sahih al-Shamil

المؤلف: الدكتور ضياء الرحمن الأعظمي (1943–2020)

النوع: مجموعة حديثية ثانوية (تجميع للأحاديث الصحيحة)

الطبعات: الطبعة الأولى: 12 مجلدًا (دار السلام، الرياض، 2016)؛ الطبعة الثانية والنهائية: 19 مجلدًا (مكتبة بيت السلام، دار ابن بشير، باكستان، 2019)

نظرة عامة

"الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل" مشروع علمي طموح للمحدث الهندي المولد الدكتور ضياء الرحمن الأعظمي، الذي درّس الحديث في الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة، ثم في المسجد النبوي الشريف. يهدف الكتاب إلى جمع جميع الأحاديث النبوية الصحيحة من أكثر من مئتي مصدر في مرجع واحد شامل، وهو ما يصفه أنصار الكتاب بأنه المحاولة الأولى في تاريخ الإسلام لجمع كل الحديث الصحيح في مصنَّف واحد

النطاق والمنهج

ما يميز هذا المشروع أكثر من غيره هو حجمه الهائل. فقد استغرق الأعظمي نحو أربعين عامًا من البحث العلمي، خصص منها نحو عشرين عامًا لتأليف هذا الكتاب بالذات، ويُعدّ أول من حاول تقديم بيان شامل لجميع الأحاديث الصحيحة والحسنة في مجموعة واحدة. وقد قدّر إجمالي متون الأحاديث في جميع الكتب، بعد حذف المكرر، بنحو 60,000 متن، منها نحو 8,000 من الكتب الستة، ونحو 19,000 من زوائد مسند أحمد والبزار وأبي يعلى ومعاجم الطبراني الثلاثة، على ألا يزيد عدد الروايات المنفردة بين هذه الزوائد عن 10,000. ومن هذا الرصيد، رجّح أن عدد المتون الصحيحة يتراوح بين نحو 12,000 و15,000، أغلبها من الكتب الستة ومسند أحمد وموطأ الإمام مالك، على ألا يزيد عدد الأحاديث الصحيحة في غير هذه المصادر عن نحو 2,000. وقد ضمّت الطبعة الأولى 15,978 حديثًا حُكم عليها بالصحة أو الحسن؛ وبعد أن راجع الأعظمي استنتاجاته، بلغ عدد الأحاديث في الطبعة الثانية والنهائية — التي تُعدّ نصه المعتمد — 16,546 حديثًا

كما صدرت نسخة مختصرة (تلخيص) للقراء العاديين، حُذفت منها المناقشة التقنية للتخريج المرفقة بكل حديث، واقتصرت على عرض المتون فقط، مع حذف نحو ألف حديث كان علماء آخرون قد قبلوها كصحيحة لكن الأعظمي حكم عليها بنفسه بالضعف — وهو أمر يدل على أن العمل متأثر إلى حد كبير باجتهاده الشخصي في التصحيح والتضعيف، وليس مجرد حصر محايد.

نقاط القوة

- شمول واسع النطاق: يُعدّ حجم هذا المرجع، من حيث تحديد مواضع ورود حديث معين وكيفية الحكم على صحته عبر مصادر تمتد لقرنين من الزمان، غير مسبوق فعلًا، وقد تناوله باحثون متخصصون بدراسات جادة لمنهجيته.
- تنظيم مناسب للتدريس: بفضل ترتيبه حسب الأبواب الفقهية، يُعد مرجعًا مساعدًا مفيدًا لطلاب العلم الذين يدرسون مناهج الحديث — فقراءة الباب المقابل هنا إلى جانب كتاب أساسي كصحيح البخاري تكشف عن كامل

الأحاديث الصحيحة الواردة في الموضوع، لا ما ورد في مجموعة واحدة معتمدة فقط.

- **مكانة علمية:** تمنح عقود خبرة الأعظمي في علم الجرح والتعديل أحكامه وزنًا معتبرًا؛ فهذا العمل ليس تأليفًا لغير متخصص، بل ثمرة جهد محدّث متمرس طوال حياته.

نقاط تستدعي الحذر

- دعوى الشمول هي تقدير المؤلف نفسه، وليست إجماعًا علميًا مستقرًا. فقد كان الأعظمي حريصًا على التحفظ في هذا الشأن، إذ صرّح بأنه واثق من أنه استوعب "إن لم يكن 100%، فـ 95%" من الروايات الصحيحة — كما أن المراجعات اللاحقة بين الطبعتين الأولى والثانية (الانتقال من 15,978 إلى 16,546 حديثًا، مع حذف بعض الأحاديث وإعادة إدراج أخرى) تُظهر أن المشروع كان لا يزال يتطور حتى طبعته النهائية
- أحكام عالم واحد، مهما بلغت خبرته، ليست بمنأى عن الاختلاف. فقد شهد علم تصحيح الحديث على الدوام اختلافات بين النقاد المؤهلين؛ وقد تناولت عدة دراسات أكاديمية بالنقد منهجية الأعظمي في التصحيح والتضعيف والجمع بين الأحاديث تحديدًا، وهو ما يدل بذاته على أن هذا المجال يتعامل مع الكتاب باعتباره إسهامًا علميًا جادًا يستحق التقييم، لا حكمًا نهائيًا غير قابل للنقاش.
- الترجمات لا تزال ناقصة. فبحسب آخر ما وردنا، كانت الترجمة الإنجليزية للنسخة المختصرة لا تزال تنتظر النشر، بينما كانت الترجمات الأردية والفارسية والبشتوية الكاملة للنسخة النهائية لا تزال قيد الإنجاز — ما يعني أن كثيرًا من الجمهور العالمي المستهدف لا يستطيع بعدُ الوصول مباشرة إلى الطبعة الثانية "المعتمدة".

التقييم

التقييم الإجمالي: 4 من 5

- النطاق والطموح: 5 من 5 — حجم غير مسبوق لمُصنَّف حديثي من تأليف عالم واحد.
- الدقة العلمية: 4 من 5 — خبرة متخصصة متراكمة على مدى عقود، لكن أحكام التصحيح تعكس اجتهاد عالم واحد لا إجماعًا علميًا.
- الفائدة كمرجع: 4.5 من 5 — ممتاز للبحث والمقارنة والرجوع إليه.
- سهولة الوصول: 3 من 5 — الترجمات الكاملة (الإنجليزية والأردية والفارسية والبشتوية) لا تزال، بحسب آخر ما وردنا، غير مكتملة.

هو تقييم "4" قوي، لم يصل إلى "5" أساسًا لأن أحكام التصحيح فيه اجتهاد شخصي لعالم واحد (لا يزال قيد المراجعة بين الطبعات)، ولأن معظم القراء لا يستطيعون بعد الوصول مباشرة إلى نسخته الكاملة أو النهائية بلغتهم.

الخلاصة

يمثل "الجامع الكامل" علامة فارقة في علم الحديث من حيث الطموح والجهد المبذول — محاولة نادرة حقًا لتجميع تراث الحديث الواسع المترامي في مرجع واحد يسهل الرجوع إليه. وهو جدير بمكان في مكتبة كل طالب علم جاد بالحديث، خصوصًا كأداة بحث ومقارنة. لكن وصفه بأنه "المعيار المقبول" مبالغة في تقدير مكانته: فالأدق وصفه بأنه مرجع حديث بارز ومعتبر — ثمرة جهد عالم جليل استمر طوال حياته — لا مجموعة حلّت محل أو أسقطت اعتبار مصنفات راسخة كالكتب الستة، التي تستند سلطتها إلى قرون عديدة من التحقق العلمي المستقل، لا إلى حكم مُصنِّف واحد

.The author is a freelance researcher and writer

Original publication: https://rewayamag.com/%d9%85%d8%b1%d8%a7%d8%ac%d8%b9%d8%a9-%d9%83%d8%aa%d8%a7%d8%a8-%d8%a7%d9%84%d8%ac%d8%a7%d9%85%d8%b9-%d8%a7%d9%84%d9%83%d8%a7%d9%85%d9%84-%d9%81%d9%8a-%d8%a7%d9%84%d8%ad%d8%af%d9%8a%d8%ab-%d8%a7%d9%84/

حدیث سے زندگی — درس اوّل

حافظ محمد اشرف کریمی · 02-10-2026 · Hadith Studies | حدیث و علومِ حدیث | اسلامی مطالعات | اسلامیات | حدیث

حدیث سے زندگی — درس اوّل

نیت: عمل کی قدر کا بنیادی معیار

درس و تشریح: حافظ محمد اشرف کریمی

آج کی حدیث

عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ»

ترجمہ:
امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اعمال کا اعتبار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔ پس جس کی ہجرت کسی دنیاوی مقصد کے حصول کے لیے ہو یا کسی عورت سے نکاح کے لیے، تو اس کی ہجرت اسی مقصد کے لیے ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

حوالہ: صحیح البخاری، حدیث: 1؛ صحیح مسلم، حدیث: 1907۔

ایک حدیث، پوری زندگی کا اصول

رسول اللہ ﷺ کی یہ مختصر حدیث اسلامی زندگی کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔ بظاہر اس میں نیت کا ذکر ہے، لیکن حقیقت میں یہ عبادت، علم، تجارت، ملازمت، خدمت، دعوت، تعلیم، تصنیف اور ہمارے روزمرہ کے تقریباً ہر عمل کے باطن کو درست کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔

اسلام صرف یہ نہیں دیکھتا کہ انسان نے **کیا کیا**؛ بلکہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ اس نے **کیوں کیا**۔

دو انسان ایک ہی کام انجام دے سکتے ہیں۔ ظاہری اعتبار سے دونوں کے اعمال یکساں دکھائی دیں، مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی قدر یکساں ہونا ضروری نہیں؛ کیونکہ دونوں کی نیتیں مختلف ہوسکتی ہیں۔

یہی حقیقت رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں سمٹ آئی ہے:

«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ»

اعمال کا اعتبار نیتوں پر ہے۔

نیت کیا ہے؟

نیت بنیادی طور پر دل کے ارادے اور قصد کا نام ہے۔ انسان کسی عمل کو کس مقصد سے انجام دے رہا ہے، یہی اس کی نیت ہے۔

عبادت میں نیت ایک طرف مختلف عبادات میں امتیاز پیدا کرتی ہے، اور دوسری طرف یہ طے کرتی ہے کہ عمل کس کے لیے کیا جارہا ہے۔

ایک شخص علم حاصل کرتا ہے تاکہ اللہ کی رضا حاصل کرے، اپنی جہالت دور کرے اور لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ دوسرا وہی علم صرف شہرت، بحث میں برتری یا لوگوں میں مقام حاصل کرنے کے لیے حاصل کرسکتا ہے۔ ظاہری سرگرمی ایک ہے، مگر دونوں کے باطن میں بڑا فرق ہے۔

ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی

رسول اللہ ﷺ نے صرف یہ نہیں فرمایا کہ اعمال نیتوں کے مطابق ہیں، بلکہ فوراً فرمایا:

«وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى»

اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔

یہ الفاظ انسان کو اپنے باطن کا جائزہ لینے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہوسکتا ہے ایک عمل دنیا کی نظر میں بہت بڑا ہو، مگر کرنے والے کا اصل مقصد اللہ کی رضا نہ ہو۔ اور ہوسکتا ہے ایک بظاہر معمولی عمل خالص نیت کے سبب اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت وزنی ہوجائے۔

اسی لیے مومن صرف اپنے اعمال کی تعداد نہیں دیکھتا؛ وہ ان کے پیچھے موجود نیت کو بھی دیکھتا ہے۔

ہجرت کی مثال کیوں؟

رسول اللہ ﷺ نے اصول بیان کرنے کے بعد ہجرت کی مثال ذکر فرمائی۔ ہجرت ایک عظیم دینی عمل ہے، لیکن اگر کوئی شخص اسی ظاہری عمل کے ذریعے محض دنیاوی مقصد حاصل کرنا چاہتا ہو تو اس کے عمل کی حقیقت اس کی نیت کے مطابق ہوگی۔

یہ مثال ہمیں ایک نہایت اہم سبق دیتی ہے:

کسی عمل کی دینی شکل خود بخود اس بات کی ضمانت نہیں کہ اس کا مقصد بھی دینی ہے۔

اسی لیے نماز، صدقہ، علم، دعوت، تصنیف، دینی خدمت اور خیراتی کام—سب میں انسان کو اپنے دل کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔

اخلاص اور نیت

نیت کی اصلاح کا سب سے اہم پہلو **اخلاص** ہے، یعنی عمل بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾

(البینۃ: 5)

ترجمہ: اور انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

اخلاص کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کو اپنے اچھے کام کے دنیاوی نتائج بالکل نظر نہ آئیں۔ اصل سوال یہ ہے کہ اس عمل کا بنیادی محرک اور مقصود کیا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور کس نیت کے ساتھ کھڑا ہے۔

عام کام بھی عبادت بن سکتے ہیں

اس حدیث کا ایک بہت خوبصورت عملی پہلو یہ ہے کہ صحیح نیت انسان کے بہت سے معمول کے کاموں کو بھی اجر کا ذریعہ بنا سکتی ہے۔

انسان روزگار کماتا ہے۔ اگر مقصد صرف دولت جمع کرنا نہ ہو بلکہ حلال رزق حاصل کرنا، اہل و عیال کی کفالت کرنا اور حرام سے بچنا بھی ہو تو یہی روزگار اجر کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

وہ تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اگر نیت مفید علم، اپنی اصلاح اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہو تو تعلیم بھی عبادت کا رنگ اختیار کرسکتی ہے۔

وہ اپنے بچوں کی تربیت کرتا ہے، والدین کی خدمت کرتا ہے، کسی ضرورت مند کی مدد کرتا ہے یا معاشرے کے لیے کوئی مفید کام انجام دیتا ہے؛ صحیح نیت ان روزمرہ اعمال کو آخرت کی کمائی میں بدل سکتی ہے۔

یوں مومن کی زندگی عبادت گاہ اور دنیاوی زندگی کے دو الگ خانوں میں تقسیم نہیں رہتی۔ صحیح نیت اس کی پوری جائز زندگی کو اللہ کی بندگی سے جوڑ دیتی ہے۔

ایک عمل میں کئی نیتیں

ایک نیک عمل کرتے ہوئے کئی جائز اور نیک مقاصد جمع ہوسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر کوئی شخص دینی کتاب پڑھتا ہے تو اس کی نیت ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی جہالت دور کرے، اللہ کے دین کو بہتر سمجھے، اپنے عمل کی اصلاح کرے، اپنے گھر والوں کو سکھائے اور حاصل شدہ علم دوسروں تک پہنچائے۔

اسی طرح کسی مفید تحریر یا درس کے ذریعے ایک شخص خود بھی علم کا اعادہ کرسکتا ہے اور دوسروں کی رہنمائی بھی کرسکتا ہے۔

اس لیے عمل شروع کرنے سے پہلے چند لمحوں کے لیے اپنی نیت کو واضح کرلینا معمولی بات نہیں۔ یہ عمل کی پوری قدر بدل سکتا ہے۔

نیت زبان کا جملہ نہیں، دل کا عمل ہے

یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ نیت بنیادی طور پر دل کے قصد کا نام ہے۔ ہر کام سے پہلے زبان سے مخصوص الفاظ ادا کرنا نیت کی حقیقت نہیں۔

اگر کوئی شخص وضو کے لیے اٹھتا ہے، نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے یا روزے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کے دل میں موجود شعوری قصد ہی نیت کی اصل ہے۔

اس لیے اصل توجہ الفاظ دہرانے کے بجائے دل کے مقصد کو درست کرنے پر ہونی چاہیے۔

نیت کی حفاظت بھی ضروری ہے

کبھی انسان عمل کا آغاز خالص نیت سے کرتا ہے، لیکن دورانِ عمل لوگوں کی تعریف، شہرت یا اپنی بڑائی کا احساس اس کے دل میں جگہ بنانے لگتا ہے۔

یہاں مومن کو اپنے دل کی نگرانی کرنی چاہیے۔

نیت کی اصلاح صرف عمل شروع کرنے سے پہلے نہیں بلکہ **عمل کے دوران اور عمل کے بعد بھی** ضروری ہوسکتی ہے۔

عمل سے پہلے سوال ہو:

میں یہ کیوں کررہا ہوں؟

عمل کے دوران سوال ہو:

کیا میرا مقصد اب بھی درست ہے؟

اور عمل کے بعد انسان اپنی نیکی پر غرور کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے قبولیت مانگے۔

سوشل میڈیا کے دور میں نیت

آج اس حدیث کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ نیکی، علم، صدقہ، عبادت اور خدمت کے کام چند لمحوں میں دوسروں کے سامنے آسکتے ہیں۔

ہر چیز کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا بذاتِ خود ایک ہی حکم نہیں رکھتا؛ بعض اوقات کسی مفید کام کی تشہیر سے دوسروں کو ترغیب ملتی ہے یا علم پھیلتا ہے۔ لیکن یہاں نیت کی نگرانی بہت ضروری ہوجاتی ہے۔

ہمیں اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے:

اگر کوئی میری تعریف نہ کرے تو کیا میں یہ کام پھر بھی کروں گا؟

اگر میرا نام سامنے نہ آئے تو کیا مجھے پھر بھی اس خیر کے پھیلنے پر خوشی ہوگی؟

یہ سوال ہمارے باطن کو سمجھنے میں مدد دے سکتے ہیں۔

دوسروں کی نیت کا فیصلہ نہ کریں

اس حدیث کا مقصد ہمیں دوسروں کے دلوں میں جھانکنے کا اختیار دینا نہیں، بلکہ **اپنی نیت کی اصلاح** سکھانا ہے۔

کسی دوسرے شخص کے ظاہری عمل کو دیکھ کر فوراً یہ فیصلہ کردینا کہ وہ شہرت، دکھاوے یا کسی دنیاوی مقصد کے لیے ایسا کررہا ہے، درست طرزِ عمل نہیں۔ دلوں کا حقیقی حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنے دل سے سوال کریں، دوسروں کے دلوں کے بارے میں فیصلے نہ کرتے پھریں۔

آج کا عملی سبق

آج اپنے تین معمول کے کام منتخب کیجیے۔ وہ ملازمت، کاروبار، مطالعہ، تدریس، گھر کی خدمت، بچوں کی تربیت، تحریر یا کوئی دینی کام ہوسکتا ہے۔

ہر کام سے پہلے چند لمحے رک کر اپنے دل سے پوچھیے:

میں یہ کام کیوں کررہا ہوں؟

پھر اپنی نیت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور کوئی مناسب نیک مقصد شامل کیجیے۔

مثلاً:

میں علم حاصل کررہا ہوں تاکہ اپنی اصلاح کرسکوں اور دوسروں کو فائدہ پہنچا سکوں۔

میں حلال رزق کما رہا ہوں تاکہ اپنی ذمہ داریاں اللہ کے حکم کے مطابق پوری کرسکوں۔

میں کسی انسان کی مدد کررہا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ احسان اور خیر کو پسند فرماتا ہے۔

آج کا محاسبہ

دن کے اختتام پر صرف یہ نہ دیکھیے کہ آج آپ نے کتنے کام کیے۔ ایک اور سوال بھی کیجیے:

میں نے یہ کام کس کے لیے کیے؟

یہ ایک سوال انسان کے پورے دن کو عبادت اور محاسبۂ نفس کے ساتھ جوڑ سکتا ہے۔

آج کی دعا

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا الْإِخْلَاصَ فِي الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ، وَاجْعَلْ أَعْمَالَنَا صَالِحَةً وَلِوَجْهِكَ خَالِصَةً

اے اللہ! ہمیں قول و عمل میں اخلاص عطا فرما، ہمارے اعمال کو صالح بنا اور انہیں اپنی رضا کے لیے خالص فرما۔

خلاصۂ درس

حدیث **«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ»** ہمیں سکھاتی ہے کہ اسلام میں عمل کی ظاہری صورت کے ساتھ اس کا باطنی مقصد بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

صحیح نیت معمول کے جائز کام کو بھی اجر کا ذریعہ بنا سکتی ہے، جبکہ نیت کی خرابی بڑے سے بڑے ظاہری عمل کی قدر کو متاثر کرسکتی ہے۔

اس لیے مومن اپنے اعمال کے ساتھ اپنے دل کی بھی نگرانی کرتا ہے۔ وہ ہر اہم کام سے پہلے اپنے آپ سے پوچھتا ہے:

میں یہ کیوں کررہا ہوں، اور کس کے لیے کررہا ہوں؟

جب اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ کی رضا سے جڑ جائے تو زندگی کے بہت سے معمولی کام بھی آخرت کا سرمایہ بن سکتے ہیں۔

«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى»

مصادر و مراجع

القرآن الكريم: سورة البينة: 5.
البخاري، الصحيح، كتاب بدء الوحي، حديث: 1.
مسلم، الصحيح، كتاب الإمارة، حديث: 1907.
النووي، شرح صحيح مسلم.
ابن رجب الحنبلي، جامع العلوم والحكم، شرح الحديث الأول.
ابن حجر العسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي.

Editorial Note: The author serves as Editor-in-Chief of Rewaya. This article is published as an authored scholarly contribution and is identified separately from Rewaya's editorial content.

Original publication: https://rewayamag.com/%d8%ad%d8%af%db%8c%d8%ab-%d8%b3%db%92-%d8%b2%d9%86%d8%af%da%af%db%8c-%d8%af%d8%b1%d8%b3-%d8%a7%d9%88%d9%91%d9%84/

فقہ الحدیث — درس اوّل

حافظ محمد اشرف کریمی · 02-10-2026 · اسلامی مطالعات | اسلامیات | فقہ | فقہ و اصولِ فقہ | Fiqh & Usul | فکر و نظر

وضو میں شک ہو جائے تو کیا کیا جائے؟

تحریر: حافظ محمد اشرف کریمی

سلسلہ: فقہِ حدیث — روزمرہ زندگی کے شرعی مسائل

دینِ اسلام نے عبادات میں یقین، اطمینان اور سہولت کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ بعض اوقات انسان نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور اچانک اسے شک ہونے لگتا ہے کہ اس کا وضو باقی ہے یا ٹوٹ چکا ہے۔ ایسی صورت میں شریعت نے ایک نہایت واضح اور آسان اصول دیا ہے: **محض شک کی وجہ سے پہلے سے ثابت شدہ وضو ختم نہیں سمجھا جائے گا۔**

حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جسے نماز کے دوران خیال ہوتا تھا کہ شاید اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا

”وہ نماز سے نہ نکلے، یہاں تک کہ آواز سنے یا بو محسوس کرے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء؛ صحیح مسلم، کتاب الحیض)

فقہِ حدیث

:اس حدیث سے فقہ کا ایک نہایت اہم اور وسیع اصول اخذ کیا گیا ہے

الْيَقِينُ لَا يَزُولُ بِالشَّكِّ

"یقین شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوتا۔"

یعنی جس شخص کو یقینی طور پر معلوم ہے کہ اس نے وضو کیا تھا، پھر بعد میں صرف یہ شک پیدا ہوا کہ شاید وضو ٹوٹ گیا ہو، تو اس کا وضو بدستور قائم سمجھا جائے گا۔ وضو کے ٹوٹنے کے لیے محض وہم یا احتمال کافی نہیں۔

اسی طرح اگر کسی شخص کو یقین ہے کہ اس کا وضو نہیں تھا، مگر بعد میں شک ہو کہ شاید اس نے وضو کر لیا تھا، تو اصل حالت بے وضو ہونا ہے؛ لہٰذا اسے وضو کرنا ہوگا۔

کیا حدیث میں آواز سننا یا بو محسوس کرنا شرط ہے؟

حدیث کے الفاظ کا مطلب یہ نہیں کہ وضو صرف اسی وقت ٹوٹے گا جب آواز سنائی دے یا بو محسوس ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ **یقین حاصل ہونے کی مثال** کے طور پر بیان فرمائے ہیں۔

اگر کسی شخص کو کسی اور طریقے سے یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس سے ناقضِ وضو صادر ہوا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا، خواہ آواز یا بو نہ ہو۔

وسوسے کا علاج

یہ نبوی تعلیم بالخصوص ان لوگوں کے لیے بہت بڑی سہولت ہے جو طہارت اور نماز کے بارے میں بار بار وسوسے کا شکار ہوتے ہیں۔

:کبھی انسان سوچتا ہے

شاید وضو ٹوٹ گیا ہے۔
شاید کچھ خارج ہوا ہے۔
شاید دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔

اگر اس کے پاس صرف شک ہے اور یقین نہیں، تو اسے اس شک کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیے۔ بار بار وضو کرنا غیر ضروری مشقت پیدا کرتا ہے اور وسوسے کو مزید بڑھا سکتا ہے۔

ایک عملی مثال

آپ نے ظہر سے پہلے وضو کیا۔ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو خیال آیا کہ شاید وضو کے بعد کوئی ایسی چیز پیش آئی تھی جس سے وضو ٹوٹ گیا ہو، لیکن آپ کو یقین نہیں۔

حکم: آپ باوضو ہیں۔ نماز جاری رکھیں۔

اس کے برعکس اگر آپ کو واضح طور پر یاد آجائے کہ وضو کے بعد ناقضِ وضو پیش آیا تھا اور اس کے بعد دوبارہ وضو نہیں کیا، تو وضو کرنا ضروری ہوگا۔

فقہی مذاہب اور اصولِ یقین

یہ اصول کسی ایک فقہی مکتب تک محدود نہیں، بلکہ فقہائے اسلام نے مختلف ابواب میں یقین اور شک کے فرق کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ طہارت، نماز، روزہ، نکاح، طلاق، معاملات اور دیگر متعدد فقہی ابواب میں **"الیقین لا یزول بالشك"** سے مسائل اخذ کیے جاتے ہیں۔

آج کا فقہی سبق

اگر وضو کا یقین ہو اور ٹوٹنے میں صرف شک ہو تو انسان باوضو ہے۔

اگر بے وضو ہونے کا یقین ہو اور وضو کرنے میں شک ہو تو وہ بے وضو ہے۔

:مختصر اصول یاد رکھیے

یقین پر عمل کریں، محض شک کو نظر انداز کریں۔

عملی پیغام

اسلام انسان کو وسوسوں اور غیر ضروری مشقت میں مبتلا نہیں کرتا۔ عبادت اطمینان، یقین اور اتباعِ سنت کے ساتھ کیجیے۔ جس چیز کا یقین ہو اسی پر حکم قائم کیجیے، اور محض وہم کو اپنے وضو اور نماز پر حاوی نہ ہونے دیجیے۔

واللہ أعلم بالصواب

Editorial Note: The author serves as Editor-in-Chief of Rewaya. This article is published as an authored scholarly contribution and is identified separately from Rewaya's editorial content.

Original publication: https://rewayamag.com/%d9%81%d9%82%db%81-%d8%a7%d9%84%d8%ad%d8%af%db%8c%d8%ab-%d8%af%d8%b1%d8%b3-%d8%a7%d9%88%d9%91%d9%84/

قرآن سے رہنمائی — درس چہارم

حافظ محمد اشرف کریمی · 03-10-2026 · Quranic Studies | قرآن و علومِ قرآن | اسلامی مطالعات | اسلامیات | دعوت و اصلاح | Dawah & Reform | فکر و نظر | قرآن

ہدایت کی کتاب اور اہلِ تقویٰ کی پہچان

سورۃ البقرۃ: آیات 1–5

درس و تشریح: حافظ محمد اشرف کریمی

آج کی آیات

۞{الٓمٓ ۝ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ}۞

(سورۃ البقرۃ: 1–5)

ترجمہ

الم۔

یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں؛ پرہیزگاروں کے لیے سراسر ہدایت ہے۔

وہ لوگ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اور جو اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا، اور آخرت پر وہ کامل یقین رکھتے ہیں۔

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں، اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

سورۃ الفاتحہ کی دعا کا جواب

قرآن مجید کی ترتیب میں ایک نہایت خوبصورت معنوی ربط سامنے آتا ہے۔ سورۃ الفاتحہ کے آخر میں بندہ اپنے رب کے حضور دعا کرتا ہے:

۞{اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ}۞

ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔

اور اس کے فوراً بعد سورۃ البقرۃ کے آغاز میں قرآن سامنے آتا ہے:

﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ﴾

گویا بندے نے ہدایت مانگی اور اس کے سامنے وہ کتاب رکھ دی گئی جو اسے سیدھا راستہ دکھانے والی ہے۔

یہ معنوی ربط ہمیں قرآن کے ساتھ اپنے تعلق کی بنیاد سمجھاتا ہے: **ہم ہدایت مانگتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کتاب کے ذریعے ہدایت دیتا ہے۔**

﴿الٓمٓ﴾ — حروفِ مقطعات

سورۃ البقرۃ کا آغاز ﴿الٓمٓ﴾ سے ہوتا ہے۔ انہیں اصطلاح میں **حروفِ مقطعات** کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی متعدد سورتوں کے آغاز میں اس نوع کے حروف آئے ہیں، مثلاً: الم، الر، حم، طٰہٰ، یٰس اور ق۔

مفسرین نے ان کے بارے میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں، لیکن ان کے قطعی اور متعین معنی کے بارے میں کوئی ایسی صریح صحیح دلیل موجود نہیں جس پر فیصلہ کن طور پر اعتماد کیا جاسکے۔ اسی لیے اہلِ علم کی ایک بڑی جماعت نے ان کے حقیقی مراد کو اللہ تعالیٰ کے علم کے سپرد کیا ہے۔

البتہ مفسرین نے ایک اہم حکمت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قرآن انہی حروف سے مرکب ہے جنہیں عرب جانتے اور اپنی گفتگو میں استعمال کرتے تھے، مگر اس کے باوجود وہ قرآن جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز رہے۔

یہ رویہ ہمیں ایک علمی اصول بھی سکھاتا ہے: **جہاں قطعی علم نہ ہو وہاں انسان کو اپنے اندازے کو یقینی حقیقت بنا کر پیش نہیں کرنا چاہیے۔**

یہ کتاب شک سے بالاتر ہے

پھر فرمایا:

﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ﴾

یعنی یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔

قرآن اپنی ابتدا ہی میں اپنے بارے میں ایک غیر معمولی اعلان کرتا ہے۔ یہ محض انسانی افکار، فلسفیانہ قیاسات یا کسی مؤلف کے تجربات کا مجموعہ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا میں کوئی شخص قرآن کے بارے میں شک نہیں کرے گا؛ بلکہ مفہوم یہ ہے کہ **قرآن اپنی اصل، صداقت اور اللہ کی طرف سے نازل ہونے کے اعتبار سے شک و شبہ کی کوئی حقیقی بنیاد نہیں رکھتا۔**

انسان کا شک حقیقت کو مشکوک نہیں بنادیتا۔ کبھی مسئلہ دلیل میں نہیں بلکہ دیکھنے والے کی نظر، علم یا ذہنی کیفیت میں ہوتا ہے۔

قرآن کس کے لیے ہدایت ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ﴾

متقین کے لیے ہدایت ہے۔

قرآن دوسری جگہ پوری انسانیت کے لیے ہدایت قرار دیا گیا ہے، لیکن یہاں بالخصوص متقین کا ذکر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ قرآن کی روشنی سب کے سامنے آسکتی ہے، مگر اس روشنی سے حقیقی فائدہ وہی شخص اٹھاتا ہے جس کے اندر حق قبول کرنے کی آمادگی ہو۔

تقویٰ کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچتے ہوئے اس کے حکم کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرے۔

متقی بے خطا انسان نہیں ہوتا۔ بلکہ متقی وہ ہے جو اپنے رب کو سامنے رکھ کر زندگی گزارنا چاہتا ہے، غلطی پر متنبہ ہو تو پلٹ آتا ہے، اور حق واضح ہوجائے تو اپنی خواہش پر حق کو ترجیح دینے کی کوشش کرتا ہے۔

پہلی صفت: غیب پر ایمان

متقین کی پہلی صفت بیان ہوئی:

﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾

وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔

اسلامی ایمان صرف ان چیزوں تک محدود نہیں جو ہماری آنکھ دیکھ سکے یا تجربہ گاہ میں ناپی جاسکیں۔ اللہ تعالیٰ، فرشتے، وحی، آخرت، جنت، جہنم اور دیگر وہ حقائق جن کی خبر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دی ہے، ایمان بالغیب کے دائرے میں آتے ہیں۔

لیکن غیب پر ایمان کا مطلب ہر غیر ثابت شدہ، پراسرار یا توہماتی دعوے کو قبول کرنا نہیں۔

مومن اس غیب پر ایمان رکھتا ہے جس کی خبر معتبر وحی نے دی ہے۔

اس فرق کو سمجھنا آج کے دور میں خاص طور پر ضروری ہے، کیونکہ توہم، افواہ اور بے دلیل دعووں کو کبھی کبھی مذہبی رنگ دے دیا جاتا ہے۔ ایمان بالغیب کا تعلق وحی سے ہے، وہم سے نہیں۔

دوسری صفت: نماز قائم کرنا

پھر فرمایا:

﴿وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ﴾

وہ نماز قائم کرتے ہیں۔

قرآن نے صرف نماز پڑھنے کا نہیں بلکہ **نماز قائم کرنے** کا ذکر کیا ہے۔ اس میں نماز کی پابندی، اس کے اوقات، ارکان، خشوع اور اس کے حقیقی مقصد کا اہتمام شامل ہے۔

نماز مومن کی زندگی میں کبھی کبھار پیش آنے والا مذہبی عمل نہیں بلکہ روزانہ بار بار اللہ تعالیٰ سے تعلق کی تجدید ہے۔

غیب پر ایمان دل کا عمل ہے، اور نماز اسی ایمان کا نمایاں عملی اظہار ہے۔

تیسری صفت: اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنا

اس کے بعد فرمایا:

﴿وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾

اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

یہاں ایک لفظ بہت قابلِ غور ہے:

﴿رَزَقْنَاهُمْ﴾ — ہم نے انہیں رزق دیا۔

مومن کماتا ہے، محنت کرتا ہے اور تجارت کرتا ہے، لیکن وہ یہ نہیں بھولتا کہ اس کی صلاحیت، مواقع اور بالآخر حاصل ہونے والا رزق اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔

اسی شعور کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنے مال کو صرف اپنی ذات کا مطلق حق نہیں سمجھتا۔ اس میں اللہ کے مقرر کردہ حقوق ادا کرتا، اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا اور ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہے۔

یوں قرآن ایمان کو صرف دل اور عبادت گاہ تک محدود نہیں رکھتا؛ وہ انسان کی جیب اور معاشرتی ذمہ داری تک پہنچتا ہے۔

چوتھی صفت: پوری وحی پر ایمان

فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ﴾

متقی صرف قرآن پر ایمان نہیں رکھتا بلکہ اس حقیقت پر بھی ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء پر بھی وحی نازل فرمائی۔

اسلام اپنے آپ کو انسانی ہدایت کی تاریخ سے الگ کوئی نیا سلسلہ قرار نہیں دیتا، بلکہ آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام اور تمام انبیاء کی دعوت کے اسی بنیادی سلسلے کی تکمیل ہے۔

البتہ مسلمان سابقہ انبیاء اور اصل الہامی کتابوں پر ایمان رکھنے کے ساتھ قرآن کو آخری محفوظ وحی اور محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی مانتا ہے۔

پانچویں صفت: آخرت پر یقین

فرمایا:

﴿وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ﴾

اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔

یہاں صرف ایمان نہیں بلکہ **یقین** کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

آخرت کا یقین انسان کی پوری زندگی کا زاویہ بدل دیتا ہے۔ اگر زندگی صرف دنیا تک محدود ہو تو کامیابی کا معیار مال، اقتدار، شہرت اور فوری فائدہ بن سکتا ہے۔ لیکن اگر موت کے بعد حساب یقینی ہے تو ہر فیصلہ ایک نئی معنویت اختیار کرلیتا ہے۔

پھر انسان یہ نہیں پوچھتا کہ:

''اس کام سے مجھے کیا ملے گا؟''

بلکہ یہ بھی پوچھتا ہے:

''اس کام کا جواب میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسے دوں گا؟''

ایمان، عبادت اور معاشرت — تینوں ساتھ

ان آیات میں متقی انسان کی تصویر نہایت متوازن ہے۔

اس کا **عقیدہ** درست ہے: وہ غیب اور وحی پر ایمان رکھتا ہے۔

اس کا **اللہ سے تعلق** درست ہے: وہ نماز قائم کرتا ہے۔

اس کا **بندوں سے تعلق** بھی درست ہے: وہ اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتا ہے۔

اور اس کی **منزل** واضح ہے: وہ آخرت پر یقین رکھتا ہے۔

قرآن کا مطلوب انسان صرف عبادت گزار یا صرف سماجی خدمت کرنے والا نہیں؛ بلکہ ایسا مومن ہے جس کے عقیدے، عبادت، اخلاق، مال اور آخرت کے تصور میں ہم آہنگی ہو۔

اصل کامیابی کیا ہے؟

ان صفات کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی کامیاب ہیں۔

یہاں قرآن کامیابی کی اپنی تعریف پیش کرتا ہے۔

دنیا کامیابی کو دولت، عہدے، شہرت یا ظاہری کامیابی سے ناپ سکتی ہے۔ قرآن ان چیزوں کی جائز اہمیت سے انکار نہیں کرتا، لیکن انسان کی آخری کامیابی کو ان سے نہیں ناپتا۔

اصل فلاح یہ ہے کہ انسان اپنے رب کی ہدایت پر زندگی گزارے اور آخرت میں کامیاب ہو۔

قرآن پڑھنے سے پہلے ایک سوال

ان آیات کی روشنی میں ہمیں قرآن پڑھتے وقت اپنے آپ سے ایک بنیادی سوال پوچھنا چاہیے:

میں قرآن سے کیا چاہتا ہوں؟

صرف معلومات؟

صرف علمی بحث؟

صرف تلاوت کا ثواب؟

یا واقعی **ہدایت**؟

جو شخص قرآن سے ہدایت چاہتا ہے اسے یہ آمادگی بھی پیدا کرنی ہوگی کہ قرآن جہاں اس کی سوچ، عادت یا خواہش کی اصلاح کرے، وہاں وہ اپنی ذات کو قرآن کے سامنے جھکا دے۔

آج کا عملی سبق

آج سورۃ البقرۃ کی ان پانچ آیات کی روشنی میں اپنی زندگی کے پانچ پہلو دیکھیے:

- **ایمان:** کیا میرا اللہ اور آخرت پر یقین میرے فیصلوں میں نظر آتا ہے؟
- **نماز:** کیا نماز میرے دن کا مرکز ہے یا باقی کاموں کے بعد بچ جانے والا وقت؟
- **مال:** اللہ کے دیے ہوئے رزق میں دوسروں کا کتنا حصہ ہے؟
- **وحی:** کیا میں اپنی رائے کو قرآن کے تابع کرتا ہوں یا قرآن کو اپنی رائے کے مطابق سمجھنا چاہتا ہوں؟
- **آخرت:** کیا اہم فیصلوں میں حسابِ آخرت میرے سامنے رہتا ہے؟

آج کا محاسبہ

رات کو چند لمحے نکال کر اپنے آپ سے پوچھیے:

آج میری زندگی میں تقویٰ کی کون سی علامت ظاہر ہوئی؟

میری نماز کی کیفیت کیسی رہی؟

کیا آج میرے مال، وقت یا صلاحیت سے کسی دوسرے انسان کو فائدہ پہنچا؟

کیا آج کسی فیصلے میں مجھے آخرت یاد آئی؟

آج کی دعا

اللَّهُمَّ اجْعَلِ الْقُرْآنَ هُدًى لَنَا، وَارْزُقْنَا تَقْوَاكَ، وَأَقِمْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمُفْلِحِينَ

اے اللہ! قرآن کو ہمارے لیے ہدایت بنا، ہمیں اپنا تقویٰ عطا فرما، ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر قائم رکھ اور ہمیں فلاح پانے والوں میں شامل فرما۔

خلاصۂ درس

سورۃ الفاتحہ میں ہم نے اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے کی ہدایت مانگی۔ سورۃ البقرۃ کے آغاز میں ہمارے سامنے وہ کتاب آجاتی ہے جو ہدایت کا سرچشمہ ہے:

﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ﴾

اور قرآن فوراً یہ بھی واضح کردیتا ہے کہ اس ہدایت سے حقیقی فائدہ اٹھانے والے لوگ کیسے ہوتے ہیں: وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اللہ کے عطا کردہ رزق میں سے خرچ کرتے ہیں، پوری وحی پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت کو یقینی حقیقت سمجھتے ہیں۔

پھر نتیجہ سنایا جاتا ہے:

﴿وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

یہی لوگ حقیقی کامیابی پانے والے ہیں۔

قرآن کے اس سفر کے آغاز ہی میں ہمیں اپنا مقصد بھی متعین کرلینا چاہیے: ہم اس کتاب کو صرف پڑھنے نہیں جارہے، بلکہ **اس سے ہدایت لے کر اپنی زندگی بدلنے** جارہے ہیں۔

مصادر و مراجع

القرآن الكريم: سورة الفاتحة: 6–7؛ سورة البقرة: 1–5۔
الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، تفسير سورة البقرة۔
الفراء، معاني القرآن۔
البغوي، معالم التنزيل۔

ابن عطية، المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز.
القرطبي، الجامع لأحكام القرآن.
ابن كثير، تفسير القرآن العظيم.
ابن عاشور، التحرير والتنوير.
السعدي، تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان.

Editorial Note: The author serves as Editor-in-Chief of Rewaya. This article is published as an authored scholarly contribution and is identified separately from Rewaya's editorial content.

Original publication: https://rewayamag.com/%d9%82%d8%b1%d8%a2%d9%86-%d8%b3%db%92-%d8%b1%db%81%d9%86%d9%85%d8%a7%d8%a6%db%8c-%d8%af%d8%b1%d8%b3-%da%86%db%81%d8%a7%d8%b1%d9%85/

حدیث سے زندگی — درس دوم

حافظ محمد اشرف کریمی · 03-10-2026 · Hadith Studies | حدیث و علومِ حدیث | اسلامی مطالعات | اسلامیات | حدیث | دعوت و اصلاح | Dawah & Reform

مسلمان کی عزت، جان اور مال کی حرمت

درس و تشریح: حافظ محمد اشرف کریمی

آج کی حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

«لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا. الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ. التَّقْوَى هَاهُنَا»

اور آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرمایا، پھر فرمایا:

«بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ»

ترجمہ:
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، خرید و فروخت میں مصنوعی طور پر قیمت نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو، اور تم میں سے کوئی دوسرے کی خرید و فروخت پر خرید و فروخت نہ کرے۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے؛ نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔

پھر آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرمایا اور فرمایا: کسی انسان کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

حوالہ: صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، حدیث: 2564۔

اسلام صرف عبادات کا نام نہیں

اسلام انسان کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست نہیں کرتا بلکہ بندوں کے ساتھ اس کے تعلق کو بھی درست کرتا ہے۔ نماز، روزہ، ذکر اور تلاوت کے ساتھ یہ بھی دین کا حصہ ہے کہ ہماری زبان، رویّے، معاملات اور دل دوسرے انسانوں کے حقوق کے بارے میں کیسے ہیں۔

آج کی حدیث ایک مسلمان معاشرے کی اخلاقی بنیاد ہمارے سامنے رکھتی ہے۔ اس میں دل کی بیماری سے لے کر مالی معاملات اور انسانی عزت تک سب کا ذکر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا مطلوب ایسا معاشرہ ہے جس میں لوگ بظاہر ایک دوسرے کے ساتھ موجود ہی نہ ہوں بلکہ حقیقتاً:

«وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا»

اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

حسد سے ابتدا کیوں؟

حدیث کی ابتدا ہے:

«لَا تَحَاسَدُوا»

حسد بنیادی طور پر دل کی بیماری ہے۔ انسان کسی دوسرے کو اللہ کی عطا کردہ نعمت دیکھتا ہے اور اس کے زوال کی خواہش کرنے لگتا ہے۔

یہ بیماری پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے، پھر زبان اور عمل تک پہنچ سکتی ہے۔ حسد انسان کو غیبت، الزام، تحقیر، قطع تعلق اور کبھی ظلم تک لے جاتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ انسان یہ حقیقت یاد رکھے کہ نعمتوں کی تقسیم اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ دوسرے کو ملنے والی نعمت اللہ کے خزانے کو کم نہیں کرتی۔

دوسرے کی نعمت دیکھ کر حسد کے بجائے اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے فضل مانگنا چاہیے۔

معاملات میں مصنوعی فریب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَلَا تَنَاجَشُوا»

نجش یہ ہے کہ کوئی شخص خریدنے کی حقیقی نیت کے بغیر کسی چیز کی قیمت بڑھائے تاکہ دوسرے خریدار کو زیادہ قیمت دینے پر آمادہ کیا جائے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی اخلاق صرف مسجد تک محدود نہیں۔ بازار بھی اخلاق کا امتحان ہے۔

دھوکا، مصنوعی بولی، جھوٹی طلب پیدا کرنا، کسی چیز کی مقبولیت کے بارے میں غلط تاثر دینا یا خریدار کو ایسی معلومات دینا جن کا مقصد اسے غیر حقیقی قیمت پر آمادہ کرنا ہو—یہ سب اس بنیادی اخلاقی اصول کے خلاف ہیں۔

تجارت میں منافع مطلوب ہوسکتا ہے، مگر منافع کے لیے دیانت قربان نہیں کی جاسکتی۔

بغض اور تعلق توڑنے سے بچیں

پھر فرمایا:

«وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا»

ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو۔

اختلاف انسانی زندگی کا حصہ ہے۔ ہر شخص ہماری رائے سے متفق نہیں ہوگا، اور نہ ہر اختلاف ختم کیا جاسکتا ہے۔

لیکن اختلاف کو مستقل دشمنی، ذاتی بغض اور ایک دوسرے کی عزت پامال کرنے میں تبدیل کردینا اسلامی اخلاق نہیں۔

اختلاف ہوسکتا ہے، تحقیر ضروری نہیں۔ علمی رد ہوسکتا ہے، ذاتی دشمنی ضروری نہیں۔

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے

پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک جامع اصول بیان فرمایا:

«الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ»

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

یہ اخوت محض جذباتی نعرہ نہیں۔ حدیث فوراً اس کے عملی تقاضے بیان کرتی ہے:

«لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ»

وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا اور اسے حقیر نہیں سمجھتا۔

گویا اخوت کا ثبوت الفاظ سے زیادہ رویّے میں سامنے آتا ہے۔

نہ اس پر ظلم کرے

«لَا يَظْلِمُهُ» ایک بہت وسیع اصول ہے۔

کسی کا مال ناجائز لینا ظلم ہے۔ کسی کی عزت خراب کرنا ظلم ہے۔ کسی کا حق روکنا ظلم ہے۔ کسی کمزور کو اپنی طاقت سے دبانا ظلم ہے۔ جھوٹا الزام لگانا ظلم ہے۔ کسی ملازم کی جائز اجرت روکنا ظلم ہے۔

اسلامی اخوت کا پہلا عملی تقاضا یہ ہے کہ دوسرا شخص ہمارے ہاتھ اور زبان سے محفوظ ہو۔

اسے تنہا نہ چھوڑے

فرمایا:

«وَلَا يَخْذُلُهُ»

یعنی ایسے موقع پر اسے بے یار و مددگار نہ چھوڑے جہاں جائز طور پر اس کی مدد مطلوب ہو۔

کبھی انسان خود ظلم نہیں کرتا، مگر کسی مظلوم کو ظلم کا شکار دیکھ کر اس لیے خاموش رہتا ہے کہ اسے اپنا مفاد عزیز ہے۔

حدیث ہمیں صرف یہ نہیں سکھاتی کہ ظالم نہ بنو؛ بلکہ اجتماعی ذمہ داری کا احساس بھی پیدا کرتی ہے۔ البتہ مدد ہمیشہ عدل اور شرعی حدود کے مطابق ہوگی، محض گروہی یا شخصی وابستگی کی بنیاد پر نہیں۔

تحقیر — ایک خطرناک اخلاقی بیماری

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَلَا يَحْقِرُهُ»

وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر نہیں سمجھتا۔

پھر اس معاملے کی سنگینی واضح کرتے ہوئے فرمایا:

«بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ»

کسی انسان کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

انسان کسی کو اس کی غربت، تعلیم، پیشے، زبان، خاندان، لباس یا سماجی حیثیت کی بنیاد پر کمتر سمجھ سکتا ہے۔ کبھی دینی علم یا عبادت بھی غرور کا ذریعہ بن جاتی ہے اور انسان دوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔

حدیث اس ذہنیت کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔

تقویٰ کہاں ہے؟

اسی مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«التَّقْوَى هَاهُنَا»

تقویٰ یہاں ہے۔

اور اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرمایا۔

یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ انسان کی اصل قدر صرف ظاہری حیثیت، مال یا شہرت سے متعین نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ بنیادی معیار ہے۔

لیکن اس فرمان کو ظاہری اعمال کی اہمیت ختم کرنے کے لیے استعمال کرنا بھی درست نہیں۔ صحیح تقویٰ دل میں پیدا ہوتا ہے اور اس کے آثار انسان کے اعمال، زبان اور اخلاق میں ظاہر ہوتے ہیں۔

جان، مال اور عزت — تین بڑی حرمتیں

حدیث کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے ایک نہایت جامع اصول فرمایا:

«كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ»

مسلمان کی تین بنیادی حرمتیں یہاں نمایاں کی گئیں:

- **اس کی جان؛**
- **اس کا مال؛**
- **اس کی عزت و آبرو۔**

ہم عموماً جان اور مال کی حرمت کو سمجھتے ہیں، لیکن حدیث نے **عزت** کو بھی انہی بنیادی حقوق کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

کسی کی عزت کو نقصان پہنچانا معمولی معاملہ نہیں۔

سوشل میڈیا پر بھی عزت حرام ہے

آج اس حدیث کا ایک اہم میدان سوشل میڈیا ہے۔

کسی شخص کے بارے میں غیر مصدقہ الزام آگے بڑھانا، مذاق اڑانا، تحقیر آمیز تصویر یا ویڈیو پھیلانا، کسی کی غلطی کو بلا ضرورت ہزاروں لوگوں کے سامنے پیش کرنا یا محض اختلاف کی وجہ سے اس کی شخصیت کو نشانہ بنانا—یہ سب کرتے وقت ہمیں حدیث کے یہ الفاظ یاد رکھنے چاہییں:

«وَعِرْضُهُ» — اس کی عزت بھی حرام ہے۔

جو بات ہم کسی شخص کے سامنے کہنا پسند نہیں کرتے، اسے ہزاروں لوگوں کے سامنے لکھ دینے سے اس کی اخلاقی نوعیت بہتر نہیں ہوجاتی۔

اختلاف اور عزت ایک ساتھ ممکن ہیں

کسی غلط بات کی علمی تردید کرنا اور کسی انسان کی تحقیر کرنا ایک چیز نہیں۔

غلطی کی نشان دہی کی جاسکتی ہے۔ دلیل کے ساتھ اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ علمی تنقید بھی کی جاسکتی ہے۔ لیکن اس کے لیے گالی، تمسخر، کردار کشی اور ذاتی تضحیک ضروری نہیں۔

حق کی حفاظت اور انسان کی عزت کی حفاظت ایک دوسرے کی ضد نہیں ہیں۔

دوسروں کے دل کا فیصلہ نہ کریں

گزشتہ درس میں ہم نے نیت کے بارے میں پڑھا تھا۔ آج کی حدیث اس سبق کو ایک اور پہلو سے مکمل کرتی ہے۔

اپنی نیت کی نگرانی ہماری ذمہ داری ہے، لیکن دوسروں کے دلوں کے بارے میں بلا دلیل فیصلے صادر کرنا ہمارا کام نہیں۔

کسی شخص کے عمل سے اختلاف ہوسکتا ہے، لیکن یہ کہہ دینا کہ وہ لازماً شہرت، حسد یا کسی پوشیدہ بدنیتی کی وجہ سے ایسا کررہا ہے، ایسی بات ہے جس کے لیے ہمارے پاس اکثر علم نہیں ہوتا۔

آج کا عملی سبق

آج تین چیزوں کی حفاظت کیجیے:

اپنا دل: کسی کی نعمت دیکھ کر حسد سے بچیں۔

اپنی زبان: کسی انسان کو حقیر کہنے، مذاق اڑانے یا اس کی عزت مجروح کرنے سے بچیں۔

اپنا رویّہ: کسی ایسے شخص کی جائز مدد کیجیے جسے واقعی آپ کی ضرورت ہو۔

اور سوشل میڈیا پر کوئی منفی چیز share کرنے سے پہلے چند لمحے رک کر سوچیے:

اگر یہ بات میرے بارے میں ہوتی تو کیا میں چاہتا کہ لوگ اسے تحقیق کے بغیر آگے بڑھائیں؟

آج کا محاسبہ

رات کو اپنے آپ سے پوچھیے:

کیا آج میں نے کسی انسان کو دل میں حقیر سمجھا؟

کیا میری زبان یا تحریر سے کسی کی عزت متاثر ہوئی؟

کیا کسی کی کامیابی یا نعمت نے میرے دل میں حسد پیدا کیا؟

کیا آج میں کسی ضرورت مند کی جائز مدد کرسکتا تھا مگر نہیں کی؟

آج کی دعا

اللَّهُمَّ طَهِّرْ قُلُوبَنَا مِنَ الْحَسَدِ وَالْكِبْرِ وَالْبَغْضَاءِ، وَأَصْلِحْ أَلْسِنَتَنَا وَأَخْلَاقَنَا، وَاجْعَلْنَا إِخْوَانًا مُتَحَابِّينَ فِيكَ

اے اللہ! ہمارے دلوں کو حسد، تکبر اور بغض سے پاک فرما، ہماری زبانوں اور اخلاق کی اصلاح فرما، اور ہمیں اپنی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے بھائی بنا۔

خلاصۂ درس

آج کی حدیث ہمیں ایک ایسا معاشرہ بنانے کی تعلیم دیتی ہے جس کی بنیاد صرف قانونی حقوق پر نہیں بلکہ دل کی پاکیزگی، باہمی احترام اور انسانی حرمت پر ہو۔

حسد دل کو خراب کرتا ہے، فریب معاملات کو خراب کرتا ہے، بغض تعلقات کو خراب کرتا ہے اور تحقیر انسانوں کی عزت کو تباہ کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کے مقابلے میں ایک جامع اصول دیا:

«وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا»

اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

اور اس اخوت کی عملی حدیں بھی واضح کردیں:

«كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ»

اس کی جان محفوظ، اس کا مال محفوظ اور اس کی عزت محفوظ۔

مصادر و مراجع

مسلم بن الحجاج، الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، حديث: 2564۔
النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، شرح حديث «لا تحاسدوا»۔
ابن رجب الحنبلي، جامع العلوم والحكم، شرح الحديث الخامس والثلاثين۔
القرآن الكريم: سورة الحجرات، بالخصوص آيات 10–12۔

Editorial Note: The author serves as Editor-in-Chief of Rewaya. This article is published as an authored scholarly contribution and is identified separately from Rewaya's editorial content.

Original publication: https://rewayamag.com/%d8%ad%d8%af%db%8c%d8%ab-%d8%b3%db%92-%d8%b2%d9%86%d8%af%da%af%db%8c-%d8%af%d8%b1%d8%b3-%d8%af%d9%88%d9%85/

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

2026-10-03 · Hamraz · زبان و ادب | شاعری | Poetry

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی نَبِیِّـنَا مُحَمَّد

بندۂ حق، رسولِ حق	تجھ پہ اتر گئی کتاب
تیری حیات سر بسر	امتِ حق کا ہے نصاب
رتبۂ عبدۂ ملا	اس سے بڑا شرف کہاں
رب کے حضور رات بھر	آنکھ میں اشکِ بے حساب
غارِ حرا کی خلوتیں	دشتِ عرب کی گرمیاں
جن سے اٹھا جہان میں	فکر و نظر کا انقلاب
خاک نشیں تھا تو مگر	لرزہ بہ تختِ قیصری
فقر ترا غیور تھا	تخت و کلہ تھے سب سراب
تیری اطاعتوں سے ہی	ہم کو خودی کی سلطنت
چھوڑ کے تیری راہ کو	قوم ہوئی ہے یوں خراب
تجھ پہ ہوا تمام دیں	تجھ پہ رسالتیں تمام
کوئی نبی نہ آئے گا	بند ہوا وحی کا باب
رب کی رضا سے حشر میں	تیری شفاعتوں کی آس
شرط مگر یہی کہ ہو	تیرا طریق انتخاب
صلِّ علیٰ ہے ہر نفس	لب پہ ہے یہ دعا مدام
دل سے اٹھیں گے اس طرح	غفلت و جہل کے حجاب
مجھ کو بھی اے خدا ملے	تیرے نبی کی پیروی
حوضِ نبی کا جام ہو	روزِ جزا میں کامیاب

ہمراز

Original publication: https://rewayamag.com/%d9%86%d8%b9%d8%aa%d9%90-%d8%b1%d8%b3%d9%88%d9%84%d9%90-%d9%85%d9%82%d8%a8%d9%88%d9%84-%ef%b7%ba/

فقہ الحدیث — درس دوم

حافظ محمد اشرف کریمی · 03-10-2026 · اسلامی مطالعات | فقہ | فقہ و اصولِ فقہ | Fiqh & Usul | فکر و نظر

وضو کے بغیر نماز کیوں قبول نہیں ہوتی؟

نماز کی بنیادی شرط: طہارت

درس و تشریح: حافظ محمد اشرف کریمی

آج کا فقہی مسئلہ

نماز کا وقت ہوگیا، کپڑے پاک ہیں، جگہ پاک ہے اور نمازی قبلہ رخ کھڑا ہونے کے لیے تیار ہے، لیکن اس کا وضو نہیں۔ کیا وہ نماز پڑھ سکتا ہے؟ اگر کسی نے جانتے ہوئے بغیر وضو نماز پڑھ لی تو کیا نماز ادا ہوگئی؟ اور اگر نماز مکمل ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ وضو پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا تو کیا کرنا ہوگا؟

ان سوالات کا تعلق نماز کی ایک بنیادی شرط یعنی **طہارت** سے ہے۔

آج کی بنیادی حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ»

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی شخص کی نماز، جب اس کا وضو ٹوٹ جائے، قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ وہ وضو کرے۔

حوالہ: صحیح البخاری، کتاب الوضوء، حدیث: 135؛ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، حدیث: 225۔

قرآن کا حکم

یہی حکم قرآن مجید میں بھی واضح طور پر موجود ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾

(سورۃ المائدۃ: 6)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے دھوؤ، اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ، اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھوؤ۔

قرآن اور حدیث دونوں سے واضح ہوتا ہے کہ نماز اور طہارت کا تعلق اختیاری نہیں بلکہ شرعی ہے۔

وضو نماز کی شرط ہے

فقہاء کی اصطلاح میں وضو، حدثِ اصغر کی حالت میں نماز کی **شرطِ صحت** ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص پر وضو لازم ہے، اس کی نماز وضو کے بغیر صحیح نہیں ہوتی۔

نماز میں قیام، رکوع، سجدہ اور قراءت جیسے اعمال نماز کے اندر ادا کیے جاتے ہیں، لیکن وضو نماز سے پہلے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود نماز کی صحت اس پر موقوف ہے۔

اسی لیے فقہ میں **شرط** اور **رکن** میں فرق کیا جاتا ہے۔ وضو نماز کا رکن نہیں بلکہ نماز کی صحت کے لیے پہلے سے مطلوب شرط ہے۔

’’قبول نہیں ہوتی‘‘ سے کیا مراد ہے؟

حدیث میں فرمایا گیا:

«لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ...»

یہاں عدمِ قبول سے مراد یہ ہے کہ مطلوبہ شرعی طہارت کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی اور اس سے فرض ادا نہیں ہوتا۔

یہ بات بھی اہم ہے کہ احادیث میں بعض دوسرے مقامات پر لفظ **قبول** ثواب یا کامل قبولیت کے معنی میں آسکتا ہے، لیکن اس حدیث میں فقہاء نے اسے نماز کی صحت سے متعلق سمجھا ہے، کیونکہ طہارت نماز کی ثابت شدہ شرط ہے۔

جان بوجھ کر بغیر وضو نماز پڑھنا

اگر کسی شخص کو معلوم ہے کہ وہ بے وضو ہے اور وضو کرنے پر قادر بھی ہے، پھر وہ جان بوجھ کر بغیر وضو نماز پڑھتا ہے، تو اس کی نماز صحیح نہیں۔

صرف نماز جیسی حرکات ادا کرلینا کافی نہیں؛ عبادت اسی طریقے سے ادا کرنا ضروری ہے جسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا ہے۔

عبادت میں اخلاص کے ساتھ **اتباعِ سنت** بھی ضروری ہے۔

اگر نماز کے بعد یاد آئے کہ وضو نہیں تھا؟

فرض کیجیے کسی شخص نے نماز پڑھ لی۔ نماز کے بعد اسے یقینی طور پر یاد آیا کہ نماز شروع کرنے سے پہلے ہی اس کا وضو ٹوٹ چکا تھا اور اس نے دوبارہ وضو نہیں کیا تھا۔

ایسی صورت میں نماز صحیح نہیں ہوئی۔ اسے وضو کرکے وہ نماز دوبارہ ادا کرنا ہوگی۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ مسئلہ محض شک کا نہیں بلکہ **یقین** کا ہے۔

اگر صرف یہ شک ہو کہ شاید وضو ٹوٹا ہوا تھا، تو گزشتہ درس کا قاعدہ نافذ ہوگا:

«الْيَقِينُ لَا يَزُولُ بِالشَّكِّ»

یعنی یقینی طہارت محض شک سے ختم نہیں ہوگی۔

اگر نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے؟

اگر نمازی کو نماز کے دوران یقین ہوجائے کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے تو وہ بے وضو حالت میں نماز جاری نہیں رکھ سکتا۔

اسے نماز چھوڑ کر طہارت حاصل کرنی ہوگی اور پھر نماز ادا کرنی ہوگی۔

یہاں بھی محض وہم اور یقین میں فرق قائم رہے گا۔ صرف شک کی وجہ سے نماز نہیں توڑی جائے گی، لیکن ناقضِ وضو کے یقینی وقوع کے بعد طہارت باقی نہیں رہتی۔

بھول جانے سے شرط ختم نہیں ہوتی

اگر کسی شخص نے بھول کر بے وضو نماز پڑھ لی تو بھولنے کی وجہ سے وہ جان بوجھ کر حکم کی مخالفت کرنے والے جیسا نہیں، لیکن نماز کی شرط پھر بھی پوری نہیں ہوئی۔

اس لیے جب اسے یاد آئے یا معلوم ہو کہ نماز بے وضو پڑھی گئی تھی تو وہ طہارت حاصل کرکے نماز دوبارہ ادا کرے گا۔

یہاں ایک اہم فقہی فرق سمجھنا چاہیے:

گناہ کا حکم اور عبادت کے صحیح ہونے کا حکم ہمیشہ ایک چیز نہیں ہوتے۔

بھولنے والا معذور ہوسکتا ہے، لیکن اگر عبادت کی بنیادی شرط پوری نہ ہوئی ہو تو اس عبادت کا اعادہ ضروری ہوسکتا ہے۔

پانی نہ ملے تو کیا نماز چھوڑ دی جائے؟

اسلام طہارت کو نماز کی شرط بناتا ہے، لیکن ایسی حالت میں بندے کو نماز چھوڑنے کا حکم نہیں دیتا جب پانی دستیاب نہ ہو یا اس کا استعمال شرعاً ممکن نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں آگے فرمایا:

﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾

(المائدۃ: 6)

ترجمہ: پھر اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔

اس سے شریعت کا توازن سامنے آتا ہے: طہارت کی شرط برقرار رہتی ہے، مگر حقیقی عذر کی صورت میں اللہ تعالیٰ متبادل طریقہ بھی عطا فرماتا ہے۔

وضو صرف صفائی نہیں

وضو میں جسمانی صفائی کا پہلو ضرور موجود ہے، لیکن وضو کو محض حفظانِ صحت کا طریقہ سمجھنا ناکافی ہے۔

اگر مقصد صرف جسمانی صفائی ہوتا تو جو شخص ابھی نہا کر نکلا ہو اسے لازماً نماز کے لیے الگ وضو کی ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن شرعی طہارت کا تعلق صرف ظاہری میل دور کرنے سے نہیں بلکہ عبادت کے لیے مقرر کردہ شرعی حالت حاصل کرنے سے بھی ہے۔

اسی لیے پاک صاف نظر آنے والا شخص بھی حدث کی حالت میں وضو کرتا ہے۔

وضو اور روحانی تیاری

نماز اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے کا سب سے عظیم روزمرہ عمل ہے۔ وضو اس ملاقات سے پہلے بندے کو جسمانی اور روحانی طور پر تیار کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے وضو کے فضائل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ وضو کے ساتھ بندے کے گناہوں کے اثرات بھی جھڑتے ہیں۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مسلمان وضو کرتے ہوئے اپنا چہرہ، ہاتھ اور پاؤں دھوتا ہے تو ان اعضاء سے متعلق خطائیں پانی کے ساتھ نکلتی جاتی ہیں، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہوکر نکلتا ہے۔

یوں وضو صرف نماز کی قانونی شرط نہیں بلکہ روزانہ بار بار توبہ، پاکیزگی اور اللہ کی طرف رجوع کا موقع بھی ہے۔

وضو میں اسراف بھی درست نہیں

طہارت کی اہمیت کا مطلب یہ نہیں کہ پانی بلا ضرورت بہایا جائے یا ہر عضو کو بار بار دھویا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا وضو اعتدال اور سنت کے مطابق تھا۔

عبادت میں زیادہ کرنا ہمیشہ بہتر نہیں ہوتا؛ بہتر وہ ہے جو سنت کے مطابق ہو۔

اس لیے وضو اطمینان سے کریں، اعضاء مکمل دھوئیں، لیکن پانی ضائع کرنے اور وسوسے کی وجہ سے بار بار وضو دہرانے سے بچیں۔

گزشتہ درس اور آج کے درس کا تعلق

گزشتہ درس میں ہم نے سیکھا:

یقین شک سے ختم نہیں ہوتا۔

آج ہم نے اس کے ساتھ دوسرا اصول سمجھا:

نماز کے لیے شرعی طہارت بنیادی شرط ہے۔

دونوں اصول ساتھ رکھنے سے توازن پیدا ہوتا ہے۔

نہ ہم وضو کی اہمیت کم کریں، اور نہ محض شکوک کی وجہ سے بار بار وضو کرکے دین کو اپنے لیے مشکل بنائیں۔

آج کا مختصر فقہی حکم

- حدثِ اصغر کی حالت میں نماز کے لیے وضو ضروری ہے۔
- جان بوجھ کر بغیر وضو پڑھی گئی نماز صحیح نہیں۔
- اگر نماز کے بعد یقینی طور پر معلوم ہو کہ وضو نہیں تھا تو نماز دوبارہ ادا کی جائے گی۔
- محض شک ہو کہ شاید وضو ٹوٹ گیا تھا تو یقینی طہارت باقی سمجھی جائے گی۔
- نماز کے دوران وضو یقینی طور پر ٹوٹ جائے تو بے وضو نماز جاری نہیں رکھی جائے گی۔
- پانی نہ ملنے یا شرعی طور پر استعمال نہ کرسکنے کی صورت میں متعلقہ شرائط کے ساتھ تیمم مشروع ہے۔

آج کا عملی سبق

نماز سے پہلے وضو کو محض ایک رسمی مرحلہ نہ سمجھیں۔ وضو کرتے وقت اپنے ذہن میں یہ شعور تازہ کریں:

میں اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے کی تیاری کررہا ہوں۔

وضو سنت کے مطابق، اطمینان سے اور بلا اسراف کریں۔ وضو مکمل ہونے کے بعد بے بنیاد شکوک کی طرف توجہ نہ دیں۔

آج کا فقہی اصول

«الطَّهَارَةُ شَرْطٌ لِصِحَّةِ الصَّلَاةِ»

طہارت نماز کی صحت کی شرط ہے۔

خلاصۂ درس

نماز صرف چند ظاہری حرکات کا نام نہیں بلکہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے لیے شریعت نے شرائط مقرر کی ہیں۔ ان بنیادی شرائط میں سے ایک **طہارت** ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا:

«لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ»

لہٰذا وضو کی ضرورت کو معمولی نہ سمجھیں، لیکن ساتھ ہی وسوسے اور غیر ضروری سختی سے بھی بچیں۔
شریعت کا راستہ دونوں انتہاؤں کے درمیان ہے:

طہارت کا اہتمام بھی، اور بے بنیاد شک سے اجتناب بھی۔

مصادر و مراجع

القرآن الكريم، سورة المائدة: 6۔
البخاري، الصحيح، كتاب الوضوء، باب لا تقبل صلاة بغير طهور۔
مسلم بن الحجاج، الصحيح، كتاب الطهارة۔
النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، كتاب الطهارة۔
ابن حجر العسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب الوضوء۔
ابن قدامة، المغني، كتاب الطهارة۔
ابن رشد، بداية المجتهد ونهاية المقتصد، كتاب الطهارة۔

Editorial Note: The author serves as Editor-in-Chief of Rewaya. This article is published as an authored scholarly contribution and is identified separately from Rewaya's editorial content.

Original publication: https://rewayamag.com/%d9%81%d9%82%db%81-%d8%a7%d9%84%d8%ad%d8%af%db%8c%d8%ab-%d8%af%d8%b1%d8%b3-%d8%af%d9%88%d9%85/

موسمیاتی تبدیلی اور غیر متعدی امراض: ایک پوشیدہ سنڈیمک

حافظ محمد اشرف کریمی · 03-10-2026 · عالمی علمی تحقیقات

موسمیاتی تبدیلی، ماحولیاتی دباؤ، سماجی کمزوریوں اور غیر متعدی امراض کے باہمی تعلق کا ایک طبی و صحتِ عامہ کا مطالعہ

اصل علمی ماخذ

اصل عنوان: Climate Change and Non-Communicable Diseases: An Invisible Syndemic
مصنفین: Gokul Parameswaran، Sadeer Al-Kindi، Sanjay Rajagopalan
نوعیت: Perspective
جریدہ: PLOS Medicine
جلد و شمارہ: 23(5)
مضمون نمبر: e1005082
تاریخِ اشاعت: 8 مئی 2026
مستقل رقمی شناخت: 10.1371/journal.pmed.1005082
اجازت نامہ: Creative Commons Attribution License (CC BY)
روایہ پر پیشکش: اردو ترجمہ و اشاعتِ نو

اعلانِ اشاعتِ نو و ترجمہ

یہ مضمون اپنے اصل مصنفین اور اصل مقامِ اشاعت کی مکمل نسبت کے ساتھ **Creative Commons Attribution License (CC BY)** کی شرائط کے تحت اردو ترجمے کی صورت میں روایہ پر ازسرِنو شائع کیا جارہا ہے۔ اصل علمی ملکیت مصنفین کی ہے۔ متعلقہ اجازت نامہ اصل مصنفین اور ماخذ کو مناسب نسبت دیتے ہوئے مواد کے استعمال، تقسیم اور اشاعتِ نو کی اجازت دیتا ہے۔

یہ اردو ترجمہ علمی استفادے اور اردو قارئین تک تحقیق کی رسائی کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔ اردو عبارت اصل مصنفین کی تحریر کردہ عبارت نہیں بلکہ اصل انگریزی مضمون کا ترجمہ ہے۔ ترجمے میں اصل مفہوم، علمی اصطلاحات، اعداد و شمار، حوالہ نمبروں اور استدلال کو حتی الامکان محفوظ رکھا گیا ہے۔

موسمیاتی تبدیلی مسلسل بڑھتے ہوئے اور ایک دوسرے سے جڑے ماحولیاتی اختلالات کے ذریعے غیر متعدی امراض کو تیز کرتی ہے اور اسے غیر متعدی امراض سے متعلق بڑھتی ہوئی شرحِ اموات کا ایک اہم محرک قرار دیا جارہا ہے۔ اس کے باوجود یہ سنڈیمک بڑی حد تک نظروں سے اوجھل ہے اور اس سے نمٹنے کے لیے مالی وسائل بھی ناکافی

ہیں۔ اس مضمون میں مصنفین واضح کرتے ہیں کہ انسانی صحت میں بہتری کے لیے موسمیاتی تبدیلی اور غیر متعدی امراض کے باہمی تعلق پر توجہ دینا کیوں ضروری ہے۔

انسانی سرگرمیوں، بالخصوص رکازی ایندھن کے استعمال، کے نتیجے میں کرۂ ارض کے متعدد قدرتی نظاموں کی حدود میں پیدا ہونے والا اختلال انسانی صحت کے لیے ایک سنگین خطرہ بن چکا ہے۔ دنیا میں 3.6 ارب سے زیادہ افراد ایسے خطوں میں رہتے ہیں جو موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کے حوالے سے غیر محفوظ ہیں۔

2024 میں زمین کا درجۂ حرارت صنعتی دور سے پہلے کی سطح کے مقابلے میں 1.5 درجۂ سینٹی گریڈ کی اہم حد عبور کرگیا۔ موجودہ پالیسیوں کے تحت دنیا 2100 تک تقریباً 3 درجۂ سینٹی گریڈ اضافے کی سمت بڑھ رہی ہے۔

اس صورتِ حال کے غیر متعدی امراض، مثلاً قلبی و عروقی بیماریوں اور سرطان، پر نمایاں اثرات مرتب ہوں گے۔ یہ بیماریاں مجموعی طور پر سالانہ تقریباً 3 کروڑ 80 لاکھ اموات کا سبب بنتی ہیں، جبکہ کرۂ ارض کے نظاموں میں رونما ہونے والی تبدیلیوں سے پیدا ہونے والے ماحولیاتی دباؤ ان بیماریوں کو جنم دینے یا پہلے سے موجود بیماری کو مزید سنگین بنانے میں کردار ادا کرسکتے ہیں۔ [1–3]

موسمیاتی تبدیلی غیر متعدی امراض کے ایک **سنڈیمک محرک** کے طور پر کام کرتی ہے۔ سنڈیمک سے مراد ایسی صورتِ حال ہے جس میں بیماری، سماجی کمزوریاں اور ماحولیاتی خطرات باہم تعامل کرتے ہوئے مجموعی نقصان کو ان کے الگ الگ اثرات کے مجموعے سے بھی بڑھا دیتے ہیں۔ [4]

غیر متعدی امراض کے متعدد بنیادی ابتدائی خطراتی عوامل، مثلاً موٹاپا، بلند فشارِ خون اور نیند کی کمی، خود بھی ایسے متاثرہ ماحول سے تشکیل پاسکتے ہیں۔ تاہم غیر متعدی امراض کو متعدی بیماریوں کی وباؤں جیسی نمایاں حیثیت حاصل نہیں ہوتی؛ ان میں اچانک مریضوں کے بڑے گروہ سامنے نہیں آتے، کوئی واضح جرثومہ نہیں ہوتا اور نہ بیماری کی منتقلی کا کوئی فوری خطرہ دکھائی دیتا ہے۔

بیشتر اموات کو بھی براہِ راست ماحولیاتی اثرات سے منسوب نہیں کیا جاتا، کیونکہ سبب اور نتیجے کے درمیان تعلق پیچیدہ، غیر خطی اور تاخیر سے ظاہر ہونے والا ہوسکتا ہے۔ یہی **سبب کی نسبت کا خلا** موسمیاتی تبدیلی اور غیر متعدی امراض کے سنڈیمک کو نسبتاً پوشیدہ رکھتا ہے۔ اسی لیے مصنفین اس باہمی تعلق کو مؤثر طبی اور صحتِ عامہ کی مداخلت کے لیے ترجیح دینے پر زور دیتے ہیں۔

کرۂ ارض کے نظاموں میں اختلال اور امراض: ایک مربوط خاکہ

موسمیاتی تبدیلی کرۂ ارض کے مختلف نظاموں—فضائی کرہ، آبی کرہ، خاکی کرہ، برفانی کرہ، حیاتیاتی کرہ، ارضی کرہ اور انسانی کرہ—میں مختلف سطحوں پر اختلال پیدا کرتی ہے۔ ان اختلالات سے ایسے ماحولیاتی اثرات جنم لیتے ہیں جو ایک دوسرے سے تعامل کرتے، یکے بعد دیگرے نمودار ہوتے اور باہم مل کر شدت اختیار کرتے ہیں۔ غیر متعدی امراض پر ان تبدیلیوں کے اثرات براہِ راست بھی ہوسکتے ہیں اور بالواسطہ بھی۔

سب سے زیادہ ثابت شدہ براہِ راست راستہ فضائی درجۂ حرارت میں اضافے سے متعلق ہے۔ گرمی بذاتِ خود قلبی و استحالۂ غذائی نظام پر دباؤ ڈالنے والا ایک مستقل عامل ہے۔ 1990 کی دہائی کے بعد گرمی سے متعلق اموات میں 63 فی صد اضافہ ہوا ہے اور اب ان کی سالانہ تعداد 5 لاکھ 46 ہزار سے زیادہ ہے۔ [2]

درجۂ حرارت میں اضافہ ہوا کے معیار کو بھی خراب کرتا ہے۔ یہ آلودگی پیدا کرنے والے مادّوں کی تشکیل کو تیز کرتا، ان کے منتشر ہونے میں رکاوٹ ڈالتا اور خشک حالات پیدا کرتا ہے، جن سے جنگلاتی آگ اور گرد و غبار کے طوفان شدید ہوسکتے ہیں۔ یہ اثرات باہم مل کر قلبی، تنفسی اور اعصابی نظام سمیت متعدد اعضا سے متعلق غیر متعدی امراض کا بوجھ بڑھاتے ہیں۔ [5]

ایک تحقیق کے مطابق گرم ہوتے ہوئے موسمی حالات کے باعث جنگلاتی آگ کے دھوئیں سے سالانہ تقریباً 71 ہزار اضافی اموات ہوسکتی ہیں، جبکہ 2026 سے 2055 کے درمیان مجموعی اضافی اموات تقریباً 19 لاکھ تک پہنچ سکتی ہیں۔ [6]

جسمانی صحت کے علاوہ شدید موسمی واقعات کی بڑھتی ہوئی تعداد ذہنی صحت کو بھی متاثر کرتی ہے اور مزاج سے متعلق عوارض اور صدمے سے وابستہ بیماریوں میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ [7]

بالواسطہ اثرات بنیادی طور پر ان نظامی ڈھانچوں میں خلل کے ذریعے سامنے آتے ہیں جو انسانی صحت کی حفاظت کرتے ہیں۔ بارش کے نظام میں تبدیلی، خشک سالی اور زمین کی زرخیزی میں کمی میٹھے پانی کی دستیابی اور غذائی معیار کو متاثر کرتے ہیں۔

زرعی پیداوار میں موسمیاتی تبدیلی سے پیدا ہونے والی تبدیلیاں زیادہ حراروں والی، انتہائی پراسیس شدہ غذاؤں پر انحصار بڑھا سکتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں استحالۂ غذائی امراض بڑھ سکتے ہیں اور 2050 تک سالانہ 5 لاکھ سے زیادہ اموات واقع ہونے کا خدشہ ہے، جن میں بڑی تعداد قلبی امراض اور سرطان سے متعلق ہوسکتی ہے۔ [8، 9]

برفانی نظام میں تبدیلیاں، جن میں گلیشیروں کا پگھلنا اور سطحِ سمندر کا بلند ہونا شامل ہیں، آبادیوں کی نقل مکانی کا باعث بن سکتی ہیں اور لوگوں کی خوراک اور صحت کی سہولتوں تک مستحکم رسائی منقطع ہوسکتی ہے۔

ناموافق درجۂ حرارت لوگوں کو جسمانی سرگرمی سے بھی باز رکھ سکتا ہے، جبکہ گھروں کے اندر زیادہ وقت گزارنے سے پھپھوندی کے تخمک یا رنگ و روغن سے خارج ہونے والے فرّار نامیاتی مرکبات جیسے مضر عوامل سے سامنا بڑھ سکتا ہے۔ [10]

مجموعی طور پر یہ باہم مربوط اختلالات موسمیاتی تبدیلی کو کسی ایک خطرے کے بجائے ایک ایسے سنڈیمک محرک میں تبدیل کردیتے ہیں جو صحتِ عامہ کے ان نمونوں کی محدودیت واضح کرتا ہے جو باہم مربوط عالمی ماحولیاتی اثرات کے بجائے الگ الگ خطراتی عوامل پر توجہ دیتے ہیں۔

شکل 1: موسمیاتی تبدیلی اور غیر متعدی امراض کا سنڈیمک برفانی تودہ

شکل 1: موسمیاتی تبدیلی اور غیر متعدی امراض کا سنڈیمک برفانی تودہ — موسمیاتی تبدیلی سے پیدا ہونے والے امراضی بوجھ کی پوشیدہ جہتیں۔

شکل کی وضاحت: موسمیاتی تبدیلی شدید گرمی، جنگلاتی آگ کے دھوئیں، پانی کے عدم تحفظ، غذائی نظام میں خلل، شہری گرمی کے جزیروں اور طبی خدمات میں تعطل سمیت متعدد ماحولیاتی دباؤ پیدا کرتی ہے۔ سطح کے نیچے اس سے وابستہ غیر متعدی امراض کا کہیں زیادہ وسیع مگر بڑی حد تک پوشیدہ بوجھ موجود ہے، جس میں قلبی امراض، سرطان، ذیابیطس، دائمی تنفسی امراض، ڈیمنشیا اور ذہنی امراض شامل ہیں۔ اصل شکل Nano Banana AI کی مدد سے تیار کی گئی ہے۔

موسمیاتی کمزوری: غیر متناسب بوجھ اور مجموعی محرومی

موسمیاتی تبدیلی کا بوجھ معاشی اور سماجی طور پر محروم آبادیوں پر غیر متناسب طور پر پڑتا ہے، جس کے باعث یہ بنیادی طور پر عدل و مساوات کا مسئلہ بھی بن جاتا ہے۔

عالمی جنوب کے بیشتر ممالک موسمیاتی آفات کے حوالے سے حساس جغرافیائی خطوں میں واقع ہیں۔ سطحِ سمندر میں اضافہ، بدلتے ہوئے موسمی نمونے اور شدید موسمی واقعات مختلف ماحولیاتی نظاموں میں سلسلہ وار اثرات پیدا کرکے پہلے سے موجود نظامی کمزوریوں کو مزید نمایاں کرتے ہیں۔ [1]

موسمی حالات سے حساس معاشی شعبوں پر انحصار، کمزور بنیادی ڈھانچا اور مسلسل ناکافی وسائل کے حامل نظامِ صحت ان ممالک کی آفات کا مقابلہ کرنے اور بدلتے ہوئے حالات کے مطابق خود کو ڈھالنے کی صلاحیت محدود کردیتے ہیں۔

امریکہ میں وہ بستیاں جنہیں ماضی میں نسلی یا قومی بنیادوں پر سرمایہ کاری سے منظم طور پر محروم رکھا گیا تھا، آج بھی اکثر پختہ سطحوں کی کثرت، درختوں کی کمی، پرانی رہائش گاہوں اور بڑی شاہراہوں سے قربت جیسے حالات رکھتی ہیں، جو آلودگی سے سامنا اور دیگر ماحولیاتی خطرات بڑھاتے ہیں۔ [11]

پیشہ ورانہ خطرات بھی اس عدم مساوات میں اضافہ کرتے ہیں، کیونکہ کم آمدنی رکھنے والی آبادیوں کے افراد نسبتاً زیادہ ایسے بیرونی یا جسمانی مشقت کے کام انجام دیتے ہیں جن میں شدید گرمی سے سامنا زیادہ ہوتا ہے۔

ہم عملی اقدام میں کیوں ناکام رہتے ہیں؟ — تدارک کی راہ میں رکاوٹیں

موسمیاتی تبدیلی اور غیر متعدی امراض سے ہونے والی اموات کے درمیان تعلق کے بڑھتے ہوئے شواہد کے باوجود موافقت اور اثرات میں تخفیف کی حکمتِ عملیوں کے عملی نفاذ میں بڑا خلا موجود ہے۔ غیر متعدی امراض کے اثرات منتشر اور تاخیر سے ظاہر ہونے والے راستوں کے ذریعے سامنے آتے ہیں، جس سے سبب اور نتیجے کے تعلق کو واضح کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔

مصنفین کے مطابق سیاسی جماعتی تقسیم نے اعتماد کے فقدان کو بڑھایا ہے، جس سے موسمیاتی تبدیلی کے انکار کے رجحانات کو تقویت ملی اور عملی اقدامات کی راہ میں رکاوٹیں پیدا ہوئی ہیں۔ وہ امریکہ کے بعض حالیہ فیصلوں—پیرس معاہدے سے دست برداری، ماحولیاتی ضوابط میں تخفیف، ماحولیاتی تحفظ کے ادارے کے اختیارات میں کمی اور قابلِ تجدید توانائی میں سرمایہ کاری روکنے—کو اس کی مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ [12]

پالیسی کی سطح پر ایک بنیادی مسئلہ مختصر مدتی سیاسی اہداف اور ماحولیاتی اثرات کے طویل مدتی نتائج کے درمیان عدم مطابقت ہے۔ موافقت کے لیے ابتدا میں بڑی سرمایہ کاری درکار ہوتی ہے، جبکہ اس کے فوائد عموماً طویل مدت میں سامنے آتے ہیں۔

کثیر سطحی موافقتی حکمتِ عملی کی جانب

موسمیاتی تبدیلی کے موجودہ اور متوقع اثرات کا تقاضا ہے کہ آبادیوں، ماحولیاتی بنیادی ڈھانچے اور نظامِ صحت کی سطح پر فوری موافقتی حکمتِ عملیاں اختیار کی جائیں۔ [3]

معاشرتی سطح پر زیادہ خطرے سے دوچار آبادیوں کے لیے مخصوص تعلیمی اور آگاہی پروگرام ضروری ہیں، جن میں شدید ماحولیاتی خطرات کے اوقات میں عملی حفاظتی تدابیر بھی سکھائی جائیں۔

زیادہ خطرے سے دوچار گھرانوں اور آبادیوں کے لیے ایئر کنڈیشننگ اور ہوا صاف کرنے والے آلات جیسی موافقتی سہولتوں پر مالی اعانت فراہم کرنا بھی لاگت کے اعتبار سے مؤثر ثابت ہوسکتا ہے۔

بنیادی ڈھانچے کی سطح پر مختلف شعبوں کے ماہرین کے درمیان تعاون ضروری ہوگا۔ طبی ماہرین شہری منصوبہ سازوں کے ساتھ مل کر سبزہ بڑھانے، سایہ دار راستے بنانے اور حرارت منعکس کرنے والی چھتوں جیسے اقدامات کے ذریعے موسمیاتی اثرات کا مقابلہ کرنے کے قابل ماحول تشکیل دے سکتے ہیں۔

پیشگی تنبیہ کے نظاموں کو عوامی ٹھنڈک اور صاف ہوا فراہم کرنے والے مراکز کے ساتھ مربوط کیا جاسکتا ہے تاکہ شدید موسمی واقعات کے دوران محفوظ پناہ فراہم کی جاسکے۔

طبی مراکز میں مریضوں کی رہنمائی کے دوران ماحولیاتی خطرات کا جائزہ بھی شامل کیا جانا چاہیے، خصوصاً ایسے کمزور مریضوں کے لیے جو ایسی ادویات استعمال کررہے ہوں جو جسم کے درجۂ حرارت کو منظم کرنے کی صلاحیت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ [5]

نظامِ صحت کو آفات کے لیے اپنی تیاری مضبوط کرنا ہوگی۔ اس میں موسمیاتی اثرات کا مقابلہ کرنے کے قابل طبی بنیادی ڈھانچا، ضروری سامان کی رسدی زنجیر کا تسلسل اور ہنگامی حالات میں طبی رسائی برقرار رکھنے کے لیے موبائل طبی مراکز جیسے انتظامات شامل ہیں۔

موسمیاتی تبدیلی کو صحت کے ایک بنیادی تقاضے کے طور پر دیکھنے سے غیر متعدی امراض کے عالمی بوجھ کی تشکیل میں اس کے کردار کو زیادہ واضح کیا جاسکتا ہے اور موسمیاتی اقدامات کو طبی فیصلہ سازی، صحتِ عامہ اور پالیسی سازی سے مربوط کیا جاسکتا ہے۔

چونکہ موسمیاتی نقصان تمام آبادیوں میں یکساں تقسیم نہیں ہوتا، اس لیے مصنفین کے مطابق دیرپا حل کے لیے عدل و مساوات پر مبنی حکمتِ عملی ضروری ہے، جس میں عالمی جنوب اور ساختی طور پر محروم آبادیوں کی بامعنی شرکت ہو۔

نتیجہ

مصنفین کے مطابق موسمیاتی تبدیلی اور غیر متعدی امراض کا سنڈیمک اکیسویں صدی میں صحتِ عامہ کے فیصلہ کن مسائل میں سے ایک بن سکتا ہے۔

اس چیلنج کا مقابلہ صرف اختراعات سے نہیں ہوگا بلکہ ایسے راسخ نظاموں کا سامنا کرنے کے لیے اخلاقی قیادت اور سیاسی عزم بھی درکار ہوگا جو عملی اقدام میں تاخیر کو برقرار رکھتے ہیں۔

مصنفین کا اختتامی استدلال یہ ہے کہ موسمیاتی اقدامات کو انسانی صحت کے عالم گیر تقاضے سے وابستہ کرنا نظریاتی اختلافات کے درمیان فاصلے کم کرنے اور پائیدار اجتماعی اقدام کو تحریک دینے کا ایک واضح راستہ ہوسکتا ہے۔

References | مراجع

1. Navas-Acien A, Kaufman JD, Khatana SAM, Parks RM, Rajagopalan S, Smith CM. JAHA at scientific sessions 2024: climate change-related cardiovascular health effects in the global south. JAHA. 2026;15:e044079. DOI: 10.1161/JAHA.125.044079.

2. Romanello M, Walawender M, Hsu SC, Moskeland A, Palmeiro-Silva Y, Scamman D, et al. The 2025 report of the Lancet Countdown on health and climate change. The Lancet. 2025. DOI: 10.1016/S0140-6736(25)01919-1.

3. Münzel T, Lüscher T, Kramer CM, Churchwell K, Mbakwem A, Rajagopalan S. Environmental stressors and cardiovascular health: acting locally for global impact in a changing world: a statement of the European Society of Cardiology, the American College of Cardiology, the American Heart Association, and the World Heart Federation. Circulation. 2026;153(8):597–604. DOI: 10.1161/CIRCULATIONAHA.125.079034.

4. Swinburn BA, Kraak VI, Allender S, Atkins VJ, Baker PI, Bogard JR, et al. The global syndemic of obesity, undernutrition, and climate change: the Lancet Commission report. Lancet. 2019;393:791–846. DOI: 10.1016/S0140-6736(18)32822-8.

5. Münzel T, Khraishah H, Schneider A, Lelieveld J, Daiber A, Rajagopalan S. Challenges posed by climate hazards to cardiovascular health and cardiac intensive care: implications for mitigation and adaptation. Eur Heart J Acute Cardiovasc Care. 2024;13(10):731–744. DOI: 10.1093/ehjacc/zuae113.

6. Qiu M, Li J, Gould CF, Jing R, Kelp M, Childs ML, et al. Wildfire smoke exposure and mortality burden in the USA under climate change. Nature. 2025;647(8091):935–943. DOI: 10.1038/s41586-025-09611-w.

7. Heinz A, Brandt L. Climate change and mental health: direct, indirect, and intersectional effects. Lancet Reg Health Eur. 2024;43:100969. DOI: 10.1016/j.lanepe.2024.100969.

8. Springmann M, Mason-D'Croz D, Robinson S, Garnett T, Godfray HCJ, Gollin D, et al. Global and regional health effects of future food production under climate change: a modelling study. Lancet. 2016;387(10031):1937–1946. DOI: 10.1016/S0140-6736(15)01156-3.

9. Rockström J, Thilsted SH, Willett WC, Gordon LJ, Herrero M, Hicks CC, et al. The EAT-Lancet Commission on healthy, sustainable, and just food systems. Lancet. 2025;406(10512):1625–1700. DOI: 10.1016/S0140-6736(25)01201-2.

10. Lewis AC, Jenkins D, Whitty CJM. Hidden harms of indoor air pollution – five steps to expose them. Nature. 2023;614(7947):220–223. DOI: 10.1038/d41586-023-00287-8.

11. Vieira De Oliveira Salerno PR, Lewis PGT, Chen Z, Dazard J, Ganatra S, Ahmed EN, et al. Climate vulnerability and cardiovascular-kidney-metabolic disease in the United States. JAHA. 2025;14:e038251. DOI: 10.1161/JAHA.124.038251.

12. Dennis B. U.S. carbon emissions were falling. Why did they go up in 2025? The Washington Post. 2026. Cited 14 January 2026.

اصل مقالے کا حوالہ

Parameswaran G, Al-Kindi S, Rajagopalan S. (2026). **Climate change and non-communicable diseases: An invisible syndemic**. PLoS Medicine, 23(5), e1005082. DOI: 10.1371/journal.pmed.1005082

اجازت نامہ: Creative Commons Attribution License (CC BY).

Original publication: https://rewayamag.com/%d9%85%d9%88%d8%b3%d9%85%db%8c%d8%a7%d8%aa%db%8c-%d8%aa%d8%a8%d8%af%db%8c%d9%84%db%8c-%d8%a7%d9%88%d8%b1-%d8%ba%db%8c%d8%b1-%d9%85%d8%aa%d8%b9%d8%af%db%8c-%d8%a7%d9%85%d8%b1%d8%a7%d8%b6-%d8%a7%db%8c/

روح المعانی اور ہمارا قرض

حافظ محمد اشرف کریمی · 04-10-2026 · اداریہ | Editorial

اداریہ

ہر علمی روایت کی زندگی اس بات پر موقوف ہوتی ہے کہ اس کے وارث اپنے بڑوں کی کتابیں صرف الماریوں میں سجائیں یا ان سے مکالمہ بھی کریں۔ «روایہ» کا نام ہی اس عہد کی یاد دہانی ہے کہ علم نقل سے بڑھتا ہے، مگر نقد سے محفوظ رہتا ہے۔

اسی جذبے کے تحت ہم ایک ایسی کتاب کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے تفسیری ورثے کا ایک سنگِ میل ہے: علامہ سید محمود آلوسی بغدادی (م ۱۲۷۰ھ) کی «روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني»۔ یہ ایک تبصرہ کم اور ایک دعوت زیادہ ہے۔

ایک کتاب، بارہ صدیوں کا نچوڑ

روح المعانی میں زمخشری کی بلاغت، رازی کی گہرائی، بیضاوی کا ایجاز، ابو حیان کی نحوی باریکی اور ابو السعود کا ذوق ایک جگہ آ ملتے ہیں۔ اس پر مستزاد مصنف کا اپنا ناقدانہ شعور ہے، جو اقوال نقل کر کے رک نہیں جاتا بلکہ ترجیح دیتا اور بارہا اپنے بڑوں پر تعقب کرتا ہے۔

پھر ہر بحث کے آخر میں «ومن باب الإشارة» کا وہ حصہ ہے جو قاری کو الفاظ سے اٹھا کر تزکیہ کی دنیا میں لے جاتا ہے۔ اس حصے پر اہلِ علم کی رائیں مختلف رہی ہیں، مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ کتاب منتہی طالبِ علم کے لیے بے پناہ فوائد کا خزانہ ہے۔

برصغیر میں یہ کتاب ایک خاموش مرجع رہی ہے۔ ہماری معروف اردو تفاسیر کے بہت سے نکات اسی سرچشمے سے آئے، مگر عام اردو قاری ابھی تک اس تک براہِ راست رسائی نہیں رکھتا۔

جو کام باقی ہے

عرب دنیا میں اس کتاب کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے۔ مؤسسۃ الرسالہ نے ۱۴۳۱ھ میں اسے تیس جلدوں میں مرفوع روایات کی تخریج کے ساتھ شائع کیا، اور جامعات میں سورت وار تخریج و دراسہ کے رسائل لکھے جا رہے ہیں۔

مگر تین خلا ابھی تک نمایاں ہیں:

صحابہ و تابعین کے آثار کی منظم تخریج اور ان پر حکم، جن پر تفسیر کا بڑا حصہ قائم ہے۔
مخطوطات کی بنیاد پر ایک ایسا متن، جو مصنف کی اصل عبارت کو بعد کے تصرفات سے ممتاز کرے۔
اردو میں ایک مستند تلخیص، جس میں لغوی و بلاغی جوہر بھی ہو اور روایات کی تخریج و حکم بھی۔

روایہ» کی دعوت»

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کام کسی ایک فرد کا نہیں، ایک نسل کا ہے۔ کریمی لائبریری اینڈ ریسرچ سنٹر اس سمت میں قدم اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے، اور «روایہ» کے صفحات اس گفتگو کے لیے حاضر ہیں۔

ہم اردو، عربی اور انگریزی میں لکھنے والے محققین، مدارس کے اساتذہ اور جامعات کے طلبہ و طالبات کو دعوت دیتے ہیں کہ روح المعانی کے کسی پہلو پر اپنی تحقیق ہمیں بھیجیں: کسی ایک سورت کی روایات کی تخریج، مصنف کے منہج کا کوئی گوشہ، یا اشاری تفسیر پر ایک متوازن مطالعہ۔

ہمارے بڑوں نے علم کو امانت سمجھ کر ہم تک پہنچایا۔ اس امانت کا حق یہ ہے کہ ہم اسے پڑھیں، پرکھیں اور اگلی نسل تک زیادہ مستند صورت میں پہنچائیں۔ اسی عزم کے ساتھ یہ تحریر آپ تک پہنچائی جا رہی ہے۔

— حافظ محمد اشرف کریمی

Original publication: https://rewayamag.com/%d8%b1%d9%88%d8%ad-%d8%a7%d9%84%d9%85%d8%b9%d8%a7%d9%86%db%8c-%d8%a7%d9%88%d8%b1-%db%81%d9%85%d8%a7%d8%b1%d8%a7-%d9%82%d8%b1%d8%b6/

Computer Fundamentals — Lesson 1:
کمپیوٹر کو سمجھنا | Understanding the Computer

Digital Skills for Madrasa Students & Teachers | Rewaya Learning · 04-10-2026 · حافظ محمد اشرف کریمی
Studio

Rewaya Learning Studio

Digital Skills for Madrasa Students & Teachers

Course 1: Computer Fundamentals — From Zero

Lesson 1: Understanding the Computer | کمپیوٹر کو سمجھنا

English	اردو
Level: Absolute Beginner	**سطح:** بالکل ابتدائی
Time: 25–35 minutes	**وقت:** 25–35 منٹ
Method: Learn → See → Try → Practice	**طریقہ:** سیکھیں ← دیکھیں ← خود کریں ← مشق کریں

1. Learning Objectives | سبق کے مقاصد

English	اردو
After this lesson, you will understand what a computer is.	اس سبق کے بعد آپ سمجھ سکیں گے کہ کمپیوٹر کیا ہے۔
You will identify the main parts of a computer.	آپ کمپیوٹر کے بنیادی حصوں کو پہچان سکیں گے۔
You will understand the difference between hardware and software.	آپ ہارڈویئر اور سافٹ ویئر کا فرق سمجھ سکیں گے۔
You will understand Input, Processing, Output and Storage.	آپ اِن پٹ، پروسیسنگ، آؤٹ پٹ اور اسٹوریج کا بنیادی تصور سمجھ سکیں گے۔
You will learn how to turn a computer on and shut it down correctly.	آپ کمپیوٹر کو درست طریقے سے آن اور بند کرنا سیکھیں گے۔

2. What is a Computer? | کمپیوٹر کیا ہے؟

English	اردو
A **computer** is an electronic machine.	ایک الیکٹرانک مشین ہے۔ **کمپیوٹر**
It receives information and instructions.	یہ معلومات اور ہدایات وصول کرتا ہے۔
It processes the information.	یہ معلومات پر کام کرتا ہے۔
It can store information for later use.	یہ معلومات کو بعد میں استعمال کے لیے محفوظ کرسکتا ہے۔
It gives results as text, pictures, sound, printed pages and other forms.	یہ تحریر، تصویر، آواز، مطبوعہ صفحات اور دوسری صورتوں میں نتیجہ فراہم کرتا ہے۔

Simple Example | آسان مثال

Step	English	اردو
Input	You type a Hadith using the keyboard.	آپ کی بورڈ سے ایک حدیث ٹائپ کرتے ہیں۔
Processing	The computer processes what you type.	کمپیوٹر آپ کی ٹائپ کی ہوئی معلومات پر کام کرتا ہے۔
Output	The Hadith appears on the monitor.	حدیث مانیٹر پر ظاہر ہوجاتی ہے۔
Storage	You save the document.	آپ دستاویز کو محفوظ کرلیتے ہیں۔

Input → Processing → Output → Storage

اِن پٹ ← پروسیسنگ ← آؤٹ پٹ ← اسٹوریج

3. Main Parts of a Computer | کمپیوٹر کے بنیادی حصے

Computer Term	آسان اردو	What does it do?	یہ کیا کام کرتا ہے؟
Monitor	مانیٹر / اسکرین	Shows text, pictures and videos.	تحریر، تصاویر اور ویڈیو دکھاتا ہے۔
	سسٹم یونٹ		ڈیسک ٹاپ کمپیوٹر کے اہم اندرونی اجزا اس میں ہوتے ہیں۔

System Unit		Contains the main components of a desktop computer.	
Keyboard	کی بورڈ	Used for typing.	لکھنے اور ٹائپ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
Mouse	ماؤس	Used to point, select and open items.	چیزوں کی نشان دہی، انتخاب اور انہیں کھولنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
Speakers	اسپیکر	Produce sound.	آواز سناتے ہیں۔
Printer	پرنٹر	Prints documents on paper.	دستاویز کو کاغذ پر چھاپتا ہے۔
USB Drive	یو ایس بی ڈرائیو	Stores and transfers files.	فائلیں محفوظ کرنے اور منتقل کرنے کے کام آتی ہے۔

4. Desktop and Laptop | ڈیسک ٹاپ اور لیپ ٹاپ

Desktop Computer	**Laptop Computer**
The monitor, keyboard, mouse and system unit are normally separate.	The screen, keyboard and main components are combined in one device.
مانیٹر، کی بورڈ، ماؤس اور سسٹم یونٹ عموماً الگ الگ ہوتے ہیں۔	اسکرین، کی بورڈ اور اہم اجزا ایک ہی آلے میں موجود ہوتے ہیں۔
It normally remains on a desk.	It can easily be carried from one place to another.
یہ عموماً میز پر ایک جگہ رکھا رہتا ہے۔	اسے آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاسکتا ہے۔

5. Hardware and Software | ہارڈویئر اور سافٹ ویئر

Term	**English Explanation**	**اردو وضاحت**	**Examples**
Hardware	Physical parts of a computer that you can touch.	کمپیوٹر کے وہ مادی حصے جنہیں آپ چھو سکتے ہیں۔	Keyboard, Mouse, Monitor, Printer

Softw are	Programs that run on a computer.	وہ پروگرام جو کمپیوٹر پر چلتے اور مختلف کام انجام دیتے ہیں۔	Windows, Microsoft Word, Web Browser

Easy Rule: Hardware = You can touch it. Software = You use it as a program.

آسان اصول: ہارڈویئر = جسے آپ چھو سکتے ہیں۔ سافٹ ویئر = جسے آپ پروگرام کی صورت میں استعمال کرتے ہیں۔

6. Input and Output | اِن پٹ اور آؤٹ پٹ

Type	Meaning	اردو معنی	Examples
Input Device	Sends information to the computer.	کمپیوٹر کو معلومات دینے والا آلہ۔	Keyboard, Mouse
Output Device	Gives information from the computer to the user.	کمپیوٹر سے معلومات صارف تک پہنچانے والا آلہ۔	Monitor, Printer, Speakers

7. Practical Activity | عملی سرگرمی

Find this	اسے تلاش کریں	✓
Monitor / Screen	مانیٹر / اسکرین	☐
Keyboard	کی بورڈ	☐
Mouse / Touchpad	ماؤس / ٹچ پیڈ	☐
System Unit	سسٹم یونٹ	☐
USB Port	یو ایس بی پورٹ	☐
Power Button	پاور بٹن	☐

8. Turning the Computer On | کمپیوٹر آن کرنا

English	اردو
Find the **Power Button**.	تلاش کریں۔ **پاور بٹن**
Press it **once**.	دبائیں۔ **ایک مرتبہ** اسے
Wait while the computer starts.	کمپیوٹر کے شروع ہونے کا انتظار کریں۔

Do not repeatedly press the Power button.	پاور بٹن کو بار بار نہ دبائیں۔

9. Shutting Down Correctly | کمپیوٹر درست طریقے سے بند کرنا

Start → Power → Shut down

Do	**Don't**
Use **Shut down**.	Do not simply disconnect the electricity.
Shut down کا طریقہ استعمال کریں۔	بجلی کا پلگ کھینچ کر کمپیوٹر بند نہ کریں۔

10. Madrasa Practical Task | مدرسہ کی عملی مشق

Task	**کام**	**Your Answer**
Type the Hadith	حدیث ٹائپ کرنا	_____
See the text	تحریر دیکھنا	_____
Print the lesson	سبق پرنٹ کرنا	_____
Carry the file to another computer	فائل دوسرے کمپیوٹر پر لے جانا	_____

Answers: Keyboard — Monitor — Printer — USB Drive

11. Check Yourself | اپنا جائزہ لیں

Question	**سوال**
What is a computer?	کمپیوٹر کیا ہے؟
Is a keyboard hardware or software?	کی بورڈ ہارڈویئر ہے یا سافٹ ویئر؟
Is Microsoft Word hardware or software?	Microsoft Word ہارڈویئر ہے یا سافٹ ویئر؟
Which device is used for typing?	ٹائپ کرنے کے لیے کون سا آلہ استعمال ہوتا ہے؟
Is a monitor an input or output device?	مانیٹر اِن پٹ ڈیوائس ہے یا آؤٹ پٹ ڈیوائس؟
Name two hardware devices.	دو ہارڈویئر ڈیوائسز کے نام بتائیں۔
Name two software programs.	دو سافٹ ویئر پروگراموں کے نام بتائیں۔

12. Mini Exercise | مختصر مشق

Classify: **Mouse — Windows — Printer — Microsoft Word — Keyboard — Web Browser — Monitor — PDF Reader**

Hardware	Software
_____	_____
_____	_____
_____	_____
_____	_____

13. Today's Assignment | آج کا عملی کام

English	اردو	Done
Identify the main parts of a computer.	کمپیوٹر کے بنیادی حصوں کو پہچانیں۔	☐
Find the Power button.	پاور بٹن تلاش کریں۔	☐
Turn the computer on correctly.	کمپیوٹر درست طریقے سے آن کریں۔	☐
Find the Start button in Windows.	Windows میں Start بٹن تلاش کریں۔	☐
Shut down the computer correctly.	کمپیوٹر درست طریقے سے بند کریں۔	☐

14. Key Vocabulary | اہم الفاظ

English	اردو / آسان مطلب
Computer	کمپیوٹر
Hardware	کمپیوٹر کے مادی اجزا
Software	کمپیوٹر پروگرام
Input	کمپیوٹر کو دی جانے والی معلومات
Output	کمپیوٹر سے حاصل ہونے والا نتیجہ
Storage	معلومات محفوظ کرنا
Monitor	مانیٹر / اسکرین
Keyboard	کی بورڈ
Mouse	ماؤس

Printer	پرنٹر
USB Drive	یو ایس بی ڈرائیو
Shut down	کمپیوٹر بند کرنا

✓ Lesson 1 Completed | سبق اوّل مکمل

Next Lesson | اگلا سبق

Lesson 2: Using the Mouse | سبق دوم: ماؤس کا استعمال

Point → Click → Double-click → Right-click → Scroll → Drag

Original publication: https://rewayamag.com/computer-fundamentals-lesson-1-understanding-the-computer-%da%a9%d9%85%d9%be%db%8c%d9%88%d9%b9%d8%b1-%da%a9%d9%88-%d8%b3%d9%85%d8%ac%da%be%d9%86%d8%a7/

The Wonder That Moved North: A Review of Stephanie Dalley's The Mystery of the Hanging Garden of Babylon

Muhammad Sajid · 2026-10-04 · کتاب و تبصرہ

The book and its puzzle

Stephanie Dalley, The Mystery of the Hanging Garden of Babylon: An Elusive World Wonder Traced. Oxford: Oxford University Press, 2013. Illustrated, with notes, bibliography and index.

Stephanie Dalley's book is the most sustained attempt yet to solve a problem that has embarrassed historians of the ancient world for over a century. Of the Seven Wonders, the Hanging Garden of Babylon is the only one whose very existence has been doubted. The Pyramids still stand, and the Mausoleum, the Colossus and the Pharos left ruins or reliable records; the Garden left almost nothing.

The embarrassment is sharpened by the fact that Babylon is one of the best-documented cities of antiquity. German excavations from 1899 onward, thousands of cuneiform tablets, and the long building inscriptions of Nebuchadnezzar II together produce a rich picture of the city. Yet none of this evidence clearly mentions a garden of the kind the Greek and Latin authors describe.

Dalley, an Oxford Assyriologist long known for her translations in Myths from Mesopotamia, first floated her solution in a 1994 article in the journal Iraq. This book is the full-length statement of that thesis, built up over some two decades of work with texts, reliefs and field archaeology.

The argument: Nineveh, not Babylon

Dalley's thesis is bold and simple to state. The Hanging Garden was real, but it was not in Babylon and was not built by Nebuchadnezzar II (r. 605–562 BCE). It was built at Nineveh, the Assyrian capital on the Tigris, by Sennacherib (r. 705–681 BCE), about a century earlier.

The garden, on this reading, formed part of the vast palace Sennacherib called the “Palace without Rival.” It was laid out on artificial terraces rising like a theatre, watered by an engineered system that brought mountain water from many

kilometres away. Greek writers working centuries later, with only a hazy grasp of Mesopotamian geography, transferred the wonder to the more famous name of Babylon.

To make this transfer plausible, Dalley argues that “Babylon” was not always a fixed place-name in the ancient imagination. After Sennacherib sacked Babylon in 689 BCE, she suggests, Nineveh took on Babylonian names and prestige, including gates named after those of Babylon. Greek authors, who often blurred Assyria and Babylonia, could thus speak of a “Babylon” that was really Nineveh.

How the case is built

The book's strength lies in how it braids several independent kinds of evidence, each weak alone, into a cumulative case.

The classical sources. Dalley reads closely the five main descriptions: Berossus as preserved by Josephus, Diodorus Siculus, Strabo, Quintus Curtius, and the treatise on the Wonders attributed to Philo of Byzantium. She stresses that all are late, derivative, and inconsistent with one another. She also notes that Herodotus, who describes Babylon at length in the fifth century BCE, never mentions the Garden.

The silence of Babylon. Nebuchadnezzar's inscriptions boast at length of walls, gates, temples and palaces, but not of a great garden. The excavations of Robert Koldewey identified a “Vaulted Building” in the Southern Palace as the Garden's substructure. Later study, which Dalley summarises, reinterpreted it as storage and administrative space, the area that produced the ration tablets naming the exiled Judean king Jehoiachin.

Sennacherib's own words. Here Dalley is on her home ground. She offers fresh translations of Sennacherib's prism and building inscriptions, which describe the palace, a garden imitating the Amanus mountains, and new methods of casting bronze in large pieces. She argues that the inscriptions describe water-raising devices that functioned as screws, centuries before the device came to be credited to Archimedes.

The images. A relief from Ashurbanipal's North Palace at Nineveh, now in the British Museum, shows a wooded garden on raised ground, fed by an arched aqueduct, with a columned pavilion. Dalley reads it as a picture of Sennacherib's garden as it stood a generation later, and argues it matches the classical accounts strikingly well.

The water. Finally, she traces Sennacherib's canal network in the hills north-east of Nineveh, including the rock reliefs at Khinis (Bavian) and the stone aqueduct at Jerwan. These works show an Assyrian king able to move water on a scale that Babylon, on a flat floodplain with a high water table, neither needed nor easily permitted.

What the book does well

The first strength is method. Dalley refuses to treat the classical sources as the default and the cuneiform record as a supplement. She begins instead from the primary documents of the region, which is exactly what a critic of transmitted reports should do: test the late narrator against the contemporary witness.

The second is philological depth. Her readings of Akkadian technical vocabulary for casting, irrigation and garden design are the book's real contribution, whatever one concludes about the Garden itself. Readers will learn a great deal about Assyrian engineering, royal ideology and the place of gardens in Mesopotamian kingship.

The third is accessibility. Despite its technical core, the book is written for an educated general reader, and it is generously illustrated with plans, reliefs and photographs. Dalley writes with the pleasure of a detective, without sacrificing her notes and references.

Finally, the book models how to explain a historical error. It does not merely say the Greeks were wrong; it proposes a mechanism, namely name-transfer, compression of time, and the prestige of Babylon, by which the error could arise and spread.

Where the case is weaker

The weakest link is the identification of Nineveh with “Babylon.” Dalley shows that the boundary between Assyria and Babylonia was blurred in Greek writing, and that Sennacherib borrowed Babylonian prestige. But showing that confusion was possible is not the same as showing it happened in this case, and the specific sources for the Garden name Babylon and the Euphrates, not Nineveh and the Tigris.

A second difficulty is the Berossus tradition. Berossus was a Babylonian priest writing in Greek around 280 BCE, with access to native records. His account, as transmitted by Josephus, credits the Garden to Nebuchadnezzar and ties it to a homesick Median queen. Dalley must treat this as a later accretion, and her explanation, though possible, rests on assumptions about how the text was

transmitted.

Third, the argument from silence cuts both ways. That no Babylonian text mentions the Garden is striking, yet the Babylonian record is uneven, and the Southern Palace has not been exhaustively studied. Absence of evidence at Babylon strengthens the Nineveh case only if Nineveh's positive evidence is unambiguous.

That positive evidence is the fourth area of doubt. The reading of Sennacherib's bronze-casting passage as a description of water-raising screws depends on the interpretation of rare words. It is an ingenious and attractive reading, but not the only one available, and the screw is doing a great deal of work in the overall argument.

Lastly, the field evidence at Nineveh itself cannot yet confirm the hypothesis. The garden site Dalley proposes has not been excavated in a way that would settle the question, and conditions in northern Iraq have long made that difficult. The book therefore ends with a compelling model rather than a demonstration.

Verdict

The Mystery of the Hanging Garden of Babylon does not close the question, but it changes the terms in which it must be asked. After Dalley, no one can simply assume that the Garden stood in Nebuchadnezzar's Babylon; the burden now falls on that view to explain the silence of the Babylonian record.

For specialists, the book's lasting value lies in its translations and its account of Assyrian hydraulic engineering. For general readers, it is an absorbing example of how a historian weighs late reports against contemporary documents. Its single thesis is argued with more confidence than the evidence fully supports, yet even its least secure steps are productive.

For readers trained in the critical study of transmitted reports, the book will feel familiar in an unexpected way. Dalley's method is in effect an inquiry into a chain of transmission: she asks who first reported the Garden, from whom, how far removed from the event, and where a later narrator may have conflated one place with another. Readers who know that kind of scrutiny will appreciate both her rigour and the point at which her conclusions outrun her witnesses.

Recommended: essential for students of the ancient Near East and the Seven Wonders, and a stimulating read for anyone interested in how historical certainty is built, tested and sometimes overturned.

Original publication: https://rewayamag.com/the-wonder-that-moved-north-a-review-of-stephanie-dalleys-the-mystery-of-the-hanging-garden-of-babylon/

Computer Fundamentals — Lesson 2: Using the Mouse | ماؤس کا استعمال

Digital Skills for Madrasa Students & Teachers | Rewaya Learning · 05-10-2026 · حافظ محمد اشرف کریمی Studio

Rewaya Learning Studio

Digital Skills for Madrasa Students & Teachers

Course 1: Computer Fundamentals — From Zero

Lesson 2: Using the Mouse | سبق دوم: ماؤس کا استعمال

1. Learning Objectives | سبق کے مقاصد

English	اردو
Understand what a computer mouse does.	یہ سمجھنا کہ کمپیوٹر ماؤس کیا کام کرتا ہے۔
Learn Point, Click, Double-click and Right-click.	پوائنٹ، کلک، ڈبل کلک اور رائٹ کلک سیکھنا۔
Learn how to use the scroll wheel.	اسکرول وہیل کا استعمال سیکھنا۔
Learn how to drag and drop an item.	کسی چیز کو ڈریگ کرکے دوسری جگہ رکھنا سیکھنا۔

2. Parts of a Mouse | ماؤس کے بنیادی حصے

Mouse Part	اردو	Main Use	استعمال
Left Button	بایاں بٹن	Selecting and opening items.	چیزوں کو منتخب اور کھولنے کے لیے۔
Right Button	دایاں بٹن	Shows additional options.	مزید اختیارات ظاہر کرنے کے لیے۔
Scroll Wheel	اسکرول وہیل	Moves a page up and down.	صفحہ اوپر اور نیچے کرنے کے لیے۔

3. Point | اشارہ کرنا

Pointing means moving the mouse until the pointer is over the item you want.

یعنی ماؤس کو حرکت دے کر پوائنٹر کو مطلوبہ چیز کے اوپر لے جانا۔ **پوائنٹ کرنا**

4. Interactive Practice: Single Click | سنگل کلک کی مشق

Activity 1

Click the circle **once**.

کلک کریں۔ **صرف ایک مرتبہ** نیچے موجود دائرے پر

CLICK ONCE

5. Double-click | ڈبل کلک

A **double-click** means pressing the left mouse button twice quickly. It is commonly used to open files and folders.

کا مطلب ماؤس کے بائیں بٹن کو تیزی سے دو مرتبہ دبانا ہے۔ یہ عموماً فائل یا فولڈر کھولنے کے لیے **ڈبل کلک** استعمال ہوتا ہے۔

Activity 2

Double-click the file to open it.

فائل کو کھولنے کے لیے اس پر ڈبل کلک کریں۔

📄

Hadith Lesson

درسِ حدیث

6. Right-click | رائٹ کلک

Right-clicking normally displays a menu containing additional commands.

رائٹ کلک کرنے سے عموماً مزید اختیارات پر مشتمل ایک مینیو ظاہر ہوتا ہے۔

Activity 3

Right-click inside the box.

نیچے والے خانے کے اندر رائٹ کلک کریں۔

Right-click here | یہاں رائٹ کلک کریں

Open | کھولیں

Copy | نقل کریں

Rename | نام تبدیل کریں

7. Scroll | اسکرول

The mouse wheel helps you move through a long page.

ماؤس کا اسکرول وہیل لمبے صفحے کو اوپر یا نیچے دیکھنے میں مدد دیتا ہے۔

Activity 4

Scroll down inside this box until you reach the end.

اس خانے کے اندر اسکرول کرتے ہوئے آخر تک جائیں۔

Start | آغاز

Keep scrolling...

نیچے اسکرول کرتے جائیں...

✓ You reached the end!

آپ آخر تک پہنچ گئے!

8. Drag and Drop | ڈریگ اینڈ ڈراپ

Drag means holding the mouse button while moving an item. **Drop** means releasing the button at the new location.

ڈریگ کا مطلب ماؤس کا بٹن دبائے رکھتے ہوئے کسی چیز کو دوسری جگہ لے جانا ہے۔ **ڈراپ** کا مطلب مطلوبہ جگہ پہنچ کر بٹن چھوڑ دینا ہے۔

Activity 5

Move the Hadith Lesson file into the Duroos folder.

درسِ حدیث کی فائل کو دروس کے فولڈر میں منتقل کریں۔

📄 Hadith Lesson

درسِ حدیث

📁 Duroos Folder

دروس کا فولڈر

9. Remember the Mouse Actions | ماؤس کے اعمال یاد رکھیں

Action	What it means	آسان وضاحت
Point	Move the pointer over an item.	پوائنٹر کو کسی چیز کے اوپر لے جائیں۔
Click	Press the left button once.	بایاں بٹن ایک مرتبہ دبائیں۔
	Press the left button twice quickly.	بایاں بٹن تیزی سے دو مرتبہ دبائیں۔

Double-click		
Right-click	Press the right button once.	دایاں بٹن ایک مرتبہ دبائیں۔
Scroll	Move up or down through a page.	صفحے کو اوپر یا نیچے حرکت دیں۔
Drag & Drop	Move an item from one place to another.	کسی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کریں۔

10. Check Yourself | اپنا جائزہ لیں

Which mouse action normally opens a file?

عام طور پر فائل کھولنے کے لیے ماؤس کا کون سا عمل استعمال ہوتا ہے؟

Your Practical Score | آپ کا عملی اسکور

0 / 6

11. Today's Practical Assignment | آج کا عملی کام

Task	عملی مشق	✓
Point to an icon on the Desktop.	ڈیسک ٹاپ پر کسی آئیکن کی طرف پوائنٹر لے جائیں۔	☐
Single-click an icon.	کسی آئیکن پر ایک مرتبہ کلک کریں۔	☐
Double-click a folder to open it.	کسی فولڈر کو کھولنے کے لیے ڈبل کلک کریں۔	☐
Right-click an item and observe the menu.	کسی چیز پر رائٹ کلک کرکے ظاہر ہونے والا مینیو دیکھیں۔	☐
Scroll through a page.	کسی صفحے کو اوپر اور نیچے اسکرول کریں۔	☐
Drag an icon a short distance.	کسی آئیکن کو ڈریگ کرکے تھوڑا سا دوسری جگہ منتقل کریں۔	☐

✓ Lesson 2 | سبق دوم

Next Lesson: The Keyboard | اگلا سبق: کی بورڈ

Keys • Letters • Numbers • Spacebar • Enter • Backspace • Shift • Caps Lock

Original publication: https://rewayamag.com/computer-fundamentals-lesson-2-using-the-mouse-%d9%85%d8%a7%d8%a4%d8%b3-%da%a9%d8%a7-%d8%a7%d8%b3%d8%aa%d8%b9%d9%85%d8%a7%d9%84/

سوامی

2026-10-06 · Hamraz · زبان و ادب | شاعری | Poetry

کہتا ہے مجھے ہند کے شملے کا سوامی

کیوں تجھ میں نظر آتی ہے کردار کی خامی؟

معبود ترا ایک ہے، باطل ہیں خدا سب

چھوڑی نہ مگر تو نے فرنگی کی غلامی!

پوشاک بھی اغیار کی، افکار بھی ان کے

باقی نہ رہی تجھ میں وہ تہذیبِ گرامی

شاہیں تھا، مگر چھوڑ دی پرواز فلک کی

زاغوں کی روش کا تو ہوا آج سے حامی

فرعون کے دربار میں جو حق کا علم تھا

اب تجھ میں کہاں جرأتِ گفتارِ پیامی

اب طور کی حاجت ہے نہ جلووں کی تمنا
سجدوں میں نہیں تیرے وہ اخلاصِ دوامی

دل دھلتا ہے گر اشک بہائے کوئی شب کو

مٹ جاتا ہے ہر داغِ گنہ، ہو کوئی نامی

تسلیم کا سر خم ہو جو فرمانِ نبیؐ پر
چھٹ جائے گی خود غیر کی چوکھٹ کی سلامی

سن لے یہ نوائے دلِ پُرسوز، اے ہمرازؔ!

ہو جائے بسر عمر اطاعت میں تمامی

Original publication: https://rewayamag.com/%d8%b3%d9%88%d8%a7%d9%85%db%8c/

Computer Fundamentals — Lesson 3: The Keyboard | کی بورڈ

حافظ محمد اشرف کریمی · 06-10-2026 · Rewaya Learning | Digital Skills for Madrasa Students & Teachers Studio

Rewaya Learning Studio

Digital Skills for Madrasa Students & Teachers

Course 1: Computer Fundamentals — From Zero

Lesson 3: The Keyboard | سبق سوم: کی بورڈ

English	اردو
Level: Absolute Beginner	**سطح:** بالکل ابتدائی
Estimated Time: 30–40 minutes	**متوقع وقت:** 30–40 منٹ
Method: Learn → Find → Type → Practice	**طریقہ:** سیکھیں ← تلاش کریں ← ٹائپ کریں ← مشق کریں

1. Learning Objectives | سبق کے مقاصد

English	اردو
Identify the main parts of a keyboard.	کی بورڈ کے اہم حصوں کو پہچان سکیں گے۔
Use letter and number keys.	حروف اور اعداد کی keys استعمال کرسکیں گے۔
Understand Spacebar, Enter and Backspace.	Spacebar، Enter اور Backspace کا استعمال سمجھ سکیں گے۔
Understand Shift and Caps Lock.	Shift اور Caps Lock کا استعمال سمجھ سکیں گے۔
Use the Arrow keys.	Arrow keys استعمال کرسکیں گے۔

2. What is a Keyboard? | کی بورڈ کیا ہے؟

English	اردو

A **keyboard** is an input device used to enter letters, numbers, symbols and commands into a computer.	ایک اِن پٹ ڈیوائس ہے جس کے ذریعے **کی بورڈ** کمپیوٹر میں حروف، اعداد، علامات اور احکامات داخل کیے جاتے ہیں۔

Remember: Keyboard = Input Device

یاد رکھیں: کی بورڈ ایک اِن پٹ ڈیوائس ہے۔

3. Important Keys | اہم Keys

Key	**What does it do?**	**یہ کیا کام کرتی ہے؟**
A–Z	Type letters.	حروف ٹائپ کرنے کے لیے۔
0–9	Type numbers.	اعداد ٹائپ کرنے کے لیے۔
Spacebar	Adds a space between words.	دو الفاظ کے درمیان خالی جگہ دیتی ہے۔
Enter	Moves to a new line or confirms a command.	نئی سطر پر جانے یا کسی حکم کی تصدیق کے لیے۔
Backspace	Deletes the character before the cursor.	کرسر سے پہلے موجود حرف یا علامت کو مٹاتی ہے۔
Shift	Helps type a capital letter or upper symbol.	بڑا حرف یا اوپر والی علامت ٹائپ کرنے میں مدد دیتی ہے۔
Caps Lock	Turns continuous capital-letter typing on or off.	English حروف لکھنے کی حالت مسلسل بڑے آن یا آف کرتی ہے۔
Arrow Keys	Move the cursor or selection.	کرسر یا انتخاب کو مختلف سمتوں میں حرکت دیتی ہیں۔

4. Look at the Keyboard | کی بورڈ کو دیکھیں

Q

W

E

R

T

Y

U

I

O

P

Caps Lock

A

S

D

F

G

H

J

K

L

Enter

Shift

Z

X

C

V

B

N

M

Shift

Backspace

Ctrl

Alt

Spacebar

←

↑

↓

→

Important: Real keyboards may look slightly different, but these important keys perform essentially the same functions.

اہم بات: مختلف کی بورڈز کی ظاہری شکل میں کچھ فرق ہوسکتا ہے، لیکن ان اہم keys کے بنیادی کام تقریباً ایک جیسے ہوتے ہیں۔

5. Activity 1: Find the Key | Key تلاش کریں

Press the **Spacebar** on your physical keyboard.

اپنے اصل کی بورڈ پر **Spacebar** دبائیں۔

Spacebar

6. Activity 2: Basic Typing | بنیادی ٹائپنگ

Type exactly: **Hadith Lesson**

نیچے والے خانے میں بالکل یہی عبارت ٹائپ کریں: **Hadith Lesson**

7. Spacebar | اسپیس بار

Type **IslamicStudies**, then place one space between the two words so it becomes: **Islamic Studies**

IslamicStudies ٹائپ کریں، پھر دونوں الفاظ کے درمیان Spacebar سے ایک خالی جگہ دیں تاکہ یہ **Islamic Studies** بن جائے۔

8. Enter Key | Enter Key

Type **Quran**, press Enter, then type **Hadith**.

پہلی سطر میں **Quran** لکھیں، Enter دبائیں، پھر دوسری سطر میں **Hadith** لکھیں۔

9. Backspace | بیک اسپیس

The word below contains an extra letter. Use **Backspace** to change **Bookk** into **Book**.

نیچے دیے گئے لفظ میں ایک اضافی حرف ہے۔ **Backspace** استعمال کرکے **Bookk** کو **Book** بنائیں۔

10. Shift and Caps Lock | Shift اور Caps Lock

Key	Example	وضاحت
Shift	Shift + h → H	Shift ایک بڑا حرف لکھنے کے لیے کے ساتھ حرف دبائیں۔
Caps Lock	HADITH	Caps Lock مسلسل بڑے حروف لکھنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

Type exactly: **BOOK**

بالکل اسی طرح بڑے حروف میں ٹائپ کریں: **BOOK**

11. Arrow Keys | Arrow Keys

Click inside the activity area, then use the four Arrow keys to move the circle.

سرگرمی والے خانے میں کلک کریں، پھر چاروں Arrow keys استعمال کرکے دائرے کو حرکت دیں۔

●

12. Madrasa Typing Practice | مدرسہ کی عملی ٹائپنگ

Type the following exactly:

Islamic Studies Hadith Lesson Book 1

Keyboard Skills Score | کی بورڈ مہارت اسکور

0 / 7

Complete the activities to finish this lesson.

سبق مکمل کرنے کے لیے سرگرمیاں مکمل کریں۔

13. Today's Practical Assignment | آج کا عملی کام

Task	عملی مشق	✓
Find A–Z on a real keyboard.	اصل کی بورڈ پر A سے Z تک حروف تلاش کریں۔	☐
Find number keys 0–9.	0 تک عددی keys سے 9 تلاش کریں۔	☐
Find Spacebar, Enter and Backspace.	Spacebar، Enter اور Backspace تلاش کریں۔	☐

Type your name in English.	اپنا نام English میں ٹائپ کریں۔	☐
Type two words separated by a space.	دو الفاظ کے درمیان Space دے کر ٹائپ کریں۔	☐
Type two lines using Enter.	Enter استعمال کرکے دو الگ سطریں ٹائپ کریں۔	☐

14. Key Vocabulary | اہم اصطلاحات

English	**آسان اردو**
Keyboard	کی بورڈ
Key	کی بورڈ کا بٹن / Key
Spacebar	الفاظ کے درمیان خالی جگہ دینے والی Key
Enter	نئی سطر یا حکم کی تصدیق کے لیے استعمال ہونے والی Key
Backspace	پیچھے موجود حرف مٹانے والی Key
Shift	بڑا حرف یا اضافی علامت لکھنے میں مدد دینے والی Key
Caps Lock	مسلسل بڑے English حروف لکھنے کے لیے
Arrow Keys	کرسر کو مختلف سمتوں میں حرکت دینے والی Keys
Cursor	اسکرین پر ٹائپنگ کی موجودہ جگہ دکھانے والی علامت

✓ Lesson 3 | سبق سوم

Next Lesson: English Typing | اگلا سبق: English Typing

Finger Position • Words • Sentences • Speed • Accuracy • Practical Typing

---

Original publication: https://rewayamag.com/computer-fundamentals-lesson-3-the-keyboard-%da%a9%db%8c-%d8%a8%d9%88%d8%b1%da%88/

سوانح حیات سید محمد شریف گھڑیالویؒ ایک نظر میں

Biography & Personalities · 2026-10-06 · Hafiz Bilal Ashraf Azami | سوانح و شخصیات | تاریخ و تہذیب | کتاب و تبصرہ

سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ (وفات: 1944ء) کے سوانح حیات پر مشتمل کتاب جولائی 2026ء کو دار ابی الطیب گوجرانوالہ سے شائع ہوئی۔ کتاب کے 176 صفحات ہیں۔ آغاز میں دار ابی الطیب کے ڈائریکٹر جناب عارف جاوید محمدی حفظہ اللہ کا رقم کردہ ''عرض ناشر'' ہے جو دو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد دس صفحات پر مشتمل پیش لفظ ہے، جو جناب سید طارق جاوید مشہدی صاحب کی قلمی خیرات ہے، جس میں انہوں نے بڑے خوبصورت اور جامع انداز میں مشہدی گھڑیالوی خاندان کا تعارف پیش کیا ہے۔

راقم الحروف کا سلسلۂ تلمذ بھی مشہدی خاندان سے جڑا ہوا ہے۔ مجھے اس پر فخر ہے کہ مجھے سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کے بھائی سید عطا محمد کٹھیالوی رحمہ اللہ کے پوتے فضیلۃ الشیخ سید ارشد مشہدی حفظہ اللہ کے سامنے کچھ عرصہ زانوئے تلمذ تہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ آپ طویل عرصہ ''مدرسہ سلفیہ'' دوکوٹہ، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی میں منصبِ تدریس پر فائز رہے ہیں۔ میرے والد گرامی فضیلۃ الشیخ مولانا محمد اشرف رحمہ اللہ (وفات: 2022ء) بھی تقریباً دس سال اس مدرسہ میں استاذ الحدیث رہے۔ شیخین میں بڑی محبت و احترام کا رشتہ قائم تھا۔

اس کے بعد 116 صفحات پر مشتمل متنِ کتاب ہے جو سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کے بیٹے سید محمد اسماعیل مشہدی رحمہ اللہ (وفات: 1960ء) کے رشحاتِ قلم ہیں۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے، سوانح حیات اور دینی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح ان کی امانت و دیانت، اخلاق و کردار اور زہد و ورع کے حیران کن اور بڑے مؤثر واقعات بیان کیے ہیں، جو اس ربط و ضبط سے کسی اور جگہ قارئین کو پڑھنے کو نہیں ملیں گے۔

سید محمد اسماعیل مشہدی رحمہ اللہ اکثر واقعات کے چشم دید گواہ تھے اور جو واقعات انہوں نے دیگر احباب سے ذکر کیے ہیں ان کی مکمل تفصیل لکھی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر رقم طراز ہیں:

''مولانا محمد یوسف صاحب بن مولوی امام دین صاحب مرحوم (بھکیاں والا حال ساکن بستی مومن آباد لائل پور شہر) سے روایت ہے، ان سے ان کے والد صاحب مولوی امام دین صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور شاہ صاحب اکٹھے کھانا کھانے بیٹھے، سالن ختم ہوتا دیکھ کر میں نے صاحب خانہ سے اور سالن لانے کو کہا، شاہ صاحب نے فوراً کھانا ترک کر دیا اور باہر آکر فرمایا: اگر ان کے گھر میں اور سالن نہ ہوتا تو کیا کرتے، آئندہ یاد رکھو! جتنا سالن ملے اتنے میں اکتفا کرو۔ مولوی صاحب مذکور نے ساری عمر اس نصیحت کو پلے باندھے رکھا۔''

(سوانح حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی، ص: 123)

سید محمد اسماعیل مشہدی کشفِ اولیاء کے قائل تھے اور اس سلسلہ میں انہوں نے نفسِ مسئلہ کو نکھارنے کی پوری کوشش کی ہے۔ چنانچہ اپنے والد بزرگوار سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کی کرامات کا تذکرہ کرنے سے پہلے رقم طراز ہیں:

''پیغمبران علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ معجزات عطا فرماتا رہا ہے اور بنی آدم کی اکثر یہ عادت رہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل اپنا رسول ہونا ظاہر فرماتے تھے وہ معجزہ طلب کرتے تھے، یعنی ایسی چیز دکھاؤ جو بظاہر ناممکن ہو، تعجب انگیز ہو اور عام آدمیوں سے اس کا صدور و ظہور محال ہو۔ پیغمبران علیہم السلام سے ایسی خلافِ عادت اشیاء کے ظہور کو معجزہ یا آیت کا نام دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾
(الرعد: 38)

اور کسی رسول کو یہ اختیار نہ تھا کہ وہ کوئی نشانی (معجزہ) لائے مگر اللہ کے اذن سے۔

یعنی کسی رسول اور نبی سے یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی آیت، نشانی یا معجزہ دکھا سکے۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ پیغمبران علیہم السلام اپنے آپ معجزہ نہیں دکھاتے رہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ایسا ہوتا رہا ہے۔ پیغمبران علیہم السلام کے مومنین صادقین اور پورے متبعین کو اصطلاحِ شرع میں اولیاء اللہ کہا گیا ہے اور ان سے کسی عجیب چیز کے ظاہر ہو جانے کو کرامت کا نام دیا گیا ہے اور جس طرح انبیاء اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر معجزات دکھانے پر قادر نہ تھے ٹھیک اسی طرح اولیاء اللہ بھی اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر کرامات دکھانے سے قاصر ہیں۔

اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے کسی دوست پر مخفی چیز ظاہر کر دے تو ممکن ہے اور اگر وہ نہ چاہے تو قریب پڑی شے کا بھی علم نہیں ہو سکتا۔ اولیاء کرام کی کرامات پیغمبران علیہم السلام کے معجزات کی دلیل ہیں، پس کرامات اولیاء کے بس میں نہیں ہوتیں، اور یہ بھی نہیں کہ ہر وقت ان سے ظاہر ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے اذن و ارادہ کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی جب نورِ ایمان دل میں تیزی سے چمکتا ہے تب اولیاء اللہ کو سوجھتی ہے کہ اب اس وقت دعا قبول ہوگی، چنانچہ وہ دعا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے اور حیران کن چیز ظاہر ہو جاتی ہے۔

بعض دفعہ دل میں پیدا شدہ نور کا تعلق آنکھوں کے ساتھ بہت مضبوط ہو جاتا ہے اور جس طرح بجلی کا سوئچ دبانے سے قمقمہ میں روشنی آجاتی ہے اسی طرح اس نور کا کچھ حصہ باذنِ خدا آنکھوں میں آجاتا ہے، اور پس پردہ اور تہِ خاک کی چیزیں نظر آجاتی ہیں، اس کو ''کشف'' کہتے ہیں اور یہ کرامات ہی کی ایک قسم ہے۔''

(سوانح حیات حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی، ص: 78–79)

سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کا تحریر کردہ سفرِ حج کی روداد پر مشتمل مضمون کتاب میں شامل کیا گیا ہے، جو پہلے ماہنامہ ''البدر'' میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ نے اپنے تین حج کی روداد بیان کی ہے جس سے حکومتِ حجاز کے تین ادوار (ترکی، شریفی اور سعودی) کا فرق واضح ہوتا ہے، اور پڑھنے والے کی زبان سے بے ساختہ خدامِ حرمین آل سعود کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔

کتاب کے آخر میں مولانا اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کا مقالہ بھی شاملِ اشاعت کیا گیا ہے جو مشہدی گھڑیالوی خاندان کے بارے میں اضافی اور مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ مولانا اسحاق بھٹی رحمہ اللہ ایک مقام پر رقم طراز ہیں:

’’عام عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بچوں سے کہنا کتا آیا، بلا آیا وغیرہ، شاہ صاحب کے نزدیک یہ عادت بے حد ناپسند تھی، اس میں پہلی بات تو یہ تھی کہ یہ جھوٹ ہے، دوسری یہ کہ بچوں کو یہ کہہ کر دھوکے میں مبتلا کرنا ہے، تیسری انہیں بزدل بنانا ہے اور ان کے ذہن میں یہ بات ڈالنا ہے کہ اللہ کے سوا بھی کس سے ڈرا جا سکتا ہے، حالانکہ یہ بات غلط ہے، ڈرنا صرف اللہ تعالیٰ سے چاہیے نہ کہ کسی اور سے۔‘‘

(سوانح حیات حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی، ص: 158)

ایک جستجو

سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ پٹواری تھے، گھوڑی رکھی ہوئی تھی۔ علاقہ کے ضلع دار یا تحصیلدار نے اپنا حصہ مانگا تو آپ نے فرمایا: نہ رشوت لیتا ہوں نہ دیتا ہوں، حرام ہے۔ اس نے کسی گاؤں سے درخواست لکھوائی کہ شاہ جی ہم سے رشوت مانگتا ہے۔ خود درخواست لکھوائی تھی اور خود انکوائری کے لیے موقع پر آیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ شاہ جی نے کہا: انکوائری کا آغاز کرنے سے پہلے میں ایک درخواست کر سکتا ہوں؟ اس نے کہا: بولو۔

فرمایا: یہ میری گھوڑی ہے، رشوت والے پیسوں سے دانہ لا کر اسے ڈالو۔ اگر میری گھوڑی نے رشوت والے دانے کھا لیے تو مان لینا اس کا مالک بھی رشوت لیتا ہے، اور اگر میری گھوڑی نے نہ کھائے، جو بے زبان ہے، تو پھر مان لینا کہ اس کا سوار رشوت کے قریب بھی نہیں جاتا۔ رشوت کے پیسوں سے دانہ لایا گیا، گھوڑی نے نیچے منہ کیا پھر اوپر اٹھا لیا، دانے کو منہ نہ لگایا۔ فرمایا: میرے تھیلے سے دانے لاؤ۔ شاہ جی کے تھیلے سے دانے لائے گئے تو گھوڑی نے کھائے۔ وہ شخص قدموں میں پڑ گیا اور معافی کا طلبگار ہوا۔

یہ واقعہ ایک صاحبِ علم سے میں نے سنا تھا لیکن اس کتاب میں مجھے نہیں ملا۔ نہ سید اسماعیل مشہدی رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور نہ مولانا اسحاق بھٹی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ سینہ گزٹ واقعہ درست ہے یا نہیں، اس کی تصدیق یا تردید تو خانوادۂ مشہدی کے معزز افراد ہی کر سکتے ہیں، البتہ اس کتاب کے چند اقتباسات نے مجھے اس واقعہ کے بارے میں تذبذب میں مبتلا کر دیا ہے۔

سید محمد اسماعیل مشہدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’آپ غریب امیر ہر ایک کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتے تھے، گرداوری کرنے کے لیے اکیلے تشریف لے جاتے، کھیتوں میں جا کر خود زمین کی پیمائش کرتے تھے اور اپنا بستہ خود اٹھائے پھرتے تھے، صاحبِ زمین کو کبھی آپ نے تنگ نہیں کیا تھا کہ وہ اپنا کام چھوڑ کر پیمائش میں مدد دے، جتنی زمین میں پانی پڑتا اتنی لکھتے، باقی چھوڑ دیتے، کھیتوں میں پیدل جاتے، نہ گھوڑی تھی نہ گائے بھینس رکھے ہوئے تھے۔‘‘

(سوانح حیات حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی، ص: 30)

مولانا اسحاق بھٹی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’شاہ صاحب کے حلقہ پٹوار میں کئی گاؤں شامل تھے، ان کے پاس ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں جانے کے لیے نہ گھوڑی تھی نہ کوئی اور سواری، جہاں جانا ہوتا پیدل جاتے، گھر میں گائے یا بھینس بھی نہ تھی، تنخواہ اتنی کم تھی کہ وہ اس سے نہ تو سواری کے لیے کوئی جانور خرید سکتے تھے نہ دودھ کے لیے۔‘‘

(سوانح حیات حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ، ص: 147)

مزید لکھتے ہیں:

’’تقریباً پینتیس برس محکمہ نہر میں انہوں نے پٹواری کی حیثیت سے ملازمت کی اور کبھی ان سے کسی کو شکایت نہیں ہوئی، نہ کسی زمین دار کو، نہ محکمہ مال کے کسی چھوٹے بڑے افسر کو، گرداور، تحصیلدار، ضلع دار وغیرہ تمام اہلکار ان کے عمل اور طریقِ عمل سے خوش تھے، انہوں نے ہر سرکاری کام پوری ایمانداری اور دیانتداری سے کیا۔‘‘

(سوانح حیات حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی، ص: 150)

منصبِ امارت پر فائز ہونے کی صحیح تاریخ

مولانا اسحاق بھٹی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’جولائی 1930ء سے لے کر شاہ صاحب کی وفات یعنی مئی 1944ء تک وہ اس کے منصبِ امارت پر فائز رہے۔‘‘

(سوانح حیات حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ، ص: 161)

سید محمد اسماعیل مشہدی رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے، دیکھیں (ص: 47 تا 50)، لیکن کتاب کے ’’عرض ناشر‘‘ میں منصبِ امارت پر فائز ہونے کی تاریخ 1931ء مرقوم ہے جو کہ درست معلوم نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

فضیلۃ الشیخ مولانا شاہد رفیق حفظہ اللہ اور دیگر معزز احباب نے حاشیہ میں بڑی مفید توضیحات کا اضافہ کیا ہے تاکہ کسی قسم کی تشنگی باقی نہ رہے، لیکن میرے خیال میں تین مقامات ایسے ہیں جہاں کچھ تشنگی باقی رہی ہے۔ (دیکھیں ص: 94، 124، 139) لیکن شاید ان مقامات پہ یہی طرزِ عمل بہتر تھا۔ واللہ اعلم۔

حافظ بلال اشرف اعظمی

ادارتی نوٹ: مصنف روایہ کے مدیرِ شعبۂ حدیث و علومِ حدیث ہیں۔ یہ مضمون ان کی ذاتی علمی کاوش کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے اور روایہ کے ادارتی مواد سے الگ ہے۔

Editorial Note: The author serves as Section Editor of Rewaya. This article is published as an authored scholarly contribution and is identified separately from Rewaya's editorial content.

Original publication: https://rewayamag.com/%d8%b3%d9%88%d8%a7%d9%86%d8%ad-%d8%ad%db%8c%d8%a7%d8%aa-%d8%b3%db%8c%d8%af-%d9%85%d8%ad%d9%85%d8%af-

%d8%b4%d8%b1%db%8c%d9%81-
%da%af%da%be%da%91%db%8c%d8%a7%d9%84%d9%88%db%8c%d8%92-%d8%a7%db%8c%da%a9/

قرآن سے رہنمائی — درس پنجم

حافظ محمد اشرف کریمی · 07-10-2026 · اسلامی مطالعات | اسلامیات | دعوت و اصلاح | Dawah & Reform | قرآن

جب دل حق کے لیے بند ہوجائے

سورۃ البقرۃ: آیات 6–7

درس و تشریح: حافظ محمد اشرف کریمی

آج کی آیات

۞{إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ}۞

(سورۃ البقرۃ: 6–7)

ترجمہ

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، ان کے لیے برابر ہے کہ آپ انہیں خبردار کریں یا نہ کریں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر مہر لگا دی ہے، اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے، اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

قرآن انسانوں کی تین کیفیتیں سامنے لاتا ہے

سورۃ البقرۃ کے آغاز میں قرآن انسانی رویّوں کی ایک نہایت معنی خیز تقسیم پیش کرتا ہے۔ پہلی پانچ آیات میں اہلِ تقویٰ کا ذکر ہوا: وہ غیب پر ایمان رکھتے، نماز قائم کرتے، اللہ کے عطا کردہ رزق میں سے خرچ کرتے، وحی پر ایمان رکھتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اب آیات 6–7 میں دوسری کیفیت سامنے آتی ہے: ایسے لوگ جن کے سامنے حق آتا ہے لیکن وہ مسلسل اور شعوری طور پر اسے رد کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد آیات 8 سے آگے منافقین کی کیفیت تفصیل سے بیان ہوتی ہے۔

یوں قرآن ابتدا ہی میں ہمیں بتاتا ہے کہ ایک ہی ہدایت کے سامنے انسانوں کے دلوں کا رویّہ یکساں نہیں ہوتا۔

کفر صرف لاعلمی کا نام نہیں

لفظ **کفر** کے اصل لغوی مفہوم میں ڈھانپنے اور چھپانے کا معنی پایا جاتا ہے۔ شرعی استعمال میں کفر اللہ تعالیٰ اور اس کی نازل کردہ حقانیت کے انکار کی مختلف صورتوں کے لیے آتا ہے۔

ان آیات میں ایسے منکرین کا ذکر ہے جن پر دعوت اور تنبیہ اثر انداز نہیں ہوتی، کیونکہ ان کا رویّہ محض معلومات کی کمی کا نہیں بلکہ حق سے مسلسل اعراض اور انکار کا بن چکا ہے۔

یہ فرق سمجھنا ضروری ہے۔ ہر وہ شخص جو ابھی حق کو نہیں جانتا، لازماً اس کیفیت میں نہیں جس کا ان آیات میں ذکر ہے۔ کسی تک پیغام پہنچا ہی نہ ہو، کسی کے ذہن میں حقیقی سوالات ہوں یا کوئی تحقیق کے مرحلے میں ہو، تو اس کا معاملہ اس شخص جیسا نہیں جو حق واضح ہوجانے کے بعد ضد اور تکبر سے اسے رد کرتا رہے۔

کیا دعوت دینا بے فائدہ ہے؟

آیت میں فرمایا:

﴿سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾

اس کا مطلب یہ نہیں کہ دعوت و تبلیغ بے فائدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو دعوت دینے، نصیحت کرنے اور حق پہنچانے کا حکم مسلسل دیا گیا۔

یہاں ایک مخصوص کیفیت بیان ہوئی ہے: بعض لوگ اپنے مسلسل انکار کے باعث اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں کہ تنبیہ بھی ان پر اثر نہیں کرتی۔

داعی کی ذمہ داری حق کو حکمت اور دیانت کے ساتھ پہنچانا ہے؛ دلوں کو ہدایت دینا اس کے اختیار میں نہیں۔

ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾

(القصص: 56)

ترجمہ: بے شک آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

انسان دلیل دے سکتا ہے، تعلیم دے سکتا ہے، نصیحت کرسکتا ہے اور بہترین اخلاق کے ساتھ حق پیش کرسکتا ہے؛ لیکن کسی دل کو ایمان قبول کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔

یہ حقیقت داعی کو دو بیماریوں سے بچاتی ہے: **مایوسی** اور **غرور**۔ کسی کے نہ ماننے پر وہ اپنے آپ کو ہدایت کا مالک نہیں سمجھتا، اور کسی کے قبول کرلینے پر اسے اپنی قابلیت کا نتیجہ نہیں سمجھتا۔

دل پر مہر کیسے لگتی ہے؟

اگلی آیت میں فرمایا:

·{خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ}·

اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔

اس مقام پر ایک نہایت اہم سوال پیدا ہوتا ہے: اگر اللہ نے دل پر مہر لگا دی تو انسان قصوروار کیسے ہوا؟

قرآن کے دوسرے مقامات اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ یہ مہر انسان کے اختیار سے کیے گئے مسلسل انکار، سرکشی اور حق سے اعراض کے نتیجے میں آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

·{فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ}·

(الصف: 5)

ترجمہ: پھر جب وہ خود ٹیڑھے ہوگئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کردیا۔

پہلے انسان کا اختیاری اعراض ہے، پھر اس مسلسل رویّے کی سزا کے طور پر دل قبولِ حق کی صلاحیت سے مزید محروم ہوتا جاتا ہے۔

گناہ دل کو بدلتا ہے

ان آیات کا پیغام صرف ان لوگوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا نہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا؛ اس میں اہلِ ایمان کے لیے بھی سخت تنبیہ موجود ہے۔

دل کی حالت ہمیشہ یکساں نہیں رہتی۔ انسان جب بار بار حق کو جانتے ہوئے نظر انداز کرتا، گناہ کو معمول بناتا اور نصیحت سے منہ موڑتا ہے تو اس کے دل کی حساسیت متاثر ہوتی ہے۔

اسی لیے مومن گناہ کے بعد صرف اس کے ظاہری نتیجے سے نہیں ڈرتا بلکہ یہ بھی سوچتا ہے کہ:

اس گناہ نے میرے دل کے ساتھ کیا کیا؟

سماعت موجود، مگر قبولیت نہیں

فرمایا:

·{وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ}·

انسان کے کان جسمانی طور پر درست ہوسکتے ہیں۔ وہ قرآن کی آیات سن بھی سکتا ہے، لیکن حقیقی سماعت صرف آواز کان تک پہنچنے کا نام نہیں۔

قرآنی اصطلاح میں مفید سماعت وہ ہے جو انسان کو غور، قبول اور عمل تک پہنچائے۔

اسی لیے ممکن ہے کہ ایک شخص حق بار بار سنے مگر ہر مرتبہ اسے صرف رد کرنے کے لیے سنے، سمجھنے کے لیے نہیں۔

آنکھیں ہیں، مگر پردہ بھی ہے

پھر فرمایا:

﴿وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ﴾

ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔

قرآن انسان کو بار بار کائنات، تاریخ، اپنی ذات اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دیکھنے کی دعوت دیتا ہے۔ لیکن صرف آنکھ کا دیکھنا کافی نہیں؛ بصیرت بھی درکار ہے۔

ایک ہی نشانی دو انسان دیکھ سکتے ہیں۔ ایک اسے دیکھ کر اپنے رب کو یاد کرتا ہے، دوسرا اسے دیکھ کر بھی کوئی سبق حاصل نہیں کرتا۔ فرق صرف آنکھ کا نہیں، دل کا بھی ہے۔

حق سے مسلسل فرار کی قیمت

ان آیات میں ایک خوفناک تدریجی حقیقت سامنے آتی ہے:

انسان پہلے حق سے منہ موڑتا ہے، پھر حق سے منہ موڑنا اس کی عادت بنتا ہے، پھر وہ حق سننا پسند نہیں کرتا، اور بالآخر اس کے لیے حق قبول کرنا دشوار سے دشوار تر ہوجاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پہلی غلطی کے بعد توبہ بہت قیمتی ہے۔ توبہ صرف گناہ معاف کرانے کا ذریعہ نہیں بلکہ دل کو سخت ہونے سے بچانے کا بھی ذریعہ ہے۔

اپنی رائے سے محبت یا حق سے محبت؟

ان آیات کا ایک نہایت اہم عملی سبق ہمارے علمی اور روزمرہ اختلافات سے متعلق ہے۔

بعض اوقات انسان کسی رائے کو اتنا اپنا لیتا ہے کہ بعد میں دلیل اس کے خلاف آجائے تب بھی اسے قبول کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ وہ دلیل کو سمجھنے کے بجائے صرف اپنے موقف کا دفاع کرنے لگتا ہے۔

مومن کی تربیت اس کے برعکس ہونی چاہیے:

میری وفاداری اپنی رائے سے نہیں، حق سے ہے۔

اگر دلیل سے معلوم ہوجائے کہ میری بات غلط تھی تو اپنی رائے بدلنا شکست نہیں؛ حق کی طرف واپس آنا کامیابی ہے۔

ڈیجیٹل دور میں بند ذہن

آج انسان اکثر صرف انہی لوگوں کو سنتا اور پڑھتا ہے جن سے وہ پہلے ہی متفق ہوتا ہے۔ ڈیجیٹل ذرائع بھی بار بار ویسا ہی مواد سامنے لاسکتے ہیں جسے انسان پہلے پسند کرچکا ہو۔ نتیجتاً انسان اپنے گرد ایک ایسا فکری حصار بنا سکتا ہے جس میں مخالف دلیل سننے کی صلاحیت کم ہوتی جاتی ہے۔

قرآن ہمیں اپنے دل کی یہ کیفیت جانچنے کی دعوت دیتا ہے:

کیا میں دلیل سننے کے لیے تیار ہوں، یا صرف اپنی موجودہ رائے کی تصدیق چاہتا ہوں؟

یہ سوال صرف مذہبی مباحث میں نہیں، ہماری پوری فکری زندگی میں اہم ہے۔

کسی شخص کے دل پر مہر کا فیصلہ ہم نہیں کرتے

یہاں ایک ضروری احتیاط بھی ہے۔ قرآن میں دلوں پر مہر کا ذکر پڑھ کر ہمیں لوگوں کے بارے میں یہ فیصلے شروع نہیں کردینے چاہییں کہ فلاں شخص کا دل مہر زدہ ہے اور اب اس کی ہدایت ممکن نہیں۔

کسی معین شخص کے باطن اور انجام کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ بہت سے لوگ طویل عرصے تک حق سے دور رہنے کے بعد بھی اللہ کی توفیق سے ہدایت پاچکے ہیں۔

ہماری ذمہ داری لوگوں کے آخری انجام کے فیصلے کرنا نہیں، بلکہ حق پہنچانا، خیر خواہی کرنا اور اپنے دل کی حفاظت کرنا ہے۔

آج کا عملی سبق

آج اپنے آپ سے ایک مشکل سوال کیجیے:

اگر قرآن و سنت کی واضح دلیل میری پسندیدہ رائے کے خلاف آجائے تو کیا میں اپنی رائے بدلنے کے لیے تیار ہوں؟

پھر اپنی زندگی کے کسی ایک ایسے معاملے پر غور کریں جس میں آپ جانتے ہیں کہ درست کیا ہے، لیکن عمل میں مسلسل تاخیر کررہے ہیں۔

آج ہی اس میں ایک عملی تبدیلی کیجیے۔ حق معلوم ہونے کے بعد اسے مسلسل مؤخر کرنا دل کے لیے محفوظ رویّہ نہیں۔

آج کا محاسبہ

رات کو اپنے آپ سے پوچھیے:

کیا آج کوئی نصیحت مجھے ناگوار گزری صرف اس لیے کہ وہ میری خواہش کے خلاف تھی؟

کیا میں نے کسی واضح غلطی پر اصرار کیا؟

کیا قرآن پڑھتے ہوئے میں نے یہ سوچا کہ اس آیت کو اپنی زندگی میں کیسے نافذ کرنا ہے؟

کیا میرے اندر اپنی غلطی تسلیم کرنے کی ہمت موجود ہے؟

آج کی دعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ

اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، بے شک تو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے۔

(آل عمران: 8)

خلاصۂ درس

سورۃ البقرۃ کی پہلی پانچ آیات نے ہمیں ان لوگوں کی تصویر دکھائی جو قرآن سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ آج کی دو آیات اس کے برعکس ایک خطرناک کیفیت سامنے لاتی ہیں: حق سے ایسا مسلسل انکار جو بالآخر انسان کے دل، سماعت اور بصیرت کو قبولِ حق سے محروم کردیتا ہے۔

یہ آیات ہمیں دوسروں کے انجام کے فیصلے کرنے کے لیے نہیں بلکہ سب سے پہلے **اپنے دل کی حفاظت** کے لیے ملی ہیں۔

اس لیے جب حق واضح ہو تو اسے قبول کرنے میں تاخیر نہ کریں، غلطی ہوجائے تو فوراً پلٹیں، نصیحت سننے کی صلاحیت زندہ رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے دل کی ثابت قدمی مانگتے رہیں۔

دل کی زندگی اس میں ہے کہ حق سامنے آئے تو وہ جھک جائے۔

مصادر و مراجع

القرآن الكريم: سورة البقرة: 6–7؛ سورة الصف: 5؛ سورة القصص: 56؛ سورة آل عمران: 8.
الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، تفسير سورة البقرة.
الفراء، معاني القرآن.
البغوي، معالم التنزيل.
ابن عطية، المحرر الوجيز.
القرطبي، الجامع لأحكام القرآن.
ابن كثير، تفسير القرآن العظيم.

ابن عاشور، التحرير والتنوير۔
السعدي، تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان۔

ادارتی نوٹ: مصنف روایہ کے مدیرِ اعلیٰ ہیں۔ یہ مضمون ان کی ذاتی علمی کاوش کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے اور روایہ کے ادارتی مواد سے الگ ہے۔

Editorial Note: The author serves as Editor-in-Chief of Rewaya. This article is published as an authored scholarly contribution and is identified separately from Rewaya's editorial content.

Original publication: https://rewayamag.com/%d9%82%d8%b1%d8%a2%d9%86-%d8%b3%db%92-%d8%b1%db%81%d9%86%d9%85%d8%a7%d8%a6%db%8c-%d8%af%d8%b1%d8%b3-%d9%be%d9%86%d8%ac%d9%85/

حدیث سے زندگی

حافظ محمد اشرف کریمی · 07-10-2026 · Hadith Studies | حدیث و علومِ حدیث | اسلامی مطالعات | اسلامیات | حدیث | دعوت و اصلاح | Dawah & Reform

اصل مسلمان کون؟ — زبان اور ہاتھ کی حفاظت

سلسلہ: حدیث سے زندگی

حدیثِ نبوی ﷺ

:حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الإیمان؛ صحیح مسلم، کتاب الإیمان)

حدیث کا پیغام

اسلام صرف چند عبادات کا نام نہیں بلکہ انسان کے پورے کردار کی اصلاح چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مختصر حدیث میں مسلمان کے کردار کی ایک نہایت اہم علامت بیان فرمائی: **اس کی ذات دوسروں کے لیے باعثِ امن ہو۔**

لوگ اس کی زبان سے خوف زدہ نہ ہوں اور اس کے ہاتھ سے نقصان نہ اٹھائیں۔

زبان کا نقصان

زبان بظاہر ایک چھوٹا سا عضو ہے، لیکن اس سے پہنچنے والا نقصان بعض اوقات جسمانی نقصان سے بھی زیادہ دیرپا ہوتا ہے۔

غیبت، بہتان، تہمت، گالی، مذاق اڑانا، تحقیر، جھوٹ، دل آزاری اور لوگوں کے درمیان فساد پیدا کرنا—یہ سب زبان کے وہ گناہ ہیں جو معاشرے کے امن کو تباہ کرتے ہیں۔

آج زبان میں صرف بولنا شامل نہیں رہا۔ موبائل فون اور انٹرنیٹ نے **لکھے ہوئے الفاظ** کو بھی ہماری زبان کی توسیع بنا دیا ہے۔

WhatsApp کا پیغام، Facebook کا تبصرہ، کسی پوسٹ کے نیچے تحقیر آمیز جملہ یا بغیر تحقیق کسی کے خلاف الزام آگے بڑھانا—یہ سب ہمارے اخلاقی اعمال کا حصہ ہیں۔

ہاتھ سے محفوظ رہنے کا مفہوم

ہاتھ سے مراد صرف کسی کو مارنا نہیں۔ کسی کا مال چھیننا، حق دبانا، نقصان پہنچانا، دھوکا دینا یا اپنی طاقت کا ناجائز استعمال کرنا بھی اسی اخلاقی دائرے میں آتا ہے۔

اسلامی معاشرہ وہ ہے جہاں انسان دوسرے انسان کے دین، عزت، جان اور مال کے لیے خطرہ نہ بنے۔

عبادت اور معاملات

ہم بعض اوقات دینداری کو صرف نماز، روزہ اور دیگر عبادات سے ناپتے ہیں، جبکہ نبی کریم ﷺ کی تعلیم ہمیں اپنے معاملات کا جائزہ لینے کی دعوت دیتی ہے۔

اگر ہماری عبادت بڑھ رہی ہے مگر ہماری زبان زیادہ سخت، رویہ زیادہ تکلیف دہ اور معاملات زیادہ ظالمانہ ہوتے جارہے ہیں تو ہمیں اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔

آج کا محاسبہ

اپنے گزشتہ چوبیس گھنٹوں کو یاد کیجیے۔

کیا ہماری زبان سے کسی کو تکلیف پہنچی؟

کیا ہم نے کسی کی غیبت کی؟

کیا کسی کے بارے میں غیر مصدقہ بات آگے بڑھائی؟

کیا سوشل میڈیا پر ایسا جملہ لکھا جسے سامنے بیٹھ کر کہنا ہمارے لیے مشکل ہوتا؟

اگر ایسا ہوا ہے تو توبہ کے ساتھ جہاں ممکن ہو اس نقصان کی اصلاح بھی کیجیے۔

آج کا نبوی سبق

اچھا مسلمان صرف وہ نہیں جو خود نیکی کرتا ہے؛ اچھا مسلمان وہ بھی ہے جس سے دوسرے محفوظ رہتے ہیں۔

آج کا عملی قدم

آج ایک دن کے لیے اپنی زبان اور اپنے کی بورڈ دونوں کی نگرانی کیجیے۔

کسی کے بارے میں کچھ لکھنے، بولنے یا آگے بھیجنے سے پہلے صرف اتنا سوچیے:

کیا اللہ تعالیٰ اس بات سے راضی ہوگا؟

یہ ایک سوال بہت سے گناہوں سے بچا سکتا ہے۔

واللہ أعلم بالصواب

Original publication: https://rewayamag.com/%d8%ad%d8%af%db%8c%d8%ab-%d8%b3%db%92-%d8%b2%d9%86%d8%af%da%af%db%8c/

فقہ الحدیث

حافظ محمد اشرف کریمی · 07-10-2026 · اسلامی مطالعات | اسلامیات | فقہ | فقہ و اصولِ فقہ | Fiqh & Usul

نماز میں بھول ہوجائے تو کیا کریں؟

سلسلہ: فقہ الحدیث — **روزمرہ زندگی کے شرعی مسائل**

نماز میں بھول انسان سے ہوسکتی ہے۔ کبھی رکعتوں کی تعداد میں شک ہوجاتا ہے، کبھی کوئی عمل رہ جاتا ہے اور کبھی نمازی کسی عمل میں اضافہ کر بیٹھتا ہے۔ شریعت نے ایسی انسانی بھول کے لیے **سجدۂ سہو** کی صورت میں آسانی اور اصلاح کا طریقہ مقرر کیا ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ

:حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ

مفہوم: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو اور اسے معلوم نہ رہے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار، تو شک کو چھوڑ دے اور جس تعداد کا یقین ہے اس پر بنیاد رکھے، پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے۔“

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ)

بنیادی مسئلہ

اگر نمازی کو شک ہوجائے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار، اور کسی ایک جانب ترجیح قائم نہ ہوسکے، تو وہ **یقینی تعداد یعنی کم تعداد** کو بنیاد بنائے گا۔

مثلاً تین یا چار میں شک ہے اور کوئی جانب غالب نہیں، تو تین رکعتیں شمار کرے، چوتھی مکمل کرے اور سجدۂ سہو کرے۔

یہاں بھی وہی عظیم فقہی قاعدہ سامنے آتا ہے:

الْيَقِينُ لَا يَزُولُ بِالشَّكِّ

”یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔“

اگر ایک جانب غالب گمان ہو؟

اس مسئلے سے متعلق دوسری صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر غور کرنے کے بعد نمازی کو کسی ایک جانب قوی گمان ہوجائے تو وہ غالب گمان کے مطابق نماز مکمل کرسکتا ہے اور سجدۂ سہو کرے گا۔

اس طرح احادیث کو جمع کرنے سے دو صورتیں سامنے آتی ہیں

پہلی صورت: کسی طرف ترجیح نہیں — یقینی یعنی کم تعداد پر بنا کرے۔

دوسری صورت: کسی ایک طرف قوی گمان ہے — غالب گمان کے مطابق نماز مکمل کرے۔

سجدۂ سہو کیا ہے؟

نماز میں بھول کی تلافی کے لیے کیے جانے والے دو سجدوں کو **سجدۂ سہو** کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے مختلف مواقع پر سجدۂ سہو **سلام سے پہلے بھی** ثابت ہے اور **سلام کے بعد بھی**۔ اسی بنا پر فقہاء کے درمیان اس کی تفصیلات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

لہٰذا کسی ایک معتبر فقہی طریقے پر عمل کرنے والے شخص کے بارے میں محض اس وجہ سے سختی کرنا درست نہیں کہ اس نے سجدۂ سہو سلام سے پہلے یا بعد میں کیا ہے۔

لیکن سجدہ سہو کے بعد دوبارہ تشہد کے لیے نہیں بیٹھا جائے گا بلکہ فورا سلام پھیر دیا جائے گا، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدہ سہو کرنے کے بعد دوبارہ تشہد کے لیے بیٹھنا ثابت نہیں ہے۔

سجدہ سہوکے لیے کوئی دعا خاص نہیں ہے بلکہ وہی دعائیں پڑھی جائیں گی جو نماز میں سجدہ کی حالت میں پڑھی جاتی ہیں

فقہی مذاہب میں تفصیل

سجدۂ سہو کے اسباب اور اس کے سلام سے پہلے یا بعد میں ہونے کی تفصیلات میں فقہائے احناف، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے درمیان بعض فروعات میں اختلاف موجود ہے۔ یہ اختلاف متعلقہ احادیث کو جمع کرنے اور ان کے اطلاق کے طریقوں سے پیدا ہوا ہے۔

اس لیے عام مسلمان کو ایسے مسائل میں معتبر اہلِ علم سے رہنمائی لیتے ہوئے اختلافی مسائل کو نزاع کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔

ایک عملی مثال

آپ ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ آخری رکعت میں اچانک شک ہوا

’’میں نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار؟‘‘

آپ نے غور کیا مگر کسی ایک تعداد کا غالب گمان نہیں ہوا۔

ایسی صورت میں **تین کو یقینی سمجھیں، ایک رکعت مزید پڑھیں اور سجدۂ سہو کریں۔**

بار بار شک ہونے کا حکم

اگر کسی شخص کو تقریباً ہر نماز میں رکعتوں کے بارے میں وسوسہ ہوتا رہتا ہے تو ہر مرتبہ اس وسوسے کے پیچھے چلنا درست طرزِ عمل نہیں۔ مسلسل وسوسے کو نظر انداز کرنا چاہیے اور یقین کے مطابق نماز جاری رکھنی چاہیے۔

شریعت انسان کو عبادت میں اطمینان چاہتی ہے، دائمی اضطراب نہیں۔

آج کا فقہی سبق

نماز میں بھول ہوجانا بذاتِ خود گناہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی اصلاح کا طریقہ سکھایا ہے۔

شک کی صورت میں یقین کو بنیاد بنائیے، نماز مکمل کیجیے اور شرعی صورت کے مطابق سجدۂ سہو کیجیے۔

عملی پیغام

نماز کے مسائل سیکھنا خود نماز کی حفاظت کا حصہ ہے۔ ہمیں صرف نماز پڑھنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ نماز میں بھول، کمی، زیادتی یا شک ہوجائے تو سنت ہماری کیا رہنمائی کرتی ہے۔

واللہ أعلم بالصواب

Original publication: https://rewayamag.com/%d9%81%d9%82%db%81-%d8%a7%d9%84%d8%ad%d8%af%db%8c%d8%ab/

Computer Fundamentals — Lesson 4 — English Typing | انگریزی ٹائپنگ

حافظ محمد اشرف کریمی · 07-10-2026 · Rewaya Learning | Digital Skills for Madrasa Students & Teachers Studio

Rewaya Learning Studio

Digital Skills for Madrasa Students & Teachers

Course 1: Computer Fundamentals — From Zero

Lesson 4: English Typing | سبق چہارم: انگریزی ٹائپنگ

English	اردو
Level: Absolute Beginner	**سطح:** بالکل ابتدائی
Estimated Time: 35–45 minutes	**متوقع وقت:** 35–45 منٹ
Main Goal: Accuracy before speed	**بنیادی مقصد:** رفتار سے پہلے درست ٹائپنگ

1. Learning Objectives | سبق کے مقاصد

By the end of this lesson you should be able to:	سبق مکمل کرنے کے بعد آپ یہ کام کرسکیں گے:
Recognise the Home Row.	Home Row کو پہچان سکیں گے۔
Place your fingers correctly.	انگلیوں کو درست جگہ پر رکھ سکیں گے۔
Type simple English words.	سادہ English الفاظ ٹائپ کرسکیں گے۔
Use Shift for capital letters.	بڑے حروف کے لیے Shift استعمال کرسکیں گے۔
Type short sentences accurately.	مختصر جملے درست طریقے سے ٹائپ کرسکیں گے۔
Measure your basic typing accuracy and speed.	اپنی بنیادی typing accuracy اور رفتار معلوم کرسکیں گے۔

2. Accuracy Before Speed | رفتار سے پہلے درستگی

Golden Rule: Do not try to type fast at the beginning. First learn to press the correct keys. Speed develops naturally with regular practice.

سنہری اصول: ابتدا میں تیز ٹائپ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ پہلے درست keys دبانا سیکھیں۔ مسلسل مشق سے رفتار خود بہتر ہوتی جائے گی۔

3. The Home Row | ہوم رو

Left Hand	Right Hand	وضاحت
Little finger A → Ring finger S → Middle finger → D Index finger F →	Index finger J → Middle finger → K Ring finger L → Little finger ; →	ٹائپنگ شروع کرتے وقت انگلیوں کی بنیادی جگہ **ASDF JKL;** ہوتی ہے۔ اسے Home Row کہتے ہیں۔

Q

W

E

R

T

Y

U

I

O

P

A

S

D

F

G

H

J

K

L

;

Shift

Z

X

C

V

B

N

M

Shift

Ctrl

Alt

Spacebar

keys on a physical keyboard. They usually have small raised **J** and **F** Look at the

.marks. These help you find the Home Row without looking down

اپنے اصل کی بورڈ پر **F** اور **J** keys دیکھیں۔ ان پر عموماً چھوٹے ابھرے ہوئے نشانات ہوتے ہیں۔ یہ انگلیوں کو Home Row پر رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔

4. Activity 1 — Home Row Practice | ہوم رو کی مشق

;asdf jkl

.Type the characters above exactly

اوپر دیے گئے حروف بالکل اسی ترتیب سے ٹائپ کریں۔

5. Activity 2 — Simple Words | آسان الفاظ

book class lesson student

.Type all four words exactly, with one space between each word

چاروں الفاظ اسی ترتیب سے ٹائپ کریں اور ہر دو الفاظ کے درمیان ایک Space دیں۔

6. Activity 3 — Madrasa Vocabulary | مدرسہ سے متعلق الفاظ

Quran Hadith Fiqh Arabic

.Type the four words exactly as shown. Notice the capital letters

چاروں الفاظ بالکل اسی طرح ٹائپ کریں۔ بڑے ابتدائی حروف پر خاص توجہ دیں۔

7. Shift | Using Shift کا استعمال

You Want	Press	طریقہ
Q	Shift + q	Shift دبائے رکھتے ہوئے q دبائیں۔
H	Shift + h	Shift دبائے رکھتے ہوئے h دبائیں۔
Book	Shift + b, then ook	پہلے B بڑا لکھیں، پھر ook لکھیں۔

8. Activity 4 — Capital Letters | بڑے حروف

Islamic Studies

.Type the title exactly. Both words must begin with capital letters

عنوان بالکل اسی طرح ٹائپ کریں۔ دونوں الفاظ کا پہلا حرف بڑا ہونا چاہیے۔

9. Activity 5 — Sentence Practice | جملے کی مشق

.This is my Hadith lesson

.Type the sentence exactly, including the capital letter and full stop

جملہ بالکل اسی طرح ٹائپ کریں۔ بڑے حرف اور آخر میں full stop کا بھی خیال رکھیں۔

10. Activity 6 — Accuracy Trainer | درست ٹائپنگ کی مشق

Quran Hadith Fiqh Arabic Grammar

.Copy the line exactly. Your accuracy will be calculated automatically

اوپر دی گئی سطر بالکل اسی طرح ٹائپ کریں۔ آپ کی Accuracy خودکار طور پر معلوم کی جائے گی۔

Accuracy **100%**

Errors **0**

Characters **0**

11. Activity 7 — One-Minute Typing Test | ایک منٹ کی ٹائپنگ مشق

,Islamic studies help us understand important subjects. Students learn Quran

.Hadith, Fiqh and Arabic. Regular typing practice improves accuracy and confidence

.You will have 60 seconds. Copy as much of the text as you can .**Start Test** Press

Start Test دبائیں۔ آپ کے پاس 60 سیکنڈ ہوں گے۔ اوپر دیا گیا متن جتنا ممکن ہو درست ٹائپ کریں۔

60

Approx. WPM **0**

Accuracy **0%**

Errors **0**

12. Activity 8 — Practical Madrasa Task | مدرسہ کا عملی کام

Imagine that you are preparing a heading for a class handout. Type the following exactly:

فرض کریں آپ کلاس کے لیے ایک مختصر handout تیار کررہے ہیں۔ درج ذیل متن بالکل اسی طرح ٹائپ کریں:

Islamic Studies Hadith Lesson Class 5 Book 1

13. Healthy Typing Habits | درست ٹائپنگ کی عادات

Good Habit	اچھی عادت
Sit comfortably and keep your back reasonably straight.	آرام سے بیٹھیں اور کمر کو مناسب حد تک سیدھا رکھیں۔
Keep the keyboard at a comfortable height.	کی بورڈ کو ایسی اونچائی پر رکھیں جہاں ہاتھ آرام دہ حالت میں ہوں۔
Keep fingers relaxed.	انگلیوں کو غیر ضروری تناؤ سے بچائیں۔
Try to look at the screen more than the keyboard.	آہستہ آہستہ کی بورڈ کے بجائے اسکرین کی طرف زیادہ دیکھنے کی عادت بنائیں۔
Practise accuracy before trying to increase speed.	رفتار بڑھانے سے پہلے درست ٹائپنگ کی مشق کریں۔
Practise for a short period regularly.	لمبی غیر مسلسل مشق کے بجائے مختصر مگر باقاعدہ مشق کریں۔

Lesson Progress | سبق کی پیش رفت

0 / 8

Complete all activities to finish Lesson 4.

سبق چہارم مکمل کرنے کے لیے تمام سرگرمیاں مکمل کریں۔

14. Today's Assignment | آج کا عملی کام

Task	عملی مشق	✓
Place your fingers on ASDF JKL; correctly.	انگلیاں ASDF JKL; پر درست جگہ رکھیں۔	☐
Type your full name three times.	اپنا پورا نام تین مرتبہ English میں ٹائپ کریں۔	☐
Type: Quran, Hadith, Fiqh, Arabic.	Quran، Hadith، Fiqh اور Arabic ٹائپ کریں۔	☐
Type five simple English sentences.	پانچ آسان English جملے ٹائپ کریں۔	☐
Practise for at least 10 minutes.	کم از کم 10 منٹ ٹائپنگ کی مشق کریں۔	☐

15. Key Vocabulary | اہم اصطلاحات

English	آسان اردو
Typing	کی بورڈ کے ذریعے متن لکھنا
Home Row	کی بورڈ پر انگلیوں کی بنیادی ابتدائی قطار
Accuracy	درست ٹائپنگ کی شرح
Error	ٹائپنگ کی غلطی
Capital Letter	بڑا English حرف
WPM	Words Per Minute — ایک منٹ میں ٹائپ کیے گئے الفاظ کی اندازاً تعداد

✓ Lesson 4 | سبق چہارم

Next Lesson: Urdu Typing | اگلا سبق: اردو ٹائپنگ

Urdu Keyboard • Language Switching • Urdu Letters • Words • Sentences • RTL Typing

Original publication: https://rewayamag.com/computer-fundamentals-lesson-4-english-typing-%d8%a7%d9%86%da%af%d8%b1%db%8c%d8%b2%db%8c-%d9%b9%d8%a7%d8%a6%d9%be%d9%86%da%af/

Computer Fundamentals — Lesson 5 — Urdu Typing | اردو ٹائپنگ

حافظ محمد اشرف کریمی · 08-10-2026 · Rewaya Learning | Digital Skills for Madrasa Students & Teachers
Studio | فکر و نظر

Rewaya Learning Studio

Digital Skills for Madrasa Students & Teachers

Course 1: Computer Fundamentals — From Zero

Lesson 5: Urdu Typing | سبق پنجم: اردو ٹائپنگ

English	اردو
Level: Beginner	**سطح:** ابتدائی
Estimated Time: 40–50 minutes	**متوقع وقت:** 40–50 منٹ
Main Goal: Learn practical Urdu typing.	**بنیادی مقصد:** عملی اردو ٹائپنگ سیکھنا۔

1. Learning Objectives | سبق کے مقاصد

English	اردو
Add or select an Urdu keyboard.	Urdu keyboard شامل یا منتخب کرسکیں گے۔
Switch between English and Urdu.	English اور Urdu keyboard کے درمیان تبدیل کرسکیں گے۔
Understand Right-to-Left typing.	Right-to-Left typing کو سمجھ سکیں گے۔
Type common Urdu letters and words.	عام اردو حروف اور الفاظ ٹائپ کرسکیں گے۔
Type short Urdu sentences.	مختصر اردو جملے ٹائپ کرسکیں گے۔
Prepare a simple madrasa heading.	مدرسہ کے لیے سادہ اردو عنوان تیار کرسکیں گے۔

2. Urdu is Right-to-Left | اردو دائیں سے بائیں لکھی جاتی ہے

English	اردو

Left to Right English is normally typed from **(LTR)**.	English عموماً **بائیں سے دائیں** لکھی جاتی ہے۔
Right to Left (RTL) Urdu is typed from.	اردو **دائیں سے بائیں** لکھی جاتی ہے۔

Important: RTL does not mean that you type the last letter first. Type the word normally. The computer automatically arranges Urdu text from right to left.

اہم: RTL کا مطلب یہ نہیں کہ لفظ کا آخری حرف پہلے لکھا جائے۔ لفظ معمول کے مطابق ٹائپ کریں؛ کمپیوٹر اردو متن کو خود دائیں سے بائیں ترتیب دیتا ہے۔

3. Enable the Urdu Keyboard | اردو کی بورڈ فعال کریں

Windows

Add Urdu as a language .**Settings → Time & language → Language & region** Open if it is not already installed, then make sure an Urdu keyboard is available under its language options.

Settings میں Language settings کھولیں، Urdu شامل کریں، اور اس کے keyboard options میں Urdu keyboard کی موجودگی یقینی بنائیں۔

macOS

then add an Urdu input ,**System Settings → Keyboard → Text Input → Edit** Open source.

System Settings میں Keyboard اور Text Input کھولیں، پھر Urdu input source شامل کریں۔

Android

Open your keyboard settings and add Urdu to the available languages. The exact menu depends on the keyboard app installed on the device.

اپنی keyboard app کی settings میں Languages کھولیں اور Urdu شامل کریں۔ مختلف فونز اور keyboard apps میں menu کے نام مختلف ہوسکتے ہیں۔

iPhone / iPad

and **Settings → General → Keyboard → Keyboards → Add New Keyboard** Open select Urdu.

Settings میں General، پھر Keyboard کھولیں، نیا keyboard شامل کریں اور Urdu منتخب کریں۔

Menus can vary slightly by operating-system version. If your screen looks different, search the device Settings for **Language**, **Keyboard**, or **Input**.

Operating system کے مختلف versions میں menu کچھ مختلف ہوسکتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر Settings میں Language، Keyboard یا Input تلاش کریں۔

4. Switching Languages | زبان تبدیل کرنا

Device	Common Method	وضاحت
Windows	Windows key + Space	نصب شدہ keyboard layouts کے درمیان تبدیلی کے لیے عام shortcut۔
macOS	Use the Input menu or your configured input-source shortcut.	Input menu یا مقرر کردہ keyboard shortcut سے زبان تبدیل کریں۔
Phone / Tablet	Use the Globe/Language key on the on-screen keyboard.	On-screen keyboard پر Globe یا Language key استعمال کریں۔

5. Recognise Urdu Letters | اردو حروف پہچانیں

ا

ب

پ

ت

ٹ

ث

ج

چ

ح

خ

د

ڈ

ذ

ر

ڑ

ز

ژ

س

ش

ص

ض

ط

ظ

ع

غ

ف

ق

ک

گ

ل

م

ن

ں

و

ہ

ھ

ء

ی

ے

ابتدا میں تمام حروف کی keyboard position زبانی یاد کرنا ضروری نہیں۔ روزانہ مشق کے ساتھ انگلیاں خود keys کی جگہ پہچاننے لگتی ہیں۔

You do not need to memorise every Urdu key immediately. Regular practice gradually builds keyboard familiarity.

6. Activity 1 — Your First Urdu Words | پہلے اردو الفاظ

کتاب سبق استاد

اوپر دیے گئے تین الفاظ بالکل اسی ترتیب سے ٹائپ کریں۔ ہر دو الفاظ کے درمیان ایک Space دیں۔

Type the three Urdu words exactly as shown, with one space between them.

7. Activity 2 — Islamic Studies Vocabulary | اسلامی مطالعات کی اصطلاحات

قرآن حدیث فقہ سیرت

چاروں الفاظ بالکل اسی طرح ٹائپ کریں۔

8. Activity 3 — Joining Letters | حروف ملا کر لفظ بنانا

حروف	مکمل لفظ
ک + ت + ا + ب	**کتاب**

ا + س + ت + ا + د	**استاد**
ط + ا + ل + ب	**طالب**

طالب علم

یہ ترکیب ٹائپ کریں: **طالب علم**

9. Activity 4 — Urdu Sentence | اردو جملہ

یہ میری کتاب ہے۔

جملہ بالکل اسی طرح ٹائپ کریں۔ آخر میں اردو full stop بھی شامل کریں۔

Type the sentence exactly, including the punctuation mark.

10. Urdu Punctuation | اردو علاماتِ تحریر

علامت	نام / استعمال	Use
۔	اختتامیہ / مکمل جملے کے آخر میں	Sentence ending
،	وقفہ / Comma	Short pause
؟	سوالیہ نشان	Question mark
:	قولون	Colon

11. Activity 5 — Question | سوال ٹائپ کریں

آپ کا نام کیا ہے؟

12. Activity 6 — Urdu Accuracy Trainer | اردو Accuracy مشق

علم انسان کے لیے روشنی ہے۔

عبارت بالکل اسی طرح ٹائپ کریں۔ نظام آپ کی Accuracy اور غلطیوں کی تعداد دکھائے گا۔

Accuracy **100%**

Errors **0**

Characters **0**

13. Activity 7 — Multiple Lines | متعدد سطریں

قرآن حدیث فقہ سیرت

ہر لفظ الگ سطر میں لکھیں۔ ہر لفظ کے بعد Enter دبائیں۔

14. Activity 8 — Madrasa Practical Task | مدرسہ کا عملی کام

فرض کریں آپ مدرسہ میں درس کے لیے ایک سادہ heading تیار کررہے ہیں۔ درج ذیل متن بالکل اسی ترتیب سے ٹائپ کریں:

درسِ قرآن جماعت پنجم استاد کا نام تاریخ

15. Good Urdu Typing Habits | اردو ٹائپنگ کی اچھی عادات

Good Practice	درست طریقہ
Check that Urdu keyboard is selected before typing.	ٹائپنگ شروع کرنے سے پہلے دیکھیں کہ Urdu keyboard منتخب ہے۔
Do not repeatedly press Space to align text.	متن کو سیدھا کرنے کے لیے بار بار Space نہ دبائیں۔
Use proper RTL paragraph direction in documents.	Documents میں اردو paragraph کے لیے درست RTL direction استعمال کریں۔
Use Enter for a new paragraph or required line break.	نئے paragraph یا مطلوبہ نئی سطر کے لیے Enter استعمال کریں۔
Proofread Urdu carefully after typing.	ٹائپنگ مکمل ہونے کے بعد اردو عبارت کا املا ضرور چیک کریں۔
Practise regularly instead of trying to type fast immediately.	فوراً تیز رفتار بننے کے بجائے باقاعدگی سے مشق کریں۔

16. Common Beginner Mistakes | ابتدائی عام غلطیاں

Mistake	اصلاح
English keyboard is still selected.	Urdu keyboard منتخب کریں، پھر ٹائپنگ شروع کریں۔
Urdu paragraph appears left-aligned.	Paragraph direction کو RTL اور ضرورت کے مطابق alignment کو Right کریں۔

Too many spaces are used.	عام طور پر دو الفاظ کے درمیان صرف ایک Space کافی ہے۔
Similar letters are confused.	مثلاً ہ، ھ، ح یا ی، ے کو پہچان کر درست حرف استعمال کریں۔
Punctuation is ignored.	۔ ، ؟ جیسی علامات بھی عبارت کا حصہ ہیں؛ انہیں درست جگہ استعمال کریں۔

Urdu Typing Progress | اردو ٹائپنگ کی پیش رفت

0 / 8

Complete all eight activities.

سبق مکمل کرنے کے لیے آٹھوں سرگرمیاں مکمل کریں۔

17. Today's Assignment | آج کا عملی کام

Task	عملی مشق	✓
Switch from English to Urdu keyboard.	English سے Urdu keyboard پر منتقل ہوں۔	☐
Type your name in Urdu.	اپنا نام اردو میں ٹائپ کریں۔	☐
Type the name of your madrasa or institution.	اپنے مدرسہ یا ادارے کا نام اردو میں ٹائپ کریں۔	☐
Type five Islamic Studies terms.	اسلامی مطالعات سے متعلق پانچ اصطلاحات ٹائپ کریں۔	☐
Type three complete Urdu sentences.	تین مکمل اردو جملے ٹائپ کریں۔	☐
Practise Urdu typing for 10 minutes.	دس منٹ اردو ٹائپنگ کی مشق کریں۔	☐

18. Key Vocabulary | اہم اصطلاحات

English	اردو وضاحت
Urdu Keyboard	اردو حروف ٹائپ کرنے کے لیے keyboard layout
Input Language	وہ زبان جس میں keyboard کے ذریعے متن داخل کیا جارہا ہو
RTL	Right-to-Left — دائیں سے بائیں
LTR	Left-to-Right — بائیں سے دائیں

Language Switching	ایک input language سے دوسری زبان پر منتقل ہونا
Punctuation	علاماتِ تحریر، مثلاً ۔ ، ؟
Accuracy	درست ٹائپنگ کی شرح

Lesson 5 ✓ | سبق پنجم

Next Lesson: Arabic Typing & Diacritics | اگلا سبق: عربی ٹائپنگ اور حرکات

Arabic Keyboard • RTL • Arabic Letters • Hamzah Forms • Tāʾ Marbūṭah • Alif Maqṣūrah • Diacritics • Qur'an & Hadith Typing

---

Original publication: https://rewayamag.com/computer-fundamentals-lesson-5-urdu-typing-%d8%a7%d8%b1%d8%af%d9%88-%d9%b9%d8%a7%d8%a6%d9%be%d9%86%da%af/

دریاؤں کا سنگم: تفسیر «روح المعانی» پر ایک تبصرہ

Muhammad Sajid · 2026-10-08 · فکر و نظر | کتاب و تبصرہ

کتاب اور مصنف

روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، از: علامہ شہاب الدین ابو الثناء سید محمود آلوسی بغدادی (۱۲۱۷–۱۲۷۰ھ / ۱۸۰۲–۱۸۵۴ء)۔ عام مطبوعہ نسخوں میں تیس اجزاء۔

«روح المعانی» تفسیری ادب کی اس طویل روایت کا آخری بڑا سنگِ میل ہے جو طبری سے شروع ہو کر زمخشری، رازی، بیضاوی اور ابو السعود تک پہنچتی ہے۔ جدید دور سے پہلے کی اس آخری عظیم جامع تفسیر نے گزشتہ بارہ صدیوں کے علمی سرمایے کو ایک جگہ سمیٹ دیا۔

علامہ آلوسی بغداد کے نامور علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، جس نے بعد میں نعمان خیر الدین آلوسی اور محمود شکری آلوسی جیسے اہلِ علم پیدا کیے۔ آپ ابتداءً شافعی المسلک تھے، پھر بغداد کے حنفی مفتی کے منصب پر فائز ہوئے۔ سلوک میں مولانا خالد شہرزوری نقشبندی سے تعلق معروف ہے۔

تفسیر کی تالیف میں پندرہ برس کے لگ بھگ لگے، اور مشہور روایت کے مطابق بارہویں صدی ہجری کے نصفِ ثانی کے اوائل میں یہ مکمل ہوئی۔ مصنف نے اسے استنبول کے سفر میں عثمانی دربار میں پیش کیا، جس کی روداد ان کے سفرناموں «نشوة الشمول» اور «نشوة المدام» میں محفوظ ہے۔

منہج و اسلوب

آلوسی کا منہج تفسیر بالمأثور اور تفسیر بالرأیِ محمود کا امتزاج ہے۔ شیخ محمد حسین ذہبی نے «التفسیر والمفسرون» میں اسے رائےِ محمود کی تفاسیر میں شمار کیا ہے، اور یہ درجہ بندی مجموعی طور پر درست ہے۔

ہر آیت کے ذیل میں عموماً ایک مرتب ترتیب نظر آتی ہے:

1. لغوی تحقیق اور مفردات کی اشتقاقی بحث۔
2. نحوی ترکیب اور اعراب کے مختلف احتمالات، اکثر ابو حیان اور سمین حلبی کی سطح پر۔
3. بلاغی نکات، جن میں زمخشری اور ابو السعود کا اثر واضح ہے۔
4. متواتر و شاذ قراءات اور ان کی توجیہ۔
5. مأثور روایات، اسبابِ نزول اور اقوالِ صحابہ و تابعین۔
6. فقہی احکام، جن میں مذاہبِ اربعہ کا ذکر اور فقہِ حنفی کی طرف میلان۔
7. کلامی مباحث، جن میں اشاعرہ و ماتریدیہ کی تائید اور معتزلہ و دیگر فرقوں پر رد۔
8. آخر میں «ومن باب الإشارة» کے عنوان سے صوفیانہ نکات۔

اسلوب کے اعتبار سے آلوسی ایک ناقد جامع ہیں، محض ناقل نہیں۔ وہ اقوال نقل کر کے اکثر «والذي أميل إليه» یا «والحق» کہہ کر اپنی ترجیح دیتے ہیں، اور بارہا اپنے بڑوں پر بھی تعقب کرتے ہیں۔ زبان متین اور دقیق ہے، جو مبتدی کے لیے بوجھل مگر منتہی کے لیے لذیذ ہے۔

مصادر و ماخذ

«روح المعانی» کی اصل قوت اس کے مصادر کی وسعت ہے۔ آلوسی کے بنیادی ماخذ یہ نظر آتے ہیں: زمخشری کی «الکشاف»، رازی کی «مفاتیح الغیب»، بیضاوی کی «أنوار التنزیل»، ابو السعود کی «إرشاد العقل السلیم»، ابن عطیہ کی «المحرر الوجیز» اور ابو حیان کی «البحر المحیط»۔

ان کے علاوہ کتبِ حدیث و شروح، لغت کی امہات، نحو کے متون اور صوفیاء کی تصانیف سے بھی کثیر نقول ہیں۔ یوں یہ تفسیر ایک طرح سے پورے تفسیری کتب خانے کا خلاصہ بن جاتی ہے۔

اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ بعض مقامات پر مصنف کی اپنی آواز نقول کے انبار میں دب جاتی ہے۔ محقق قاری کو یہ پہچاننے کے لیے کہ کون سی عبارت آلوسی کی ہے اور کون سی منقول، اکثر اصل مصادر سے موازنہ کرنا پڑتا ہے۔

تفسیرِ اشاری

روح المعانی کا سب سے ممتاز اور سب سے زیادہ زیرِ بحث پہلو اس کا اشاری حصہ ہے۔ ظاہری تفسیر مکمل کرنے کے بعد مصنف «ومن باب الإشارة في الآيات» کے عنوان سے سلوکی و روحانی نکات بیان کرتے ہیں۔

ان کا اہم اصولی موقف یہ ہے کہ اشارہ ظاہرِ معنی کی نفی نہیں کرتا، بلکہ اس پر اضافہ ہے۔ اسی لیے وہ باطنیہ کی اس تاویل کا رد کرتے ہیں جو ظاہرِ شرع کو معطل کردے، اور اشاری تفسیر کو اصل تفسیر سے الگ عنوان میں رکھ کر قاری کو التباس سے بچاتے ہیں۔

ان نکات میں ابن عربی، قشیری اور دیگر صوفیاء کے اقوال بھی آتے ہیں۔ اس حصے کی قدر و قیمت پر اہلِ علم کی رائیں مختلف ہیں: اہلِ تصوف اسے اس تفسیر کی روح قرار دیتے ہیں، جبکہ بعض ناقدین اسے تفسیر کے بجائے ذوقی استنباط مانتے ہیں جس کی حجیت محدود ہے۔

امتیازات

اوّل، جامعیت۔ ایک ہی کتاب میں لغت، نحو، بلاغت، قراءات، فقہ، کلام اور تصوف کا ایسا اجتماع کم دیکھنے میں آتا ہے۔ اسی لیے بعض اہلِ علم اسے ایک تفسیری دائرۃ معارف کہتے ہیں۔

دوم، تنقیدی شعور۔ آلوسی اسرائیلی روایات اور بے بنیاد قصوں پر بالعموم نقد کرتے ہیں اور بعض روایات کے موضوع یا ضعیف ہونے کی صراحت کرتے ہیں۔ یہ وصف انہیں بہت سی متأخر تفاسیر سے ممتاز کرتا ہے۔

سوم، اثر و نفوذ۔ بعد کی تفاسیر، بالخصوص برصغیر کی اردو تفاسیر میں روح المعانی ایک اہم مرجع رہی ہے، مثلاً مفتی محمد شفیع کی «معارف القرآن» میں اس کے حوالے کثرت سے ملتے ہیں۔ دینی مدارس میں منتہی درجے کے طلبہ اور مدرّسین کے لیے یہ ایک بنیادی مطالعاتی کتاب ہے۔

چہارم، اعتدال۔ مصنف عقل اور نقل، ظاہر اور باطن، فقہ اور تصوف کو ایک دوسرے کا حریف نہیں، بلکہ معاون بناکر پیش کرتے ہیں۔

تنقیدی ملاحظات

اوّل، حدیثی تخریج کی کمی۔ آلوسی اکثر روایات کو بغیر سند اور بغیر حکم کے نقل کرتے ہیں، اور بعض جگہ ضعیف بلکہ منکر روایات بھی در آتی ہیں۔ اصولِ حدیث کے معیار پر اس تفسیر کے مرویات کی مستقل تخریج ابھی تک ایک اہم علمی ضرورت ہے۔

دوم، نقول کی کثرت۔ مصادر کی وسعت کا دوسرا رخ یہ ہے کہ بعض مباحث طوالت کا شکار ہو جاتے ہیں، اور بعض اوقات نقل کا حوالہ واضح نہیں ہوتا۔

سوم، کلامی و مسلکی رجحان۔ صفاتِ باری تعالی، توسل اور بعض دیگر مسائل میں مصنف کے موقف کو مختلف مکاتبِ فکر نے مختلف زاویوں سے دیکھا ہے۔ یہ بحث بھی موجود ہے کہ بعض مقامات پر طباعت کے وقت مصنف کے صاحبزادے نعمان آلوسی کی تصرف کا اثر ہے، جس کا حتمی فیصلہ مخطوطات کے موازنے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

چہارم، اشاری حصے کی حدود۔ اگرچہ مصنف نے اشارہ اور تفسیر میں فرق قائم رکھا ہے، تاہم بعض اشارات لفظِ قرآنی سے بہت دور جا پڑتے ہیں اور عام قاری کے لیے اشتباہ کا باعث بن سکتے ہیں۔

پنجم، طباعت کا مسئلہ۔ قدیم بولاقی اور بعد کی اشاعتیں متن کی غلطیوں سے خالی نہیں۔ جدید محقق طبعات نے صورتِ حال بہتر کی ہے، لیکن مخطوطات کی بنیاد پر ایک معیاری تحقیقی اشاعت کی ضرورت باقی ہے۔

مجموعی رائے

«روح المعانی» علمِ تفسیر کی ان چند کتابوں میں سے ہے جن کے بغیر کوئی سنجیدہ تفسیری تحقیق مکمل نہیں ہوتی۔ یہ ایک طرف سابقہ تفاسیر کا نچوڑ ہے اور دوسری طرف ایک ناقد عالم کی اپنی ترجیحات کا آئینہ۔

محقق کے لیے اس کی اصل قدر اس کی لغوی، نحوی اور بلاغی تحقیقات میں ہے۔ البتہ اس کی مرویات کو اصل مصادرِ حدیث سے پرکھے بغیر دلیل بنانا درست نہیں، اور اشاری حصے کو تفسیر کے بجائے ذوقی استنباط کے درجے میں رکھنا چاہیے۔

تجویز: یہ تفسیر منتہی طلبہ، مدرّسین اور محققین کے لیے ناگزیر ہے۔ اردو میں اس کی مرویات کی تخریج کے ساتھ ایک مستند تلخیص یا انتخاب کی تیاری ایک قیمتی علمی خدمت ہوگی۔

Original publication: https://rewayamag.com/%d8%af%d8%b1%db%8c%d8%a7%d8%a4%da%ba-%da%a9%d8%a7-%d8%b3%d9%86%da%af%d9%85-%d8%aa%d9%81%d8%b3%db%8c%d8%b1-%d8%b1%d9%88%d8%ad-%d8%a7%d9%84%d9%85%d8%b9%d8%a7%d9%86%db%8c-%d9%be%d8%b1-%d8%a7/

قرآن سے رہنمائی — درس ششم

حافظ محمد اشرف کریمی · 09-10-2026 · Quranic Studies | قرآن و علومِ قرآن | اسلامی مطالعات | اسلامیات | دعوت و اصلاح | Dawah & Reform | فکر و نظر | قرآن

نفاق: ظاہر اور باطن کا تضاد

سورۃ البقرۃ: آیات 8–16

درس و تشریح: حافظ محمد اشرف کریمی

آج کی آیات

۞وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ۝ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ۝

(سورۃ البقرۃ: 8–16)

ترجمہ

اور لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، حالانکہ وہ ایمان والے نہیں۔ وہ اللہ اور ایمان والوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں، مگر حقیقت میں اپنے آپ ہی کو دھوکا دیتے ہیں اور انہیں شعور نہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے، تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھا دی، اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہیں: ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار! حقیقت میں یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں، لیکن انہیں شعور نہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں تم بھی ایمان لاؤ تو کہتے ہیں: کیا ہم بھی اسی طرح ایمان لائیں جس طرح بے وقوف لوگ ایمان لائے ہیں؟ خبردار! حقیقت میں یہی بے وقوف ہیں، مگر جانتے نہیں۔

اور جب یہ اہلِ ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لائے، اور جب اپنے شیاطین کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف ان کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اللہ ان کے استہزا کا بدلہ دیتا ہے اور انہیں ان کی سرکشی میں مہلت دیتا ہے کہ وہ بھٹکتے رہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی؛ پس نہ ان کی تجارت نے کوئی نفع دیا اور نہ وہ ہدایت پانے والے ہوئے۔

گزشتہ دروس سے تعلق

سورۃ البقرۃ کے آغاز میں قرآن نے تین انسانی رویّے ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ آیات 1–5 میں اہلِ ایمان اور اہلِ تقویٰ کا ذکر ہوا۔ آیات 6–7 میں ان لوگوں کا بیان آیا جو کھلے طور پر حق کا انکار کرتے ہیں۔ اب آیت 8 سے ایک تیسرے گروہ کا ذکر شروع ہوتا ہے: ایسے لوگ جن کی زبان کچھ کہتی ہے اور دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔

کھلا انکار پہچانا جاسکتا ہے، لیکن نفاق کا معاملہ زیادہ خطرناک ہے، کیونکہ اس میں حقیقت ظاہری دعوے کے پردے میں چھپی ہوتی ہے۔

صرف ’’ہم ایمان لائے‘‘ کہنا کافی نہیں

آیت کا آغاز ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ﴾

انہوں نے ایمان کا دعویٰ کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دعوے کی حقیقت کھول دی۔

یہاں ایک بنیادی سبق ہے: **دین صرف دعوے کا نام نہیں۔** زبان کا اقرار اہم ہے، لیکن سچا ایمان دل کے یقین اور عمل کی صداقت کے ساتھ وابستہ ہے۔

انسان لوگوں کے سامنے اپنی شخصیت کا ایک خوب صورت تعارف پیش کرسکتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کا ظاہر اور باطن دونوں موجود ہیں۔

دھوکا آخر کس کو؟

فرمایا:

﴿يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ﴾

منافق سمجھتا ہے کہ اس نے اپنے ظاہر کے ذریعے دوسروں کو دھوکا دے دیا۔ لوگ اسے مسلمان سمجھتے ہیں، اس لیے وہ خود کو کامیاب تصور کرتا ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ حقیقت میں وہ اپنے آپ ہی کو دھوکا دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے کوئی باطن پوشیدہ نہیں۔ انسان دوسروں کو اپنے بارے میں غلط تاثر دے سکتا ہے، لیکن اس تاثر سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی۔

دل بھی بیمار ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ﴾

ان کے دلوں میں بیماری ہے۔

جسم کی طرح دل کی بھی بیماریاں ہیں: شک، حسد، تکبر، بغض، ریا، حق سے نفرت اور خواہشات کی غلامی۔

جسمانی بیماری محسوس ہوجائے تو انسان علاج تلاش کرتا ہے، لیکن دل کی بیماری کا ایک بڑا خطرہ یہ ہے کہ انسان بیمار ہوکر بھی اپنے آپ کو صحیح سمجھتا رہتا ہے۔

اسی لیے دل کا محاسبہ مومن کی مسلسل ضرورت ہے۔

بیماری بڑھتی کیسے ہے؟

فرمایا:

﴿فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا﴾

جب انسان بار بار باطل کو اختیار کرتا اور حق سے منہ موڑتا ہے تو اس کی باطنی بیماری مضبوط ہوتی جاتی ہے۔

گناہ صرف ایک واقعہ نہیں؛ اگر اس پر اصرار ہو تو وہ عادت بنتا ہے، عادت مزاج بن سکتی ہے اور مزاج انسان کے پورے اخلاقی شعور کو بدل سکتا ہے۔

اسی لیے توبہ میں تاخیر خطرناک ہے۔

سب سے خطرناک خود فریبی

جب ان سے کہا گیا:

﴿لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ﴾

زمین میں فساد نہ کرو، تو ان کا جواب تھا:

﴿إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ﴾

ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

یہ نفاق کی نہایت خطرناک کیفیت ہے: انسان غلطی صرف کرتا نہیں بلکہ اسے **اصلاح** سمجھنے لگتا ہے۔

گناہ کرنے والا اگر جانتا ہے کہ میں غلط کررہا ہوں تو اس کے اندر توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔ لیکن جب انسان اپنی خرابی کو خوبی اور فساد کو اصلاح سمجھنے لگے تو مسئلہ کہیں زیادہ گہرا ہوجاتا ہے۔

ہر ''اصلاح'' واقعی اصلاح نہیں

قرآن ہمیں یہ اصول دیتا ہے کہ کسی عمل کو صرف **اصلاح** کہہ دینے سے وہ اصلاح نہیں بن جاتا۔

اصلاح کا معیار اللہ کی ہدایت، حق، عدل اور خیر ہے۔

آج بھی افراد، گروہ اور ادارے اپنے اقدامات کے لیے خوب صورت نام استعمال کرسکتے ہیں۔ اصل سوال نام کا نہیں بلکہ حقیقت کا ہے:

اس عمل کا نتیجہ حق، عدل اور خیر ہے یا فساد؟

اہلِ ایمان کو حقیر سمجھنا

ان سے کہا گیا کہ دوسرے لوگوں کی طرح ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا:

﴿أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ﴾

کیا ہم بھی اسی طرح ایمان لائیں جس طرح یہ بے وقوف ایمان لائے ہیں؟

تکبر انسان کو حق قبول کرنے سے روک سکتا ہے۔ کبھی دلیل میں کوئی کمی نہیں ہوتی؛ مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ انسان حق قبول کرنے والوں کو اپنے سے کمتر سمجھتا ہے۔

قرآن نے جواب دیا:

﴿أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ﴾

اصل بے وقوفی ہدایت قبول کرنے میں نہیں بلکہ ہدایت کو جانتے ہوئے گمراہی اختیار کرنے میں ہے۔

دو مجلسیں، دو چہرے

منافقین کی ایک اور علامت بیان ہوئی:

﴿وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ﴾

اہلِ ایمان کے پاس ایک زبان، اور اپنے ساتھیوں کے پاس دوسری زبان۔

یہ آیت ہمیں اپنے کردار کا جائزہ لینے کی دعوت دیتی ہے۔ کیا ہماری بنیادی اخلاقی شخصیت ہر مجلس میں ایک ہی رہتی ہے؟ یا ہم ہر گروہ کے سامنے ایسا روپ اختیار کرتے ہیں جو اس گروہ کو خوش کرے؟

حکمت کے مطابق گفتگو کا انداز بدلنا اور چیز ہے؛ اصول، وفاداری اور سچائی بدل دینا بالکل دوسری چیز۔

ڈیجیٹل دنیا میں دوہرا کردار

آج انسان کی ایک حقیقی شخصیت اور ایک digital شخصیت بھی ہوسکتی ہے۔ بعض اوقات وہ اپنی حقیقی زندگی میں کچھ اور اور سوشل میڈیا پر بالکل دوسری شخصیت پیش کرتا ہے۔

آن لائن نیکی دکھانا بذاتِ خود غلط نہیں، لیکن اگر انسان کا اصل مقصد صرف لوگوں کے سامنے ایک ایسی دینی یا اخلاقی شخصیت قائم کرنا ہو جو اس کی حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہیں رکھتی، تو اسے اپنے باطن کا محاسبہ کرنا چاہیے۔

سوال یہ نہیں کہ لوگ ہمارے بارے میں کیا سمجھتے ہیں؛ اصل سوال یہ ہے:

اللہ مجھے حقیقت میں کیسا پاتا ہے؟

نفاقِ اعتقادی اور نفاقِ عملی

یہاں ایک اہم علمی فرق سمجھنا ضروری ہے۔ ان آیات کا بنیادی بیان **اعتقادی نفاق** کے بارے میں ہے: ظاہر میں ایمان اور باطن میں کفر۔

اس کے علاوہ احادیث میں بعض اعمال کو **نفاق کی خصلتیں** قرار دیا گیا ہے، جیسے جھوٹ، وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت۔ کسی مسلمان میں ایسی خصلت پائی جائے تو محض اس ایک عمل کی وجہ سے اسے اعتقادی منافق قرار دینا درست نہیں؛ بلکہ اس میں نفاقِ عملی کی ایک خطرناک خصلت پیدا ہوئی ہے جس سے توبہ اور اصلاح ضروری ہے۔

ہدایت بیچ کر گمراہی خریدنا

ان آیات کا اختتام ایک نہایت بلیغ تجارتی مثال پر ہوتا ہے:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ﴾

انسان دنیا میں نفع چاہتا ہے۔ تجارت کا مقصد بھی نفع ہے۔ مگر قرآن ایک ایسی تجارت دکھاتا ہے جس میں انسان نے اپنے پاس موجود سب سے قیمتی امکان—ہدایت—دے کر گمراہی خرید لی۔

ظاہر میں وہ وقتی فائدے حاصل کرسکتا ہے، مگر قرآن کا فیصلہ ہے:

﴿فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ﴾

ان کی تجارت نفع مند نہ ہوئی۔

آیات دوسروں کو تلاش کرنے کے لیے نہیں

نفاق کی آیات پڑھتے وقت سب سے آسان کام یہ ہے کہ ہم سوچنا شروع کردیں کہ یہ صفات کس دوسرے شخص میں پائی جاتی ہیں۔

زیادہ مفید سوال یہ ہے:

ان آیات میں میرے لیے کیا تنبیہ ہے؟

کیا میرے ظاہر اور باطن میں فرق ہے؟ کیا میں لوگوں کے سامنے اپنی حقیقت سے بہتر نظر آنے کی کوشش کرتا ہوں؟ کیا میں اپنی غلطی کو اصلاح کا نام دیتا ہوں؟ کیا میں وعدہ کرکے آسانی سے توڑ دیتا ہوں؟ کیا میرے اصول مجلس بدلنے سے بدل جاتے ہیں؟

قرآن کا مقصد صرف منافقین کی تاریخی تصویر دکھانا نہیں؛ وہ ہمارے دلوں کی تربیت بھی کرتا ہے۔

آج کا عملی سبق

آج اپنی زندگی کے کسی ایک ایسے حصے کا انتخاب کریں جسے صرف اللہ جانتا ہے۔ اپنی خلوت، اپنے موبائل کا استعمال، مالی معاملہ، کسی کے بارے میں دل کا رویّہ یا کوئی پوشیدہ عادت۔

پھر اپنے آپ سے پوچھیے:

اگر میری یہ حالت لوگوں کے سامنے آجائے تو کیا میری ظاہر کردہ شخصیت اور میری اصل شخصیت ایک جیسی نظر آئیں گی؟

جہاں فرق نظر آئے، وہیں سے اصلاح شروع کریں۔

آج کا محاسبہ

کیا میری تنہائی اور مجلس کا کردار ایک ہے؟

کیا میں نے کبھی اپنی غلطی کو خوب صورت نام دے کر درست ثابت کرنے کی کوشش کی؟

کیا میں کسی دینی یا اخلاقی عمل کو صرف لوگوں کی نظر میں اچھا بننے کے لیے کرتا ہوں؟

کیا میری زبان، وعدے اور امانتیں میرے ایمان کی گواہی دیتی ہیں؟

آج کی دعا

اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنَ النِّفَاقِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ الرِّيَاءِ وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ، وَأَصْلِحْ لَنَا سَرَائِرَنَا وَعَلَانِيَتَنَا

اے اللہ! ہم نفاق، ریا اور برے اخلاق سے تیری پناہ مانگتے ہیں، اور تو ہمارے ظاہر اور باطن دونوں کی اصلاح فرما۔

خلاصۂ درس

سورۃ البقرۃ کی آیات 8–16 نفاق کی ایک مکمل نفسیاتی تصویر پیش کرتی ہیں: زبان پر ایمان کا دعویٰ، دل میں بیماری، فساد کو اصلاح سمجھنا، اہلِ ایمان کو حقیر جاننا، مختلف مجلسوں میں مختلف چہرے اختیار کرنا اور بالآخر ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لینا۔

اس پورے بیان کا سب سے اہم عملی سبق یہ ہے کہ مومن اپنی شخصیت کو لوگوں کی نگاہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے دیکھنا سیکھے۔

ایمان کی خوب صورتی یہ ہے کہ انسان کا ظاہر اور باطن ایک دوسرے کی تصدیق کریں۔

مصادر و مراجع

القرآن الكريم، سورة البقرة: 8–16.

الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، تفسير سورة البقرة.

الفراء، معاني القرآن.

البغوي، معالم التنزيل.

ابن عطية، المحرر الوجيز.

القرطبي، الجامع لأحكام القرآن.

ابن كثير، تفسير القرآن العظيم.

ابن عاشور، التحرير والتنوير.

السعدي، تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان.

Original publication: https://rewayamag.com/%d9%82%d8%b1%d8%a2%d9%86-%d8%b3%db%92-%d8%b1%db%81%d9%86%d9%85%d8%a7%d8%a6%db%8c-%d8%af%d8%b1%d8%b3-%d8%b4%d8%b4%d9%85/

حدیث سے زندگی — درس چہارم

حافظ محمد اشرف کریمی · 09-10-2026 · Hadith Studies | حدیث و علومِ حدیث | اسلامی مطالعات | اسلامیات | حدیث | دعوت و اصلاح | Dawah & Reform | فکر و نظر

منافقت کی چار عملی نشانیاں

جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت اور جھگڑے میں حق سے تجاوز

درس و تشریح: حافظ محمد اشرف کریمی

آج کی جامع حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ»

ترجمہ: چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ سب موجود ہوں، اس میں نفاق کی خصلتیں پوری طرح جمع ہوگئیں، اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو، اس میں نفاق کی ایک خصلت موجود رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے: جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو بدعہدی کرے، اور جب جھگڑا کرے تو حق و انصاف کی حد سے گزر جائے۔

حوالہ: صحیح البخاری، کتاب الإیمان، حدیث: 34؛ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، حدیث: 58۔

تین علامات والی حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری صحیح روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ»

ترجمہ: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، اور جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے۔

حوالہ: صحیح البخاری، حدیث: 33؛ صحیح مسلم، حدیث: 59۔

دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں۔ ایک روایت میں تین نمایاں علامات بیان ہوئی ہیں، جبکہ دوسری روایت میں چار خصلتیں ذکر کرکے مسئلے کی مزید وضاحت کردی گئی ہے۔ ان صحیح روایات کو جمع کرنے سے منافقانہ کردار کے اہم عملی مظاہر زیادہ جامع صورت میں سامنے آتے ہیں۔

چوتھی علامت: جھگڑے میں حق سے تجاوز

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ»

یہ نہایت جامع اور ہمارے روزمرہ حالات سے گہرا تعلق رکھنے والا جملہ ہے۔

فجور فی الخصومة کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اختلاف یا جھگڑے میں حق و انصاف کی حدود توڑ دے۔ مقصد حق واضح کرنا نہ رہے بلکہ ہر قیمت پر مخالف کو شکست دینا بن جائے۔ پھر وہ جھوٹ، بہتان، گالی، تحقیر، غلط الزام، حقیقت چھپانے یا دوسرے کی کمزوریاں اچھالنے سے بھی نہ رکے۔

اختلاف نفاق نہیں، بے اصول اختلاف خطرناک ہے

دو انسانوں کا اختلاف ہوجانا بذاتِ خود کوئی منافقانہ خصلت نہیں۔ علمی، فقہی، تجارتی، خاندانی اور انتظامی معاملات میں اختلاف ہوسکتا ہے۔

اصل امتحان اختلاف کے بعد شروع ہوتا ہے۔

کیا میں اپنے مخالف کے بارے میں بھی سچ بولتا ہوں؟ کیا میں اس کی صحیح بات کو صحیح تسلیم کرسکتا ہوں؟ کیا میں اس پر وہ الزام لگانے سے بچتا ہوں جس کا میرے پاس ثبوت نہیں؟ کیا غصہ مجھے انصاف سے باہر لے جاتا ہے؟

قرآن مجید نے یہی اصول دیا:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ﴾

(المائدة: 8)

ترجمہ: کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو، یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

غصے میں کردار کا اصل امتحان

دوستی کی حالت میں اچھے الفاظ استعمال کرنا آسان ہے۔ اصل اخلاق اس وقت سامنے آتا ہے جب انسان ناراض ہو۔

کبھی برسوں کی دوستی ایک اختلاف پر ختم ہوتی ہے اور پھر دونوں فریق ایک دوسرے کے وہ راز ظاہر کرنا شروع کردیتے ہیں جو اعتماد کے زمانے میں انہیں معلوم ہوئے تھے۔

یہ طرزِ عمل صرف تعلق ختم کرنا نہیں؛ امانت، زبان اور انصاف—تینوں کا امتحان ہے۔

مومن اختلاف کرسکتا ہے، لیکن اختلاف اسے اخلاقی حدود سے آزاد نہیں کرتا۔

بحث جیتنے کے لیے جھوٹ

«وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ» کی ایک صورت یہ ہے کہ انسان بحث جیتنے کے لیے ایسی بات مخالف کی طرف منسوب کردے جو اس نے کہی ہی نہیں۔

کبھی کسی کی بات کا آدھا حصہ نقل کیا جاتا ہے اور باقی حصہ چھپا دیا جاتا ہے۔ کبھی عبارت کو سیاق سے الگ کرکے ایسا مفہوم پیدا کیا جاتا ہے جو مصنف کا مقصود نہیں تھا۔ کبھی مخالف کی کمزور ترین بات کو اس کے پورے موقف کی نمائندگی بناکر پیش کیا جاتا ہے۔

یہ علمی دیانت کے خلاف ہے۔

حق کی حمایت باطل طریقے سے نہیں کی جاسکتی۔

سوشل میڈیا کے جھگڑے

آج **«وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ»** کا ایک بڑا میدان سوشل میڈیا ہے۔

ایک اختلاف شروع ہوتا ہے، پھر دلیل پیچھے رہ جاتی ہے اور ذاتی حملے شروع ہوجاتے ہیں۔ پرانی تصاویر، نجی messages، خاندانی معاملات، طنزیہ القاب اور غیر متعلقہ کمزوریاں سامنے لائی جاتی ہیں۔

کبھی انسان سمجھتا ہے کہ چونکہ دوسرا شخص غلط ہے، اس لیے اب اس کے خلاف ہر طریقہ جائز ہے۔

حدیث اس سوچ کو رد کرتی ہے۔

مخالف کی غلطی ہمیں ظلم کا حق نہیں دیتی۔

خاندانی اختلاف میں بھی انصاف

میاں بیوی، بہن بھائی، رشتہ دار یا کاروباری شریک جب ناراض ہوتے ہیں تو بعض اوقات موجودہ اختلاف کے ساتھ برسوں پرانی غلطیاں بھی نکال لاتے ہیں۔

ایک مسئلہ حل کرنے کے بجائے دوسرے انسان کی پوری شخصیت کو کٹہرے میں کھڑا کردیا جاتا ہے۔

اسلام اختلاف کے وقت بھی عدل چاہتا ہے۔ جس معاملے پر اختلاف ہے بات اسی تک محدود رکھی جائے، اور دوسرے کے صحیح پہلو کا انکار محض ناراضی کی وجہ سے نہ کیا جائے۔

علمی اور مذہبی اختلاف میں زیادہ احتیاط

دینی اور علمی اختلاف میں اس حدیث کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے، کیونکہ یہاں انسان اپنی سختی کو کبھی ’’دفاعِ حق‘‘ کا نام دے دیتا ہے۔

غلط موقف کی علمی تردید ضروری ہوسکتی ہے، لیکن علمی رد کے لیے غلط نسبت، تحقیر، نیت خوانی یا غیر ثابت الزام ضروری نہیں۔

محقق کی دیانت یہ ہے کہ مخالف کی بات کو بھی صحیح طور پر نقل کرے، پھر دلیل سے اس کا جائزہ لے۔

اگر مخالف کے پاس کوئی درست دلیل ہو تو اسے صرف اس لیے رد نہ کرے کہ وہ مخالف کی دلیل ہے۔

چار خصلتوں کا باہمی تعلق

اب پوری حدیث کو ایک ساتھ دیکھیے:

بات میں جھوٹ: حقیقت محفوظ نہیں۔

عہد میں غدر: وعدہ محفوظ نہیں۔

امانت میں خیانت: سپرد کی گئی چیز محفوظ نہیں۔

جھگڑے میں فجور: انصاف محفوظ نہیں۔

یوں نفاق کی یہ عملی خصلتیں انسانی اعتماد کے بنیادی ستونوں کو تباہ کرتی ہیں۔

اس کے برعکس مومن کا کردار یہ ہے:

گفتگو میں سچائی، عہد میں وفا، امانت میں دیانت اور اختلاف میں انصاف۔

حدیث کے الفاظ میں ایک بڑی امید

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«حَتَّى يَدَعَهَا»

یہاں تک کہ وہ اس خصلت کو چھوڑ دے۔

یہ الفاظ صرف تنبیہ نہیں بلکہ اصلاح کا دروازہ بھی کھولتے ہیں۔

اگر انسان اپنے اندر جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت یا جھگڑے میں بے اعتدالی پاتا ہے تو اسے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ اسے اس خصلت کو پہچاننا، اس سے توبہ کرنا اور اسے چھوڑنا ہے۔

برائی شخصیت کی مستقل تقدیر نہیں۔ انسان اللہ کی توفیق سے اپنا کردار بدل سکتا ہے۔

آج کا عملی سبق

آج اپنے کسی موجودہ اختلاف کو ذہن میں لائیے۔ پھر اپنے آپ سے پوچھیے:

کیا میں نے مخالف کی بات صحیح نقل کی ہے؟

کیا میں نے اس کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جس کا میرے پاس ثبوت نہیں؟

کیا غصے میں میں نے اس کی کوئی نجی بات ظاہر کردی؟

اگر وہ کسی بات میں درست ہے تو کیا میں اسے تسلیم کرسکتا ہوں؟

اگر کسی مقام پر زیادتی ہوئی ہے تو آج ہی اسے درست کرنا اس حدیث پر عمل ہے۔

آج کا محاسبہ

بات میں سچ؟
عہد میں وفا؟
امانت میں دیانت؟
اختلاف میں انصاف؟

یہ چار سوال روزانہ چند لمحوں میں ہمارے کردار کا ایک مؤثر محاسبہ بن سکتے ہیں۔

آج کی دعا

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا الصِّدْقَ وَالْوَفَاءَ وَالْأَمَانَةَ وَالْعَدْلَ، وَطَهِّرْ قُلُوبَنَا مِنَ النِّفَاقِ، وَأَلْسِنَتَنَا مِنَ الْكَذِبِ، وَخُصُومَاتِنَا مِنَ الظُّلْمِ

اے اللہ! ہمیں سچائی، وفا، امانت اور انصاف عطا فرما، ہمارے دلوں کو نفاق سے، ہماری زبانوں کو جھوٹ سے اور ہمارے اختلافات کو ظلم و زیادتی سے پاک فرما۔

خلاصۂ درس

رسول اللہ ﷺ نے نفاق کی عملی خصلتوں کا ایسا آئینہ ہمارے سامنے رکھا ہے جس میں صرف دوسروں کو نہیں بلکہ سب سے پہلے اپنے آپ کو دیکھنا چاہیے۔

«إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ»

جھوٹ زبان کی دیانت ختم کرتا ہے، غدر عہد کی حرمت توڑتا ہے، خیانت اعتماد کو تباہ کرتی ہے، اور جھگڑے میں فجور انصاف کا دامن چھڑا دیتا ہے۔

اس کے مقابلے میں ایمانی کردار کا خلاصہ چار الفاظ میں کیا جاسکتا ہے:

سچائی — وفا — امانت — انصاف

مصادر و مراجع

القرآن الكريم: سورة البقرة: 8–16؛ سورة المائدة: 8؛ سورة النساء: 58۔
البخاري، الصحيح، كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، حديث: 33–34۔

مسلم بن الحجاج، الصحيح، كتاب الإيمان، باب بيان خصال المنافق، حديث: 58–59.
النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، باب بيان خصال المنافق.
ابن حجر العسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري، باب علامة المنافق.

Original publication: https://rewayamag.com/%d8%ad%d8%af%db%8c%d8%ab-%d8%b3%db%92-%d8%b2%d9%86%d8%af%da%af%db%8c-%d8%af%d8%b1%d8%b3-%da%86%db%81%d8%a7%d8%b1%d9%85/

Computer Fundamentals —Lesson 6
Arabic Typing & Diacritics | عربی ٹائپنگ اور حرکات

حافظ محمد اشرف کریمی · 10-10-2026 · Rewaya Learning | Digital Skills for Madrasa Students & Teachers Studio

Rewaya Learning Studio

Digital Skills for Madrasa Students & Teachers

Course 1: Computer Fundamentals — From Zero

Lesson 6: Arabic Typing & Diacritics | سبق ششم: عربی ٹائپنگ اور حرکات

English	اردو
Level: Beginner	**سطح:** ابتدائی
Estimated Time: 45–60 minutes	**متوقع وقت:** 45–60 منٹ
Main Goal: Practical Arabic typing for Islamic studies.	**بنیادی مقصد:** اسلامی مطالعات کے لیے عملی عربی ٹائپنگ۔

1. Learning Objectives | سبق کے مقاصد

English	اردو
Select and use an Arabic keyboard.	Arabic keyboard منتخب اور استعمال کرسکیں گے۔
Type Arabic from Right to Left.	عربی متن RTL انداز میں ٹائپ کرسکیں گے۔
Distinguish important Arabic letter forms.	عربی کے اہم مشابہ حروف اور صورتوں میں فرق کرسکیں گے۔
Type basic Arabic diacritics.	بنیادی عربی حرکات ٹائپ کرسکیں گے۔
Type simple scholarly Arabic text.	سادہ علمی عربی عبارت ٹائپ کرسکیں گے۔
Understand the need to verify Qur'anic text.	قرآنی متن کی تصدیق کی ضرورت سمجھ سکیں گے۔

2. Arabic and RTL | عربی اور RTL

As with Urdu, type letters normally. The **Right to Left (RTL)** Arabic is written from .computer handles their visual direction and joining

عربی بھی اردو کی طرح **دائیں سے بائیں** لکھی جاتی ہے۔ حروف معمول کے مطابق ٹائپ کریں؛ کمپیوٹر ان کی سمت اور باہمی اتصال کو خود ترتیب دیتا ہے۔

3. Add the Arabic Keyboard | عربی کی بورڈ شامل کریں

Windows

Add Arabic if needed and **Settings → Time & language → Language & region** Open .select the required Arabic keyboard layout

Settings میں Language options کھولیں، Arabic شامل کریں، اور مطلوبہ Arabic keyboard layout منتخب کریں۔

macOS

and add an Arabic input **System Settings → Keyboard → Text Input → Edit** Open .source

System Settings میں Keyboard اور Text Input کھول کر Arabic input source شامل کریں۔

Phone / Tablet

Open the keyboard's language settings and add Arabic. Use the Globe or language .key to switch keyboards

Keyboard settings میں Arabic شامل کریں، پھر Globe یا Language key سے زبان تبدیل کریں۔

Important: Arabic keyboard layouts can differ slightly. Learn the layout installed .on the device you actually use

اہم: مختلف devices میں Arabic keyboard layouts میں کچھ فرق ہوسکتا ہے۔ اسی layout کی مشق کریں جو آپ کے اصل device پر نصب ہے۔

4. Arabic Letters | عربی حروف

ا

ب

ت

ث

ج

ح

خ

د

ذ

ر

ز

س

ش

ص

ض

ط

ظ

ع

غ

ف

ق

ك

ل

م

ن

ه

و

ي

5. Important Arabic Letter Forms | اہم عربی حروف اور صورتیں

حرف	مثال	وضاحت
أ	أحمد	ہمزہ اوپر والے الف کی مثال۔
إ	إسلام	ہمزہ نیچے والے الف کی مثال۔
آ	آدم	الفِ ممدودہ۔
ء	شيء	مستقل ہمزہ۔
ؤ	مؤمن	واو پر ہمزہ۔
ئ	سُئِلَ	یاء کی کرسی پر ہمزہ۔
ة	مدرسة	تاء مربوطہ؛ اسے عام ہ سے الگ پہچانیں۔
ى	موسى	الف مقصورہ؛ اسے ي سے الگ پہچانیں۔

ي	علي	عربی یاء۔

6. Activity 1 — Simple Arabic Words | آسان عربی الفاظ

كتاب علم طالب

تینوں عربی الفاظ بالکل اسی ترتیب سے ٹائپ کریں۔

Type the three Arabic words exactly as shown.

7. Activity 2 — Hamzah Forms | ہمزہ کی صورتیں

أحمد إسلام مؤمن

ہمزہ کی مختلف صورتوں پر توجہ دیتے ہوئے عبارت ٹائپ کریں۔

8. Activity 3 — ة / ه and ى / ي

مدرسة مكة موسى علي

خصوصاً **ة، ه، ى، ي** کی درست صورت پر توجہ دیں۔

9. Arabic Diacritics | عربی حرکات

علامت	نام	مثال	اردو وضاحت
◌َ	الفتحة	كَ	زبر / فتحہ
◌ِ	الكسرة	كِ	زیر / کسرہ
◌ُ	الضمة	كُ	پیش / ضمہ
◌ْ	السكون	كْ	سکون / جزم
◌ّ	الشدة	كّ	تشدید
◌ً	تنوين الفتح	كِتابًا	دو زبر
◌ٍ	تنوين الكسر	كتابٍ	دو زیر
◌ٌ	تنوين الضم	كتابٌ	دو پیش

The exact physical keys used for diacritics depend on the Arabic keyboard layout and operating system. Learn them by using the on-screen keyboard or keyboard viewer on your own device.

حرکات کے لیے استعمال ہونے والی physical keys مختلف Arabic layouts میں مختلف ہوسکتی ہیں۔ اپنے device کے on-screen keyboard یا keyboard viewer سے ان کی جگہ پہچانیں۔

10. Activity 4 — Type the Diacritics | حرکات ٹائپ کریں

عِلْمٌ

لفظ کو حرکات سمیت بالکل اسی طرح ٹائپ کریں۔

11. Activity 5 — Shaddah | تشدید

مُحَمَّدٌ

فتحہ، ضمہ، تشدید اور تنوین پر خاص توجہ دیتے ہوئے نام ٹائپ کریں۔

12. Arabic Punctuation | عربی علاماتِ تحریر

علامت	الاسم	استعمال
،	الفاصلة	مختصر وقفے کے لیے۔
؛	الفاصلة المنقوطة	Semicolon کے طور پر۔
؟	علامة الاستفهام	سوال کے آخر میں۔
:	النقطتان	وضاحت یا فہرست وغیرہ سے پہلے۔
.	النقطة	جملے کے اختتام پر جدید عربی تحریر میں مستعمل۔

13. Activity 6 — Arabic Sentence | عربی جملہ

العلم نور.

جملہ اور آخر کی علامت بالکل اسی طرح ٹائپ کریں۔

14. Activity 7 — Arabic Accuracy Trainer | عربی Accuracy مشق

طلب العلم نافع.

عبارت کو بعینہٖ نقل کریں۔ نظام Accuracy اور errors دکھائے گا۔

Accuracy **100%**

Errors **0**

Characters **0**

15. Qur'anic Text: A Special Rule | قرآنی متن: ایک اہم اصول

اہم علمی اصول: قرآن مجید کی آیت کو صرف حافظے سے ٹائپ کرکے اسے اشاعت کے لیے مستند متن نہ سمجھیں۔ کتاب، مضمون، handout، website یا social-media post میں قرآنی متن شائع کرنے سے پہلے اسے معتبر مصحف یا قابلِ اعتماد digital Qur'an source سے ضرور verify کریں۔

Scholarly Rule: Typing an ayah from memory is not sufficient verification for publication. Before publishing Qur'anic text in a book, article, website, handout or post, verify it against a reliable Mushaf or trusted digital Qur'an source.

Typing Practice	Publication	فرق
You may practise Arabic typing manually.	Qur'anic wording must be verified before publication.	مشق اور مستند اشاعت ایک ہی چیز نہیں ہیں۔
Minor typing mistakes are part of learning.	Errors in Qur'anic quotations must be corrected before publishing.	مشق میں غلطی سیکھنے کا حصہ ہے، مگر شائع شدہ قرآنی متن کی صحت ضروری ہے۔

16. Hadith Typing | حدیث کی ٹائپنگ

حدیث کا عربی متن ٹائپ کرتے وقت بھی اصل مصدر سے مقابلہ کرنا علمی امانت کا حصہ ہے۔ خصوصاً کسی روایت کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرکے شائع کرتے وقت متن، حوالہ اور روایت کی صحت الگ الگ علمی امور ہیں۔

Hadith text should also be checked against its source. Correct typing, accurate citation and hadith authenticity are related but distinct scholarly issues.

17. Activity 8 — Scholarly Arabic Task | علمی عربی عملی مشق

فرض کریں آپ عربی علمی نوٹ تیار کررہے ہیں۔ درج ذیل عبارت کو سطروں سمیت بعینہٖ ٹائپ کریں:

دَرْسُ الْحَدِيثِ كتاب العلم الباب الأول العلم نور.

18. Arabic and Urdu Characters Are Not Always Identical | عربی اور اردو حروف ہمیشہ یکساں نہیں

Arabic	Urdu/Persian Form	اہمیت
ك	ک	دونوں دیکھنے میں متعلق ہیں لیکن computer text میں الگ Unicode characters ہوسکتے ہیں۔
ي	ی	Arabic Yeh اور Urdu/Farsi Yeh digital طور پر الگ characters ہوسکتے ہیں۔
ه	ہ	عربی اور اردو میں استعمال ہونے والی بعض Heh forms الگ ہوسکتی ہیں۔

یہ فرق کیوں اہم ہے؟ غلط keyboard سے عربی متن ٹائپ کرنے پر عبارت بظاہر درست نظر آسکتی ہے، لیکن search، indexing، copy/paste، digital libraries اور بعض fonts میں مسائل پیدا ہوسکتے ہیں۔ عربی متن کے لیے Arabic keyboard اور اردو متن کے لیے Urdu keyboard استعمال کرنے کی عادت بنائیں۔

This distinction matters for searching, indexing, copying, digital libraries and text processing. Use an Arabic keyboard for Arabic and an Urdu keyboard for Urdu whenever practical.

19. Good Arabic Typing Habits | عربی ٹائپنگ کی اچھی عادات

Good Practice	درست طریقہ
Select Arabic input before typing Arabic.	عربی عبارت سے پہلے Arabic keyboard منتخب کریں۔
Use proper RTL paragraph direction.	عربی paragraph کو RTL رکھیں۔
Distinguish ة from ہ and ی from ي.	ة اور ہ، نیز ی اور ي میں فرق کا خیال رکھیں۔
Add diacritics only where required.	ضرورت کے مطابق حرکات استعمال کریں؛ بلا ضرورت ہر عبارت پر مکمل اعراب ضروری نہیں۔
Proofread scholarly quotations against the source.	علمی اقتباس کو اصل مصدر سے ضرور مقابلہ کریں۔
Verify Qur'anic text before publication.	قرآنی متن شائع کرنے سے پہلے لازماً تصدیق کریں۔

Arabic Typing Progress | عربی ٹائپنگ کی پیش رفت

0 / 8

Complete all eight activities.

سبق مکمل کرنے کے لیے آٹھوں سرگرمیاں مکمل کریں۔

20. Today's Assignment | آج کا عملی کام

✓	عملی مشق	Task
☐	Arabic keyboard شامل یا منتخب کریں۔	Add or select an Arabic keyboard.

Switch English → Urdu → Arabic → English.	English → Urdu → Arabic → English کے درمیان زبان تبدیل کریں۔	☐
Type ten Arabic words.	دس عربی الفاظ ٹائپ کریں۔	☐
Type أ، إ، آ، ؤ، ئ، ة، ى، ي.	ان اہم عربی حروف کی الگ الگ مشق کریں۔	☐
Type the basic diacritics.	فتحہ، کسرہ، ضمہ، سکون، تشدید اور تنوین کی مشق کریں۔	☐
Type a two-line Arabic heading.	دو سطروں پر مشتمل عربی عنوان ٹائپ کریں۔	☐

21. Key Vocabulary | اہم اصطلاحات

English	العربية	اردو
Arabic Keyboard	لوحة المفاتيح العربية	عربی کی بورڈ
Diacritics	الحركات / التشكيل	حرکات / اعراب
Fathah	الفتحة	زبر
Kasrah	الكسرة	زیر
Dammah	الضمة	پیش
Sukun	السكون	سکون / جزم
Shaddah	الشدة	تشدید
Verification	التحقق / المراجعة	تصدیق / مقابلہ

✓ Lesson 6 | سبق ششم

Next Lesson: Multilingual Typing & Language Switching

اگلا سبق: کثیر لسانی ٹائپنگ اور زبانوں کی تبدیلی

English + Urdu + Arabic • Language Switching • RTL/LTR • Mixed Documents • Copy Paste • Common Errors • Practical Madrasa Exercise &

Original publication: https://rewayamag.com/computer-fundamentals-lesson-6-arabic-typing-diacritics-%d8%b9%d8%b1%d8%a8%db%8c-%d9%b9%d8%a7%d8%a6%d9%be%d9%86%da%af-%d8%a7%d9%88%d8%b1-%d8%ad%d8%b1/

ثقہ راویوں کی مخالفت سے عللِ حدیث کی شناخت — قسط اول

حافظ محمد اشرف کریمی · 10-10-2026 · Hadith Studies | حدیث و علومِ حدیث | اسلامیات | عالمی علمی تحقیقات

ثقہ راویوں کی مخالفت سے عللِ حدیث کی شناخت: اہلِ سنت اور امامیہ کے مناہج کا تقابلی مطالعہ
قسط اول: تعارف، منہجِ تحقیق اور مخالفت کے ذریعے تعلیل کا مفہوم اصل مصنف: ایاد عودہ علیوی اردو پیش کش: روایہ — عالمی علمی تحقیقات اصل ماخذ: مجلة الشرق الأوسط للدراسات القانونية والفقهية، جلد ٦، شمارہ ٣، ٢٠٢٦ء، صفحات ٣٣١–٣٥٧۔ تمہید علمِ حدیث کی تاریخ میں محدثین نے روایات کی صحت و ضعف جانچنے کے لیے نہایت دقیق اور منظم اصول مرتب کیے۔ ان میں علمِ علل کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ اس کے ذریعے ایسی مخفی غلطیوں کی شناخت ہوتی ہے جو حدیث کی سند یا متن کے ابتدائی مطالعے سے واضح نہیں ہوتیں۔ کسی روایت کی سند میں تمام راویوں کا بظاہر قابلِ اعتماد ہونا اس بات کی قطعی ضمانت نہیں کہ روایت ہر قسم کی غلطی سے محفوظ ہے۔ ثقہ راوی سے بھی وہم، نسیان یا نقل میں غلطی واقع ہوسکتی ہے۔ اسی لیے ناقدینِ حدیث ایک روایت کے مختلف طرق جمع کرتے، راویوں کے مراتب کا تقابل کرتے اور ان کے درمیان موجود اختلافات کا جائزہ لیتے ہیں۔ ایاد عودہ علیوی کا مقالہ اسی اہم حدیثی مسئلے، یعنی ثقہ راویوں کی مخالفت کے ذریعے عللِ حدیث کی شناخت، کا تقابلی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اس میں اہلِ سنت اور امامیہ کے حدیثی و اصولی مصادر کی روشنی میں مخالفت کے مفہوم، اہمیت، اقسام، شرائط اور دونوں مکاتب کے مشترک و مختلف مناہج کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مسئلۂ تحقیق اور مقاصد اس تحقیق کا بنیادی سوال یہ ہے کہ ثقہ راویوں کے درمیان اختلاف کب حدیث کی صحت پر اثرانداز ہوتا ہے اور مختلف حدیثی مکاتب اس اختلاف کی بنیاد پر روایت کے قبول یا رد کا فیصلہ کن اصول کس طرح متعین کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے اصل مقالے میں مخالفت کے ذریعے تعلیل کا مفہوم واضح کیا گیا ہے، اس کی بنیادی صورتیں بیان کی گئی ہیں، دونوں مکاتب کے متعلقہ اصولوں کا تقابل کیا گیا ہے اور ان اصولوں کے اطلاق میں موجود اشتراک اور اختلاف کو نمایاں کیا گیا ہے۔ منہجِ تحقیق اصل مصنف نے توصیفی، تحلیلی اور تقابلی منہج اختیار کیا ہے۔ اس کے تحت اہلِ سنت اور امامیہ کے حدیثی و اصولی مصادر سے متعلقہ اقوال جمع کرکے ان کا تقابل کیا گیا ہے۔ یہ طریقۂ تحقیق ایک اہم امتیاز کا متقاضی ہے: کسی مکتب کے اصولی عالم کا بیان کردہ قاعدہ اور اس کے محدثین کے عملی نقدی فیصلے لازماً ایک ہی نوعیت کے نہیں ہوتے۔ چنانچہ اصولی اقوال کے ساتھ ان کی حدیثی تطبیقات کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ مخالفت کے ذریعے تعلیل کا مفہوم مخالفت کے ذریعے تعلیل سے مراد حدیثی نقد کا وہ طریقہ ہے جس میں کسی روایت کو اس کے دوسرے طرق اور معتبر روایات کے مقابل رکھ کر اختلاف کی حقیقت اور اس کے اثرات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ جب کوئی ثقہ راوی کسی حدیث کو ایک انداز سے نقل کرے اور دوسرے ثقہ راوی اسی حدیث کو مختلف سند یا متن کے ساتھ بیان کریں تو ناقد کے سامنے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون سی روایت زیادہ محفوظ ہے اور کیا اس اختلاف میں کسی راوی سے غلطی واقع ہوئی ہے۔ یہاں دو امور میں فرق ضروری ہے: اختلاف کا ثابت ہونا اور علتِ قادحہ کا ثابت ہونا۔ ہر اختلاف حدیث کی صحت کو متاثر نہیں کرتا۔ بعض اختلافات قابلِ جمع ہوتے ہیں، بعض روایت بالمعنی کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں اور بعض میں متعدد واقعات یا مختلف مجالسِ روایت کا احتمال ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بعض اختلافات ایسے ہوتے ہیں جن میں متعلقہ شواہد کسی مخصوص راوی کے وہم یا غلطی پر دلالت کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں

مخالفت، روایت کی تعلیل کا سبب بن سکتی ہے۔ علمِ علل میں مخالفت کی اہمیت علمِ علل کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں صرف سند کے ظاہری اتصال یا راویوں کی عمومی ثقاہت پر اکتفا نہیں کیا جاتا، بلکہ روایت کے مختلف طرق، راویوں کے باہمی اختلافات اور متعلقہ قرائن کی تحقیق کی جاتی ہے۔ اس عمل میں راوی کا حفظ، اپنے شیخ سے اختصاص، روایت کے دوسرے طرق سے موافقت اور سند یا متن میں ہونے والی تبدیلیاں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ مخالفت کے ذریعے تعلیل کا بنیادی مقصد محض کسی روایت کو ضعیف ثابت کرنا نہیں، بلکہ روایت کی محفوظ صورت کو پہچاننا اور حدیثی نقل میں واقع ہونے والی غلطی کی نوعیت متعین کرنا ہے۔ اہلِ سنت اور امامیہ کے مناہج کا ابتدائی تعارف اصل مقالے میں دونوں مکاتب کے مصادر کی روشنی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ روایت کی تحقیق، راوی کی وثاقت اور متعارض روایات کے درمیان ترجیح دونوں علمی روایتوں میں اہم موضوعات ہیں۔ تاہم دونوں کے ہاں قبولِ روایت کے بعض اصول، مصادرِ استدلال اور ترجیح کے معیارات مختلف ہیں۔ ان اختلافات کو سمجھتے وقت علمِ علل، اصولِ فقہ اور تعارضِ اخبار کے مباحث کو ایک دوسرے سے الگ رکھنا ضروری ہے۔ کسی روایت کا سندی اعتبار سے معلول ہونا اور اس کا کسی فقہی یا اصولی قاعدے سے بظاہر مختلف ہونا دو الگ تحقیقی مسائل ہیں، اگرچہ بعض مواقع پر ان کے درمیان تعلق پیدا ہوسکتا ہے۔ روایہ کی تحقیقی تعلیقات تعلیق ۱ — ثقاہت اور صحتِ روایت: راوی کا ثقہ ہونا اس کی ہر منفرد روایت کی صحت کو لازم نہیں کرتا۔ ثقہ راوی سے مخصوص روایت میں غلطی واقع ہوسکتی ہے۔ تعلیق ۲ — مخالفت اور شذوذ: محض مخالفت کو شذوذ یا علتِ قادحہ قرار دینا درست نہیں۔ اس کے لیے راویوں کے مراتب اور متعلقہ نقدی قرائن کی تحقیق ضروری ہے۔ تعلیق ۳ — علمِ علل کی خصوصیت: علمِ علل کا تعلق ایسی مخفی غلطیوں کی شناخت سے بھی ہے جو بظاہر صحیح اسانید میں موجود ہوں۔ ہر واضح سندی ضعف کو اصطلاحی علتِ خفیہ نہیں کہا جاتا۔ تعلیق ۴ — تقابلی مطالعے کی حدود: اہلِ سنت اور امامیہ کے مناہج کا تقابل کرتے ہوئے کسی ایک عالم کے موقف کو پورے مکتب کا غیر مشروط نمائندہ قرار نہیں دینا چاہیے۔ حاصلِ بحث مخالفت کے ذریعے تعلیل حدیثی نقد کا ایک اہم اور دقیق طریقہ ہے۔ اس میں کسی روایت کی صحت کا فیصلہ محض راویوں کی عمومی ثقاہت یا ان کی تعداد کی بنیاد پر نہیں ہوتا، بلکہ روایت کے مختلف طرق اور متعلقہ شواہد کے جامع مطالعے سے کیا جاتا ہے۔ یہی اصول علمِ علل کی علمی گہرائی کو واضح کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ محدثین کے نزدیک روایت کی حفاظت میں نقل کے ساتھ تنقیدی تحقیق بھی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اصل مقالہ: عليوي، إياد عودة. (2026). منهج المحدثين في كشف العلل بمخالفة الثقات: دراسة مقارنة. مجلة الشرق الأوسط للدراسات القانونية والفقهية، 6(3)، 331–357. DOI: https://doi.org/10.56961/mejljs.v6i3.1649

وضاحت: یہ اصل عربی مقالے کے ابتدائی مباحث (صفحات ۳۳۱–۳۳۷) کا توضیحی اردو خلاصہ اور تحقیقی مطالعہ ہے، مکمل لفظی ترجمہ نہیں۔ روایہ کی تعلیقات مستقل مدیرانہ توضیحات ہیں۔ اصل مقالے کا انتساب اور ماخذ برقرار رکھا گیا ہے۔

Original publication: https://rewayamag.com/hadith-defects-contradiction-part-1/

ادائیگیِ قرض کی دعا: ایک تخریجی و تحقیقی مطالعہ

Hafiz Bilal Ashraf Azami · 2026-10-11 · Hadith Studies | حدیث و علومِ حدیث | اسلامیات | تحقیق و تنقید | تحقیقی مقالات | Research Articles

حافظ بلال اشرف اعظمی

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن، أخبرنا يحيى بن حسان، أخبرنا أبو معاوية، عن عبد الرحمن بن إسحاق، عن سيار، عن أبي وائل، عن علي رضي الله عنه أن مكاتباً جاءه فقال: إني قد عجزت عن كتابتي فأعني، قال: ألا أعلمك كلمات علمنيهن رسول الله ﷺ؟ لو كان عليك مثل جبل صبير دينا أداه الله عنك، قال: قل: ((اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ))[1]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک مکاتب غلام آیا اور اس نے کہا: میں مال معین کی ادائیگی سے عاجز و بے بس ہوگیا ہوں، میری مدد کیجئے، آپ نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھاؤں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائے تھے؟ اگر تجھ پر صبیر پہاڑ کے برابر قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی تجھ سے چکا دے گا، آپ نے فرمایا: کہو: ((اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ)) ”اے اللہ! مجھے حلال کے ذریعے حرام سے بے نیاز کردے اور مجھے اپنے فضل سے اپنے غیر سے بے پروا کردے۔“

اس کی سند حسن ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

امام ترمذی رحمہ اللہ (م: 279ھ) اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: ”هذا حديث حسن غريب“ [2]

امام نووی، محمد بن عبد الواحد المقدسی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، محمد بن مفلح المقدسی، ابو الفتح محمد بن علی، عبد العظیم المنذری، ابو الفضل زین الدین العراقی اور محمد بن علی الشوکانی نے اس حدیث کو اپنی کتب میں درج فرمایا ہے اور امام ترمذی کی تحسین کو برقرار رکھا ہے۔ [3]

امام حاکم رحمہ اللہ نے فرمایا: ”هذا حديث صحيح الإسناد“ [4]

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”نتائج الأفكار“ میں فرمایا: ”حديث حسن غريب“ [5]

حافظ ابو الفضل زین الدین العراقی رحمہ اللہ (م: 806ھ) نے فرمایا: ”هذا حديث حسن“ [6]

تنبیہ: ..... حافظ العراقی رحمہ اللہ کو راوی کی تعیین میں غلطی لگی ہے جیسا کہ کتاب کے محقق نے تنبیہ کی ہے۔

دور جدید کے محققین میں سے علامہ البانی رحمہ اللہ اور حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ [7]

نوٹ: ..... یہ حقیقت ہے کہ کوئی انسان سہو سے محفوظ نہیں ہے۔ سبحان ھو لا یسھو ولا ینسی۔ لیکن اس حدیث کے بارے میں محقق العصر مولانا حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی طرف سہو کی نسبت درست معلوم نہیں ہوتی۔ واللہ أعلم بحقیقة الحال۔

اس حدیث کی سند میں مشہور ضعیف راوی ابو شیبہ عبد الرحمن بن اسحاق الانصاری، الکوفی الواسطی نہیں ہے بلکہ عبد الرحمن بن اسحاق القرشی المدنی ہے جو ثقہ عند الجمہور ہے، جس کی دو دلیلیں درج ذیل ہیں:

1: ..... مسند الإمام أحمد، المستدرک علی الصحیحین اور الأحادیث المختارة [8] میں عبد الرحمن بن اسحاق کے بعد "القرشی" کی وضاحت موجود ہے۔

2: ..... محدثین کی تصریح و تحسین سے راوی کا تعین ہوگیا ہے، یعنی محدثین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، بلکہ میرے علم کے مطابق کسی بھی محدث نے اس حدیث کو ضعیف قرار نہیں دیا، یعنی اس کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے۔

امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واتفاق أهل الحديث على شيء يكون حجة"[9]

"محدثین کا کسی مسئلے میں اتفاق کرلینا حجت ہوتا ہے۔"

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إذا اجتمع أهل الحديث على تصحيح حديث لم يكن إلا صدقاً".

"جب تمام محدثین کسی حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق کرلیں تو ان کا موقف سچ ہی ہوتا ہے۔" [10]

اگر اس کی سند میں مشہور ضعیف راوی "عبد الرحمن بن اسحاق الانصاری الواسطی" ہوتا تو محدثین ضرور اس کے بارے میں بیان کردیتے، پس محدثین کا اس حدیث کو صحیح قرار دینا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ عند المحدثین اس سند میں ثقہ عند الجمہور "عبد الرحمن بن اسحاق القرشی المدنی" ہے، یعنی محدثین کی تصحیح اور تحسین راوی کے تعین میں مدد اور معاون ہے۔ [11]

ثابت ہوا کہ اس حدیث کی سند میں عبد الرحمن بن اسحاق سے مراد عبد الرحمن بن اسحاق القرشی المدنی ہے جو کہ ثقہ ہے۔ والحمد للہ علی ذلك۔

چند اعتراضات کا جواب:

اعتراض نمبر 1: ..... عبد الرحمن بن اسحاق الانصاری الکوفی کے استادوں میں سیار ابی الحکم کا نام ملتا ہے، جب کہ عبد الرحمن بن اسحاق القرشی المدنی کے استادوں میں سیار ابی الحکم کا تذکرہ نہیں ہے، جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ یہ عبد الرحمن بن اسحاق الانصاری الکوفی ہے، جو جمہور کے نزدیک ضعیف الحدیث ہے۔

جواب: ..... اس شبہ کے پیدا ہونے کی دو وجہیں ہیں:

1: ..... یہ دونوں راوی ایک ہی طبقہ کے ہیں۔

2: ..... غالباً معترض نے صرف تھذیب التھذیب لابن حجر کو سامنے رکھا ہے، حالاں کہ جس طرح تھذیب التھذیب [12] میں ابن اسحاق الانصاری الکوفی کے اساتذہ میں سیار ابی الحکم کا نام ملتا ہے اور ابن اسحاق القرشی المدنی کے اساتذہ میں سیار ابی الحکم کا تذکرہ نہیں ہے، بالکل اسی طرح الجرح والتعدیل لابن أبي حاتم [13] میں ابن اسحاق القرشی المدنی کے اساتذہ میں سیار ابی الحکم کا نام ملتا ہے اور ابن اسحاق الانصاری الکوفی کے اساتذہ میں سے سیار ابی الحکم کا تذکرہ نہیں ہے، پس معلوم ہوا کہ دونوں رواۃ (ابن اسحاق الکوفی اور ابن اسحاق القرشی المدنی) کے اساتذہ میں سیار ابی الحکم کا تذکرہ موجود ہے۔

بقول الدکتور بشار عواد ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمن المزی رحمہ اللہ (م: 742ھ) نے ابن اسحاق المدنی کے اساتذہ میں سیار ابی الحکم کے ذکر کو امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ (المتوفی: 327) کا وہم قرار دیا ہے۔ [14]

لیکن امام مزی رحمہ اللہ کا یہ دعویٰ چند وجوہات کی بنا پر درست معلوم نہیں ہوتا:

1: امام مزی رحمہ اللہ اس دعویٰ میں منفرد ہیں، جب کہ دیگر محدثین نے امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی تائید کی ہے۔ [15]

2: دعویٰ کسی معتبر دلیل پر قائم نہیں ہے، لہٰذا اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

3: امام مزی متاخرین ائمہ حدیث میں سے ہیں، بلا دلیل ان کی بات قابل التفات نہیں ہوسکتی۔

4: اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔ [16]

اعتراض نمبر 2: ..... عبد الرحمن بن اسحاق الانصاری الکوفی کے شاگردوں میں ابو معاویہ الضریر الکوفی کا نام ملتا ہے جب کہ عبد الرحمن بن اسحاق القرشی المدنی کے شاگردوں میں ابو معاویہ الضریر الکوفی کا تذکرہ نہیں ہے۔

جواب: ..... ابن اسحاق القرشی المدنی اور ابو معاویہ الضریر کا زمانہ ایک ہے اور سماع ولقاء ممکن ہے، نیز کسی محدث نے دونوں کے سماع ولقاء کا انکار نہیں کیا اور یہی بات صحت سند کے لیے کافی ہے بلکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس اصول پر محدثین کرام رحمہم اللہ کا اجماع نقل کیا ہے کہ غیر مدلس راوی بصیغہ "عن" روایت کرے اور اپنے شیخ سے اس کا سماع ولقاء کی دلیل سے اگرچہ ثابت نہ ہو بلکہ امکان لقاء ہو تو روایت اتصال پر محمول ہوگی۔ [17]

لہٰذا ابو معاویہ کی ابن اسحاق القرشی المدنی سے روایت صحیح ہے اور شاگردوں میں ابو معاویہ کا تذکرہ نہ ملنا قطعاً مضر نہیں اور ویسے بھی کتب رجال وتراجم میں ایک راوی کے تمام اساتذہ اور تمام تلامذہ کا تذکرہ ناممکن ومحال ہے۔ محقق العصر حضرت مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

"کسی بھی راوی کے تمام شیوخ واساتذہ کا متداول کتب میں استیعاب نہیں اور نہ ہی ان کے مؤلفین نے اس کی صراحت کی ہے۔" [18]

پس محدثین کی تصحیح اور عبد الرحمن بن اسحاق کے ساتھ "القرشی" کی وضاحت کے بعد اس اعتراض کی کیا وقعت رہ جاتی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ متعدد محدثین نے عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی کے شاگردوں میں ابو معاویہ الضریر کا تذکرہ کیا ہے، لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ابو معاویہ الضریر کا سماع ابن اسحاق المدنی سے قطعاً نہیں ہے، بالکل درست نہیں ہے اور معترض صاحب فارسی کے اس مصرع کا مصداق بنے ہوئے ہیں:

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

فائدہ: ..... عبد الرحمن بن اسحاق القرشی المدنی کے تلامذہ میں کوفی اصحاب بھی شامل ہیں، دو کوفی تلامذہ درج ذیل ہیں:

1: ابو معاویہ محمد بن خازم الضریر الکوفی

2: ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الفزاری الکوفی

اعتراض نمبر 3: ..... عبد الرحمن بن اسحاق کے بعد "القرشی" کی وضاحت کسی راوی کا وہم ہے۔

جواب: ..... عبد الرحمن بن اسحاق کے بعد القرشی کی وضاحت کو کسی راوی کا وہم قرار دینا ایک خیالی اندازے کے سوا کچھ نہیں ہے، کیوں کہ ابو معاویہ الضریر کے دو شاگردوں یحییٰ بن یحییٰ التمیمی اور ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر الکوفی نے ابن اسحاق کے بعد القرشی کی وضاحت کو ذکر کیا ہے۔ [19]

اعتراض نمبر 4: ..... کئی محدثین نے عبد الرحمن بن اسحاق الانصاری الکوفی کو بھی القرشی قرار دیا ہے۔ [20]

لہٰذا عبد الرحمن بن اسحاق کے ساتھ القرشی کی نسبت آنے سے اس کا المدنی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ پس عدم یقین کی بنا پر روایت ضعیف قرار پائے گی۔

جواب: ..... اولاً: عموماً علمائے جرح وتعدیل کسی راوی کے ترجمہ کی ابتداء میں نام، کنیت اور نسبت وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہیں، اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم دیکھیں تو (ترجمہ کی ابتداء میں) امام ابن عدی کے سوا کسی نے ابو شیبہ عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی کی نسبت "القرشی" ذکر نہیں کی، بلکہ تمام محدثین نے عبد الرحمن بن اسحاق المدنی کے ساتھ "القرشی" کی نسبت ذکر کی ہے، چناں چہ ابن اسحاق المدنی کی نسبت "القرشی" کی نسبت کے ساتھ معروف ومشہور ہے تو عبد الرحمن بن اسحاق المدنی کے ساتھ "القرشی" نسبت کی شہرت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عبد الرحمن بن اسحاق المدنی القرشی ہی ہے۔

ثانیاً: بعض محدثین کو عبد الرحمن بن اسحاق الانصاری الکوفی کے ساتھ القرشی کی نسبت ذکر کرنے میں سہو ہوا ہے، کیوں کہ دونوں رواۃ (ابن اسحاق الانصاری الکوفی اور ابن اسحاق القرشی المدنی) کا طبقہ، نام اور والد کا نام ایک جیسا ہے، ایسے مواقع میں وقوع سہو کوئی بعید بات نہیں ہے، کیوں کہ ذہن ایک راوی سے دوسرے راوی کی طرف منتقل ہوجاتا ہے، اہل علم اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں، نیز یہاں معاملہ نقل در نقل اور بلا تحقیق کا معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ ایک انصاری بلا دلیل کیسے قرشی ہوسکتا ہے؟

علامہ البانی رحمہ اللہ عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی کو القرشی قرار دینے کی تردید میں لکھتے ہیں:

”لكن وصفه بذلك في الإسناد وهم من الناسخ أو بعض الرواة“

”عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی کے ساتھ القرشی کی نسبت ذکر کرنا ناسخ یا بعض راویوں کا وہم ہے۔“

اور آخر میں نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”لتحرص على العلم الصحيح وتنجو من تقليد الرجال“

”صحیح علم پر توجہ دو اور رجال کی تقلید سے چھٹکارہ پاؤ۔“ [21]

الٰہی دیدۂ تحقیق دہ ہر یک مقلد را
چو عینک تابکے ہر سو بچشم دیگراں بیند

امام بیہقی رحمہ اللہ نے عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی کے ساتھ القرشی کی نسبت ذکر کی، جس کا رد کرتے ہوئے حاشیے میں لکھتے ہیں:

”أبو شيبة هذا كوفي والقرشي هو عبد الرحمن بن إسحاق بن عبد الله رجل آخر كما صرح به صاحب التهذيب“[22]

امام محمد بن عیسیٰ ترمذی عبد الرحمن بن اسحاق العامری المدنی القرشی کو عبد الرحمن بن اسحاق الانصاری الکوفی سے الگ اور متمیز کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”عبد الرحمن بن إسحاق هو القرشي“[23]

اگر عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی اور عبد الرحمن بن اسحاق المدنی دونوں ہی قرشی تھے تو امام ترمذی کے عبد الرحمن بن اسحاق کے بعد ”ھو القرشی“ کہنے کا کوئی معنی ہی نہیں بنتا، پس ثابت ہوا کہ امام ترمذی کے نزدیک صرف ابن اسحاق المدنی ”القرشی“ تھا، ابن اسحاق الکوفی ”القرشی“ نہیں تھا۔

اعتراض نمبر 5: ..... أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني [24] میں لکھا ہے:

”غريب من حديث أبي وائل عن علي، تفرد به سيار أبو الحكم وتفرد به أبو شيبة عبد الرحمن بن إسحاق عن سيار“[25]

عبد الرحمن بن اسحاق کی کنیت ابو شیبہ لکھی گئی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اس روایت کی سند میں مشہور ضعیف راوی ابو شیبہ عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی الواسطی ہے۔

جواب: .....

ستعلم ليلى أي دين تداينت
وأي غريم للتقاضي غريمها

غرائب وافراد اہم فوائد پر مشتمل امام علی بن عمر دارقطنی کی ایک کتاب تھی جو مرتب انداز میں نہیں تھی، ظاہر بات ہے کہ ایسی کتاب سے استفادہ خاصا مشکل تھا، تبھی حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی (المتوفی:

507ھ) نے اسے اطراف کی ترتیب پر مرتب کیا جس کا نام أطراف الغرائب والأفراد ہے اور یہی مطبوع ومتداول ہے، اصل کتاب غیر مطبوع ہے۔

اس تمہید کے بعد اب اصل بات ملاحظہ فرمائیں کہ امام علی بن عمر دارقطنی (المتوفی: 385ھ) نے عبد الرحمن بن اسحاق القرشی المدنی (جس کا دوسرا نام عباد بن اسحاق ہے) اور عبد الرحمن بن اسحاق الانصاری الکوفی دونوں راویوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے۔ [26] لیکن الغرائب والأفراد کے مرتب محمد بن طاہر المقدسی وہم کا شکار ہوئے کہ انھوں نے دونوں راویوں کو ایک ہی سمجھ لیا، جس کی دلیل یہ ہے کہ محمد بن طاہر المقدسی نے موضوع روایات کے بارے میں اپنی مستقل تصنیف "معرفة التذكرة في الأحاديث الموضوعة" میں [27] "عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی کا دوسرا نام عباد بن اسحاق ذکر کیا ہے، جب کہ درست بات یہ ہے کہ ابن اسحاق المدنی کا دوسرا نام عباد بن اسحاق ہے، پس معلوم ہوا کہ دونوں راوی گڈمڈ ہوگئے اور انھوں نے دونوں کو ایک ہی سمجھ لیا اور کنیت ابو شیبہ ذکر کردی، اس لیے سند حدیث میں عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی الواسطی ہونے کی یہ دلیل محل نظر ہے، البتہ معترض صاحب کی یہ بات اس صورت میں کچھ قابل التفات ہوسکتی ہے کہ وہ یہ حوالہ امام دارقطنی کی اصل کتاب "الأفراد والغرائب" سے پیش فرمادیں اور اگر اصل کتاب غیر مطبوع یا مفقود ہے تو معترض صاحب اس کے دستیاب ہونے کا انتظار فرمائیں۔

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو مانگ کے لائے تھے چار دن

خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے، اسے ضعیف قرار دینا بلا دلیل ہے اور درست نہیں ہے۔

حواشی و حوالہ جات

ادارتی نوٹ: حوالہ جات میں جلد، صفحہ اور حدیث کے اعداد اصل مضمون کے مطابق ہیں۔ جن مطبوعات کے ناشر، مقامِ اشاعت، سنِ اشاعت یا محقق کی تفصیلات اصل مضمون میں درج نہیں، ان کا اضافہ نہیں کیا گیا۔ صفحات کی تعیین متعلقہ مطبوعہ نسخے کے مطابق ہے۔

[1] ترمذی، سنن الترمذی، حدیث: 3563۔ نیز دیکھئے: احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد، ج 1، ص 153، حدیث: 1319؛ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ج 1، ص 538، حدیث: 1973؛ مقدسی، الأحادیث المختارة، ج 2، ص 117–118، احادیث: 489، 490؛ مسند البزار، ج 2، ص 185، حدیث: 563؛ احمد بن حنبل، فضائل الصحابة، احادیث: 1142، 1208؛ بیہقی، الدعوات الکبیر، حدیث: 303؛ طبرانی، کتاب الدعاء، حدیث: 1042، وغیرہ۔
[2] ترمذی، سنن الترمذی، درسی نسخہ، ج 2، ص 673۔
[3] دیکھئے: نووی، الأذکار، ص 107؛ نووی، ریاض الصالحین، ج 2، ص 158؛ مقدسی، العدة للکرب والشدة، ج 1، ص 56؛ ابن تیمیہ، الکلم الطیب، ج 1، ص 65؛ ابن قیم، الوابل الصیب، ص 309؛ محمد بن مفلح المقدسی، الآداب الشرعیة، ج 1، ص 176؛ سلاح المؤمن في الذكر والدعاء، ج 1، ص 486؛ منذری، الترغیب والترہیب، ج 2، ص 380؛ عراقی، تخریج إحیاء علوم الدین، رقم: 1117؛ شوکانی، تحفة الذاکرین بعدة الحصن الحصین، ج 1، ص 314۔
[4] حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ج 1، ص 538۔
[5] الفتوحات الربانیة، ج 4، ص 29۔

[6] عراقی، قرة العین بالمسرة بوفاء الدین، ص 89۔

[7] البانی، سلسلة الأحادیث الصحیحة، حدیث: 266۔

[8] احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد، ج 1، ص 153؛ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ج 1، ص 538؛ مقدسی، الأحادیث المختارة، ج 2، ص 117–118۔

[9] کتاب المراسیل، ص 192۔

[10] ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ج 1، ص 10۔

[11] اس اصول کے لیے دیکھیں: بدیع الدین الراشدی، جلاء العینین بتخریج روایات البخاری في جزء رفع الیدین، ص 110۔

[12] ابن حجر، تهذیب التهذیب، ج 6، ص 136۔

[13] ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ج 5، ص 212۔

[14] دیکھیں: مزی، تهذیب الکمال في أسماء الرجال، ج 16، ص 519–520۔

[15] دیکھیں: ابن عساکر، تاریخ دمشق، ج 34، ص 191۔

[16] دیکھیں: نور العینین في إثبات رفع الیدین، ص 59۔

[17] مسلم، صحیح مسلم، مقدمہ، ص 21 وما بعدہ۔

[18] ارشاد الحق اثری، مقالات، ج 3، ص 68۔

[19] دیکھیں: احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد، ج 1، ص 153؛ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ج 1، ص 538۔

[20] دیکھیں: ابن عدی، الکامل في ضعفاء الرجال، ج 5، ص 495؛ بیہقی، السنن الکبری، ج 2، ص 136؛ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 3422؛ عراقی، طرح التثریب، ج 3، ص 247؛ ابن رجب، جامع العلوم والحکم، ص 12؛ محمد بن خلف، أخبار القضاة، ج 1، ص 359، وغیرہ۔

[21] البانی، سلسلة الأحادیث الصحیحة، حدیث: 266۔

[22] بیہقی، السنن الکبری، ج 2، ص 136۔ مزید دیکھیں: ابن رجب، جامع العلوم والحکم، تحقیق: احمد سالم، ص 12۔

[23] ترمذی، جامع الترمذی، تحقیق و شرح: احمد محمد شاکر، ج 1، ص 173۔

[24] أطراف الغرائب والأفراد، ج 1، ص 302۔

[25] أطراف الغرائب والأفراد، ج 1، ص 302۔

[26] دارقطنی، الضعفاء والمتروکین، ج 1، ص 275–276۔

[27] محمد بن طاہر المقدسی، معرفة التذکرة في الأحادیث الموضوعة، ج 1، ص 161۔

ادارتی نوٹ: مصنف روایہ کے مدیرِ شعبۂ حدیث و علومِ حدیث ہیں۔ یہ مضمون ان کی ذاتی علمی کاوش کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے اور روایہ کے ادارتی مواد سے الگ ہے۔

Editorial Note: The author serves as Section Editor of Rewaya. This article is published as an authored scholarly contribution and is identified separately from Rewaya's editorial content.

Original publication: https://rewayamag.com/%d8%a7%d8%af%d8%a7%d8%a6%db%8c%da%af%db%8c%d9%90-%d9%82%d8%b1%d8%b6-%da%a9%db%8c-%d8%af%d8%b9%d8%a7-%d8%a7%db%8c%da%a9-%d8%aa%d8%ae%d8%b1%db%8c%d8%ac%db%8c-%d9%88-%d8%aa%d8%ad%d9%82%db%8c%d9%82%db%8c/

قرآن سے رہنمائی — درس ہفتم

حافظ محمد اشرف کریمی · 11-10-2026 · Hadith Studies | حدیث و علومِ حدیث | اسلامی مطالعات | اسلامیات | دعوت و اصلاح | Dawah & Reform | فکر و نظر | قرآن

نفاق کی تاریکیاں اور ہدایت کا بجھتا ہوا چراغ
سورۃ البقرۃ: آیات ۱۷ تا ۲۰

آیاتِ مبارکہ

۞مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۞

البقرۃ: ۱۷–۲۰

ترجمہ

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی، پھر جب اس نے اپنے گرد و پیش کو روشن کردیا تو اللہ نے ان کی روشنی چھین لی اور انہیں ایسی تاریکیوں میں چھوڑ دیا کہ وہ کچھ نہیں دیکھتے۔ وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، اس لیے واپس نہیں لوٹتے۔

یا ان کی مثال آسمان سے برسنے والی بارش جیسی ہے جس میں تاریکیاں، گرج اور بجلی ہو۔ وہ کڑک کی آوازوں سے موت کے ڈر کے مارے اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیتے ہیں، حالانکہ اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی نگاہیں اچک لے۔ جب ان کے لیے روشنی ہوتی ہے تو اس میں چل پڑتے ہیں، اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے رہ جاتے ہیں۔ اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور بینائی چھین لیتا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سیاق و ربط

گزشتہ درس میں منافقین کے قول و عمل کا تضاد، ان کی خودفریبی اور ہدایت کے بدلے گمراہی اختیار کرنے کا ذکر ہوا۔ اب قرآن دو نہایت بلیغ مثالوں کے ذریعے ان کی باطنی کیفیت واضح کرتا ہے۔ پہلی مثال آگ اور تاریکی کی ہے، جبکہ دوسری بارش، گرج اور بجلی کی۔

ان مثالوں کا مقصد محض منظر کشی نہیں بلکہ یہ سمجھانا ہے کہ حق کی روشنی سامنے آجانے کے باوجود اس سے فائدہ نہ اٹھانا انسان کو کس روحانی محرومی میں مبتلا کرتا ہے۔

پہلی مثال: روشنی کے بعد تاریکی

فرمایا: ۞ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ۞ یعنی اللہ نے ان کی روشنی چھین لی۔

آگ کے روشن ہونے سے کچھ دیر کے لیے راستہ اور ماحول نمایاں ہوجاتا ہے، لیکن جب روشنی ختم ہوجائے تو تاریکی پہلے سے زیادہ پریشان کن محسوس ہوتی ہے۔ منافقین کی حالت بھی ایسی ہے کہ ایمان کے ظاہری ماحول سے انہیں بعض فوائد حاصل ہوتے ہیں، مگر حقیقی ایمان سے محرومی انہیں ہدایت کے نور سے محروم رکھتی ہے۔

اس مثال میں ایک اہم لطیفہ یہ ہے کہ قرآن نے روشنی کے زائل ہونے کا ذکر کیا، لیکن انہیں تاریکیوں میں چھوڑے

جانے کو بھی بیان کیا۔ گویا ظاہری روشنی سے وقتی فائدہ اٹھانا اور دل میں حقیقی ہدایت کا موجود ہونا دو الگ حقیقتیں ہیں۔

بہرے، گونگے اور اندھے

{صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ}

یہاں جسمانی سماعت، گویائی اور بینائی کا انکار مقصود نہیں بلکہ حق سے متعلق ان کی اخلاقی اور روحانی بے حسی بیان ہوئی ہے۔ وہ حق سننے کے باوجود اسے قبول نہیں کرتے، سچائی بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں اور واضح دلائل سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

انسان کے پاس آنکھیں ہوں لیکن وہ حقیقت دیکھنا نہ چاہے، کان ہوں لیکن نصیحت سننے پر آمادہ نہ ہو، اور زبان ہو لیکن حق کا اقرار نہ کرے تو اس کی ظاہری صلاحیتیں اسے ہدایت نہیں دے سکتیں۔

دوسری مثال: بارش، گرج اور بجلی

دوسری مثال میں آسمان سے بارش برس رہی ہے۔ بارش زندگی اور رحمت کا ذریعہ ہے، لیکن اس کے ساتھ تاریکی، گرج اور بجلی بھی ہے۔

مفسرین نے اس مثال میں وحی اور اس کے ساتھ آنے والی آزمائشوں، تنبیہات اور احکام سے منافقین کے اضطراب کی مناسبت بیان کی ہے۔ حق کی دعوت میں رحمت اور ہدایت ہے، لیکن اس کے تقاضے نفس پر بھاری بھی پڑسکتے ہیں۔

منافق ان پہلوؤں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے جو اسے آسان اور مفید محسوس ہوں، مگر جہاں قربانی، اطاعت یا آزمائش سامنے آئے وہاں پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

وقتی فائدے کا ایمان

{كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا}

جب روشنی ہوتی ہے تو چل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو رک جاتے ہیں۔

یہ ایمان کے معاملے میں مفاد پرستی اور عدمِ استقامت کی نہایت مؤثر تصویر ہے۔ سچا ایمان محض آسان حالات میں اطاعت کا نام نہیں؛ آزمائش، نقصان اور مشکل میں بھی اللہ کے حکم کو مقدم رکھنا اس کا تقاضا ہے۔

البتہ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیے کہ ہر پریشان، کمزور یا آزمائش میں مبتلا مسلمان منافق ہے۔ ایمان والے بھی خوف اور کمزوری کا شکار ہوسکتے ہیں۔ یہاں اصل مذمت اس رویے کی ہے جس میں انسان دانستہ طور پر حق کو ذاتی فائدے کے تابع بنادے۔

آج کی زندگی سے تعلق

ہمیں اپنی عبادات، معاملات اور دینی وابستگی میں غور کرنا چاہیے کہ کہیں ہمارا رویہ بھی صرف سہولت اور فائدے سے مشروط تو نہیں۔ جب دین کی بات ہمارے مفاد کے مطابق ہو تو ہم اسے قبول کرتے ہیں، لیکن جب وہ ہمارے نفس، کاروبار، تعلقات یا عادات کی اصلاح چاہتی ہے تو کیا ہم پیچھے ہٹ جاتے ہیں؟

قرآن کا یہ درس دوسروں کے ایمان پر فیصلہ لگانے کے بجائے اپنے اندر استقامت، اخلاص اور قبولِ حق پیدا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

آج کا عملی سبق اور محاسبہ

آج کسی ایسے دینی حکم پر غور کیجیے جسے آپ درست جانتے ہیں، لیکن اس پر عمل میں سستی محسوس کرتے

ہیں۔ اس سستی کا سبب پہچانیے اور اصلاح کا ایک عملی قدم اٹھائیے۔

اپنے آپ سے سوال کیجیے: کیا میں آسانی اور مشکل دونوں میں حق کو حق تسلیم کرتا ہوں؟ کیا میری دینی وابستگی حالات کے ساتھ بدل جاتی ہے؟ کیا میں نصیحت سننے کے بعد اس پر عمل بھی کرتا ہوں؟

آج کی دعا

اللَّهُمَّ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ، وَنَوِّرْ قُلُوبَنَا بِالْإِيمَانِ، وَاحْفَظْنَا مِنَ النِّفَاقِ وَالضَّلَالِ.

اے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت رکھ، انہیں ایمان کے نور سے روشن فرما اور ہمیں نفاق اور گمراہی سے محفوظ رکھ۔

خلاصۂ درس

ہدایت کی روشنی انسان کو اسی وقت حقیقی فائدہ دیتی ہے جب وہ اسے دل سے قبول کرے اور اس کے تقاضوں پر ثابت قدم رہے۔ نفاق کی تاریکیوں سے بچنے کا راستہ اخلاص، قبولِ حق اور استقامت ہے۔

مصادر: جامع البيان للطبري؛ تفسير ابن كثير؛ معالم التنزيل للبغوي؛ الجامع لأحكام القرآن للقرطبي؛ التحرير والتنوير لابن عاشور؛ تيسير الكريم الرحمن للسعدي، تفسير البقرة: ١٧–٢٠۔

ادارتی نوٹ: مصنف روایہ کے مدیرِ اعلیٰ ہیں۔ یہ مضمون ان کی ذاتی علمی کاوش کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے اور روایہ کے ادارتی مواد سے الگ ہے۔

Editorial Note: The author serves as Editor-in-Chief of Rewaya. This article is published as an authored scholarly contribution and is identified separately from Rewaya's editorial content.

Original publication: https://rewayamag.com/%d9%82%d8%b1%d8%a2%d9%86-%d8%b3%db%92-%d8%b1%db%81%d9%86%d9%85%d8%a7%d8%a6%db%8c-%d8%af%d8%b1%d8%b3-%db%81%d9%81%d8%aa%d9%85/

بھائی کی یاد میں

حافظ محمد اشرف کریمی · 17-10-2026 · زبان و ادب | شاعری | Poetry

إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا ۔صحیح بخاری (1303)

اے مرے بھائی! کہاں جا کے بسایا ہے مکاں؟
وہ تجلّی نہ رہی جس سے تھا روشن یہ جہاں

سُوئے افلاک تِری رُوح نے پرواز کیا
ہم یہاں رہ گئے لاچار و غریب و بے اماں

قہقہوں کی تِری گونج اب بھی ہے دیواروں میں
تُو جدا ہم سے ہوا، رہ گئے حسرت ،ارماں

تھا تُو شاہینِ فلک، اوجِ ثریا پہ مکیں
خاک میں ہم ہیں پڑے، تیرے بنا بے ساماں

چشمِ گریاں ہے کہ جب نام ترا لیتے ہیں
اک ترِی مسندِ خالی پہ لگی ہے نگراں

تُو مسافر تھا مگر ایسا سفر تھا یہ ترا
تیری رخصت سے ہوئے گھر کے در و بام فغاں

تیرا کُرتا تو تِری یاد دلاتا ہے مجھے
مگر اب اس میں مہکتی نہیں خوشبوئے رواں

تیرے بن زیست بجز حزن و اَلَم کچھ بھی نہیں
ایک خالی سا مکاں، ایک بجھا شمعِ نشاں

دیکھ ماں کی یہ نگہ، اشک فگن رہتی ہے
باپ کی پشت ہوئی خم، نہ سہارا نہ اماں

ہم غم و درد کی گرداب میں ڈوبے ہیں مگر
لوٹ آنے کا ترے کوئی وسیلہ نہ نشاں

یا الٰہی! تُو ترے لطف سے اس پر کر رحم
خلدِ فردوس میں بخش اس کو مَہ و مِہرِ مکاں

صبر دے ہم کو، عطا کر تُو تسلی و رضا
ہم ترے حکمِ قضا پر رہیں راضی ہر آں

ہم رہیں یا نہ رہیں دہر میں اے جانِ جہاں
تیری یادوں کی ضیا دل میں رہے گی تاباں

اشک آنکھوں سے بہیں گے ترے غم میں ہمراز
تیری یادوں سے رہے گا مرا دل ہی شاداں

صبر کی مانگ دعا رب سے ہمیشہ حافظؔ
موت برحق ہے، یہاں کون رہا ہے تاباں

ادارتی نوٹ: شاعر روایہ کے مدیرِ اعلیٰ ہیں۔ انہوں نے اپنے بھائی کی وفات پر کچھ جذبات کا اظہار کیا ہے جسے ان کی ذاتی علمی کاوش کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے اور روایہ کے ادارتی مواد سے الگ ہے۔

Editorial Note: The author serves as Editor-in-Chief of Rewaya. This article is published as an authored scholarly contribution and is identified separately from Rewaya's editorial content.

Original publication: https://rewayamag.com/%d8%a8%da%be%d8%a7%d8%a6%db%8c-%da%a9%db%8c-%db%8c%d8%a7%d8%af-%d9%85%db%8c%da%ba/

ثقہ راویوں کی مخالفت سے عللِ حدیث کی شناخت

حافظ محمد اشرف کریمی · 21-10-2026 · Hadith Studies | حدیث و علومِ حدیث | اسلامیات | عالمی علمی تحقیقات

قسط دوم: مخالفت کے ذریعے تعلیل کی اقسام اور ان کے حدیثی احکام

اصل مصنف: ایاد عودہ علیوی

اردو پیش کش و تحقیقی تعلیقات: روایہ — عالمی علمی تحقیقات

تمہید

علمِ عللِ حدیث میں روایات کے باہمی اختلافات کی تحقیق بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ محدثین کسی روایت کے مختلف طرق جمع کرکے یہ معلوم کرتے ہیں کہ اختلاف کہاں پیدا ہوا، اس کے ذمہ دار راوی کون ہیں اور آیا اس اختلاف سے حدیث کی صحت متاثر ہوتی ہے یا نہیں۔ اس مقصد کے لیے راویوں کی عدالت و ضبط، متعلقہ شیوخ سے ان کا اختصاص اور روایت کے مختلف متون و اسانید کا تقابل کیا جاتا ہے۔

مخالفت کی تمام صورتیں ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ کبھی ایک ثقہ راوی دوسرے ثقہ راویوں کے خلاف روایت بیان کرتا ہے، کبھی راوی کا فتویٰ اس کی اپنی روایت کے ظاہر سے مختلف ہوتا ہے، کبھی ایک ہی حدیث مرفوع اور موقوف دونوں صورتوں میں منقول ہوتی ہے، اور کبھی موصول و مرسل اسانید کے درمیان اختلاف پیدا ہوجاتا ہے۔ ان صورتوں کے احکام اور ان میں ترجیح کے اصول الگ الگ تحقیق کے محتاج ہیں۔

اول: ثقہ راوی کی دوسرے ثقہ راویوں سے مخالفت

ثقہ راوی کی دوسرے ثقہ راویوں سے مخالفت علمِ علل کی اہم صورتوں میں سے ہے۔ اس میں ایک راوی حدیث کو کسی خاص سند یا متن کے ساتھ نقل کرتا ہے، جبکہ دوسرے قابلِ اعتماد راوی اسی حدیث کو مختلف صورت میں بیان کرتے ہیں۔

ایسی صورت میں کسی ایک راوی کی عمومی ثقاہت کافی نہیں ہوتی، بلکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ متعلقہ روایت میں کس راوی کا ضبط زیادہ مضبوط ہے، کس کو اپنے شیخ کی روایات سے زیادہ واقفیت حاصل ہے اور کس صورت کی تائید دوسرے معتبر طرق سے ہوتی ہے۔

اگر تقابلی تحقیق سے ثابت ہوجائے کہ ایک راوی نے دوسرے زیادہ مضبوط راویوں کی مخالفت میں غلطی کی ہے تو اس کی مخصوص روایت کو مرجوح قرار دیا جاسکتا ہے۔ تاہم محض اختلاف کا وجود کسی روایت کو معلول ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں۔

مخالفت سے متعلق چند اصطلاحات

مدرج: ایسی روایت جس میں اصل حدیث کے ساتھ کوئی زائد کلام اس انداز سے شامل ہوجائے کہ وہ حدیث ہی کا حصہ معلوم ہو۔ ادراج کی شناخت میں مختلف طرق کا تقابل اہم کردار ادا کرتا ہے۔

المزيد في متصل الأسانيد: ایسی صورت جس میں ایک بظاہر متصل سند کے مقابلے میں دوسری سند میں کسی اضافی راوی کا ذکر ہو۔ اس اضافے کا حکم متعلقہ سماع اور دوسرے نقدی قرائن کی بنیاد پر متعین کیا جاتا ہے۔

مقلوب: وہ روایت جس کی سند یا متن میں کسی نام، لفظ یا ترتیب کو دوسری صورت میں تبدیل کردیا گیا ہو۔

مضطرب: ایسی روایت جس کی مختلف صورتوں میں مؤثر اختلاف ہو اور معتبر تحقیق کے باوجود ان کے درمیان جمع یا کسی ایک کی ترجیح ممکن نہ ہو۔

مصحف: ایسی روایت جس میں کسی لفظ یا نام کی کتابت یا قراءت کی غلطی سے تبدیلی واقع ہوئی ہو۔

ان اصطلاحات کے تحت آنے والی ہر روایت کا حکم یکساں نہیں۔ بعض اختلافات غیر مؤثر ہوتے ہیں، جبکہ بعض روایت کی محفوظ صورت متعین کرنے میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

دوم: راوی کا اپنی روایت کے خلاف فتویٰ دینا

مخالفت کی ایک دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی راوی ایک حدیث نقل کرے، لیکن اس کا اپنا فتویٰ یا عمل بظاہر اس حدیث کے خلاف ہو۔ اس مسئلے کا تعلق روایت کی صحت کے ساتھ اس کی دلالت اور فقہی تعبیر سے بھی ہے۔

اگر راوی کا مخالف فتویٰ حدیث کے علم سے پہلے کا ہو تو یہ احتمال موجود ہے کہ حدیث معلوم ہونے کے بعد اس نے اپنے سابقہ موقف سے رجوع کرلیا ہو۔ اسی طرح اگر فتویٰ حدیث کے سماع کے بعد کا ہو تب بھی ضروری نہیں کہ راوی نے حدیث کو ناقابلِ اعتماد سمجھا ہو۔ ممکن ہے اس نے کسی دوسری دلیل، تخصیص، تاویل یا اجتہادی بنیاد پر فتویٰ دیا ہو۔

اس لیے راوی کے فتویٰ اور اس کی روایت میں اختلاف کو محض سندی غلطی کے برابر نہیں سمجھنا چاہیے۔ اس مسئلے میں حدیث کا ثبوت، اس کی دلالت اور راوی کے فقہی موقف کا تاریخی پس منظر الگ الگ تحقیق کے محتاج ہیں۔

سوم: مرفوع اور موقوف روایت کا اختلاف

مرفوع اور موقوف کے اختلاف میں ایک ہی حدیث بعض راوی رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں، جبکہ دوسرے اسے صحابی کے قول یا عمل کے طور پر نقل کرتے ہیں۔

مرفوع روایت

اہلِ سنت کی معروف اصطلاح میں مرفوع وہ روایت ہے جس میں کوئی قول، فعل، تقریر یا صفت رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو، خواہ اس کی سند متصل ہو یا منقطع۔

موقوف روایت

موقوف وہ روایت ہے جس کی نسبت کسی صحابی کی طرف ہو اور اسے رسول اللہ ﷺ تک مرفوع نہ کیا گیا ہو۔

رفع اور وقف میں ترجیح

جب ایک ہی روایت مرفوع اور موقوف دونوں صورتوں میں منقول ہو تو اس کے حکم میں مختلف علمی آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض اہلِ علم رفع کو ایک اضافی نسبت سمجھتے ہوئے اس کے قبول کرنے کی گنجائش بیان کرتے ہیں، جبکہ دوسرے ناقدین روایت کے تمام طرق اور متعلقہ قرائن کا تقابل کرکے فیصلہ کرتے ہیں۔

بعض اوقات صحابی ایک مضمون کو رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور کبھی اسی مضمون کو اپنے فتویٰ کی صورت میں نقل کرتا ہے۔ ایسی صورت میں رفع و وقف کا ظاہری اختلاف لازماً غلطی کی دلیل نہیں ہوتا۔

دوسری طرف اگر معتبر قرائن سے ثابت ہوجائے کہ کسی راوی نے صحابی کے قول کو غلطی سے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کردیا ہے تو موقوف صورت زیادہ محفوظ قرار پاسکتی ہے۔

اس بحث کا بنیادی اصول یہ ہے کہ رفع کو ہر حالت میں وقف پر ترجیح دینے یا وقف کو ہمیشہ زیادہ محفوظ سمجھنے کا کوئی غیر مشروط قاعدہ درست نہیں۔ فیصلہ روایت کے مخصوص شواہد پر منحصر ہے۔

چہارم: موصول اور مرسل روایت کا اختلاف

مخالفت کی ایک اہم صورت وہ ہے جس میں بعض راوی حدیث کو متصل سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں، جبکہ دوسرے اسی حدیث کو ارسال کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

موصول روایت

موصول وہ روایت ہے جس کی سند اپنے منسوب الیہ تک متصل ہو اور اس میں متعلقہ راویوں کے درمیان روایت کے حصول کا اتصال ثابت ہو۔

مرسل روایت

اہلِ سنت کی معروف اصطلاح میں مرسل وہ روایت ہے جس میں تابعی رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست حدیث نقل کرے اور درمیان میں صحابی کا ذکر نہ کرے۔

مرسل روایت کی حجیت کے بارے میں محدثین اور فقہاء کے درمیان اختلاف موجود ہے۔ بعض فقہی مکاتب مخصوص شرائط کے ساتھ مرسل روایت سے استدلال کرتے ہیں، جبکہ متعدد محدثین اتصالِ سند کے فقدان کو اس کی صحت میں مؤثر سمجھتے ہیں۔

موصول اور مرسل کے اختلاف میں ترجیح کے اقوال

پہلا قول: موصول کو ترجیح۔ اس موقف کے مطابق ثقہ راوی کی طرف سے سند کو متصل بیان کرنا ایک قابلِ قبول اضافہ ہوسکتا ہے، بشرطیکہ متعلقہ قرائن اس کی تائید کریں۔

دوسرا قول: مرسل کو ترجیح۔ بعض حالات میں ارسال زیادہ محفوظ ثابت ہوتا ہے، خصوصاً جب مضبوط راویوں کی روایت یا دوسرے شواہد اس کی تائید کریں۔

تیسرا قول: احفظ راوی کو ترجیح۔ اس موقف میں اصل معیار اتصال یا ارسال کی ظاہری صورت نہیں، بلکہ متعلقہ راویوں کے حفظ اور ضبط کی قوت ہے۔

چوتھا قول: کثرتِ رواۃ کو ترجیح کا قرینہ بنانا۔ جب زیادہ معتبر راوی ایک صورت پر متفق ہوں تو ان کی موافقت ترجیح کا سبب بن سکتی ہے، اگرچہ عددی کثرت ہر حالت میں فیصلہ کن نہیں۔

پانچواں قول: تساوی اور توقف۔ جب دونوں صورتوں کے متعلق شواہد میں ایسی برابری ہو کہ کسی ایک کو ترجیح دینا ممکن نہ ہو تو حکم میں توقف اختیار کیا جاسکتا ہے۔

ان اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ وصل و ارسال کا اختلاف محض ایک عمومی قاعدے سے حل نہیں کیا جاسکتا۔ ہر روایت کے مخصوص طرق، راویوں کے مراتب اور دوسرے نقدی قرائن کی تحقیق ضروری ہے۔

حاصلِ بحث

مخالفت کے ذریعے تعلیل کی مختلف صورتیں حدیثی نقد کی وسعت اور دقت کو ظاہر کرتی ہیں۔ ثقہ راوی کی دوسرے ثقہ راویوں سے مخالفت، راوی کا اپنی روایت کے خلاف فتویٰ، مرفوع و موقوف کا اختلاف اور موصول و مرسل اسانید کا تعارض بظاہر ایک دوسرے سے متعلق ہیں، لیکن ان میں سے ہر صورت کا الگ علمی حکم ہے۔

ان اختلافات کی تحقیق میں محض سند کے ظاہری اتصال، راویوں کی تعداد یا عمومی ثقاہت پر اکتفا نہیں کیا جاتا، بلکہ مختلف شواہد کے مجموعے سے روایت کی محفوظ صورت متعین کی جاتی ہے۔ یہی منہج علمِ علل کو حدیثی تحقیق کا ایک دقیق اور مستقل شعبہ بناتا ہے۔

روایہ کی تحقیقی تعلیقات

تعلیق ۵ — مخالفت اور علت: ہر مخالفت علتِ قادحہ نہیں ہوتی۔ مخالفت کا مؤثر ہونا معتبر نقدی قرائن سے ثابت ہونا ضروری ہے۔

تعلیق ٦ — ادراج: کسی روایت میں زائد عبارت کی موجودگی بذاتِ خود ادراج کا ثبوت نہیں۔ یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ وہ عبارت اصل حدیث کا حصہ ہے یا کسی راوی کی توضیح۔

تعلیق ۷ — اضطراب: روایت کے مختلف طرق میں اختلاف کے باوجود اگر معتبر جمع یا ترجیح ممکن ہو تو اصطلاحی اضطراب کا حکم لگانا درست نہیں۔

تعلیق ۸ — راوی کا فتویٰ: راوی کا اپنی روایت کے خلاف فتویٰ دینا ایک اصولی اور فقہی مسئلہ بھی ہے۔ اسے براہِ راست روایت میں سندی غلطی کا ثبوت نہیں سمجھنا چاہیے۔

تعلیق ۹ — رفع و وقف: رفع اور وقف میں ترجیح روایت کے مخصوص طرق اور قرائن سے متعین ہوتی ہے۔ کسی ایک صورت کو ہر حالت میں ترجیح دینا درست نہیں۔

تعلیق ۱۰ — مرسل روایت: مرسل روایت سے مخصوص شرائط کے ساتھ فقہی استدلال اور اس کی سند کو اصطلاحی اعتبار سے متصل قرار دینا دو الگ امور ہیں۔

تعلیق ۱۱ — تساوی اور توقف: ترجیح کے لیے کافی قرائن نہ ہونے کی صورت میں توقف ایک علمی موقف ہے۔ اس سے دونوں روایات کی قطعی صحت لازم نہیں آتی۔

تعلیق ۱۲ — اصطلاحی تنوع: اہلِ سنت اور امامیہ کے ہاں مرفوع، موقوف، مرسل اور متعلقہ اصطلاحات کے بعض استعمالات مختلف ہوسکتے ہیں۔ تقابلی تحقیق میں ہر اصطلاح کو اس کے متعلقہ علمی سیاق میں سمجھنا ضروری ہے۔

اصل ماخذ اور اشاعتی وضاحت

یہ تحریر ایاد عودہ علیوی کے عربی مقالے کے صفحات ۳۳۸–۳۴۳ میں زیرِ بحث موضوعات کی توضیحی اردو پیش کش ہے، لفظ بہ لفظ ترجمہ نہیں۔ روایہ کی تحقیقی تعلیقات مستقل مدیرانہ توضیحات ہیں اور اصل مصنف کی عبارت کا حصہ نہیں۔

اصل مقالے کے علمی استناد کے لیے بنیادی عربی متن سے رجوع ضروری ہے۔

Aliwi, I. A. (2026). Manhaj al-muhaddithin fi kashf al-'ilal bi-mukhalafat al-thiqat: Dirasah muqaranah. Middle East Journal for Legal and Jurisprudential Studies, 6(3), 331–357.

https://doi.org/10.56961/mejljs.v6i3.1649

Original publication: CC BY 4.0. Urdu explanatory adaptation with independent editorial annotations.

Original publication: https://rewayamag.com/%d8%ab%d9%82%db%81-%d8%b1%d8%a7%d9%88%db%8c%d9%88%da%ba-%da%a9%db%8c-%d9%85%d8%ae%d8%a7%d9%84%d9%81%d8%aa-%d8%b3%db%92-%d8%b9%d9%84%d9%84%d9%90-%d8%ad%d8%af%db%8c%d8%ab-%da%a9%db%8c-%d8%b4%d9%86%d8%a7/

ثقہ راویوں کی مخالفت سے عللِ حدیث کی شناخت

حافظ محمد اشرف کریمی · 28-10-2026 · Hadith Studies | حدیث و علومِ حدیث | اسلامیات | عالمی علمی تحقیقات

قسط سوم: اہلِ سنت اور امامیہ کے نزدیک مخالفت کے ذریعے تعلیل کی شرائط

اصل مصنف: ایاد عودہ علیوی

اردو پیش کش و تحقیقی تعلیقات: روایہ — عالمی علمی تحقیقات

تمہید

مخالفت کے ذریعے تعلیل علمِ حدیث کے ان دقیق مباحث میں شامل ہے جن میں محض روایات کے ظاہری اختلاف پر حکم نہیں لگایا جاتا، بلکہ اس اختلاف کی نوعیت، راویوں کے مراتب، اسناد کے اتصال اور دوسرے متعلقہ شواہد کی تحقیق کی جاتی ہے۔

ثقہ راوی کی روایت دوسرے ثقہ راویوں سے مختلف ہو تو یہ اختلاف تحقیق کا سبب بنتا ہے، لیکن اس سے روایت کا معلول ہونا خودبخود ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے لیے ایسے معتبر قرائن درکار ہوتے ہیں جن سے یہ واضح ہوسکے کہ اختلاف میں کون سی صورت زیادہ محفوظ ہے اور کس راوی سے غلطی واقع ہونے کا احتمال زیادہ ہے۔

اصل عربی مقالے کے تیسرے مبحث میں اہلِ سنت اور امامیہ کے نزدیک مخالفت کے ذریعے تعلیل کی شرائط کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس بحث کو سمجھنے کے لیے یہ امتیاز بنیادی اہمیت رکھتا ہے کہ کسی مکتب کے اصولی قواعد، حدیثی اصطلاحات اور عملی نقدِ روایت کے فیصلے ہمیشہ ایک ہی دائرے میں نہیں آتے۔

اول: امامیہ کے نزدیک مخالفت کے ذریعے تعلیل کی شرائط

اصل مقالے میں امامیہ کے متعلق متعدد شرائط بیان کی گئی ہیں۔ ان کا تعلق روایت کی تحقیق، راوی کی حیثیت، مخالفت کی نوعیت اور متعلقہ اصولی و حدیثی قرائن سے ہے۔

اس بحث کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ روایت میں اختلاف کو قبول یا رد کے فیصلے سے مربوط کرنے کے لیے محض اختلاف کا وجود کافی نہیں، بلکہ متعلقہ علمی اصولوں اور شواہد کی روشنی میں اس کی حیثیت متعین کی جاتی ہے۔

راوی کی وثاقت اور روایت کی حیثیت

راوی کی وثاقت حدیثی تحقیق کا بنیادی عنصر ہے، لیکن روایت کی صحت کا فیصلہ صرف راوی کے عمومی مرتبے سے نہیں ہوتا۔ ایک قابلِ اعتماد راوی بھی کسی مخصوص روایت میں غلطی کرسکتا ہے۔ اس لیے راوی کے بارے میں عمومی حکم اور اس کی کسی خاص روایت کا نقدی حکم الگ الگ موضوعات ہیں۔

مخالفت کی نوعیت اور اس کے اثرات

روایت میں پایا جانے والا ہر اختلاف مؤثر نہیں ہوتا۔ بعض اختلافات الفاظ یا تعبیر کے ہوتے ہیں، بعض سندی نسبت سے متعلق ہوتے ہیں، جبکہ بعض ایسے ہوتے ہیں جو روایت کے مفہوم یا اس کی صحت پر اثرانداز ہوسکتے ہیں۔

ان صورتوں میں اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ اختلاف کی نوعیت کیا ہے، اس کا سبب کس حد تک معلوم ہے اور کیا معتبر قرائن کسی ایک روایت کی ترجیح پر دلالت کرتے ہیں۔

روایت اور اصولی استدلال

امامیہ کے متعلق اس بحث میں ایک اہم تحقیقی احتیاط یہ ہے کہ تعارضِ اخبار اور علمِ علل کے اصولوں کو بلاامتیاز ایک دوسرے کا متبادل نہ سمجھا جائے۔ تعارض کی صورت میں دو روایات کے درمیان ترجیح کا مسئلہ اور کسی روایت میں مخفی غلطی کی شناخت کا مسئلہ باہم متعلق ہونے کے باوجود الگ ہوسکتے ہیں۔

اسی طرح کسی روایت کے فقہی استعمال یا اس کے مطابق عمل کیے جانے کا سوال، روایت کی سندی صحت کے سوال سے الگ تحقیق کا متقاضی ہوسکتا ہے۔

دوم: اہلِ سنت کے نزدیک مخالفت کے ذریعے تعلیل کی شرائط

اصل مقالے میں اہلِ سنت کے متعلق آٹھ شرائط کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی بحث سے یہ بنیادی حقیقت سامنے آتی ہے کہ محدثین کے نزدیک مخالفت کا حکم مختلف نقدی قرائن کو سامنے رکھ کر متعین کیا جاتا ہے۔

راوی کے حفظ و ضبط کی تحقیق

راوی کی عدالت کے ساتھ اس کا ضبط بھی اہم ہے۔ دو ثقہ راویوں کے درمیان اختلاف کی صورت میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ متعلقہ حدیث یا شیخ کی روایت میں کس راوی کا حفظ زیادہ مضبوط ہے۔

کسی راوی کی عمومی ثقاہت اس بات کو لازم نہیں کرتی کہ وہ اپنے تمام شیوخ کی تمام روایات میں یکساں درجے کا ضابط ہو۔

متعدد طرق کا تقابل

روایت کے مختلف طرق جمع کرنا علل کی تحقیق کا بنیادی ذریعہ ہے۔ ایک ہی حدیث کے متعدد طرق سامنے آنے سے کبھی سند میں اضافے یا حذف کی حقیقت واضح ہوتی ہے، کبھی رفع و وقف کا اختلاف معلوم ہوتا ہے اور کبھی کسی راوی کے وہم کی نشاندہی ہوتی ہے۔

اس تقابل میں صرف راویوں کی تعداد نہیں، بلکہ ان کی علمی حیثیت، ضبط، سماع اور باہمی موافقت بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

مخالفت کی قوت اور نوعیت

اگر ایک ثقہ راوی متعدد زیادہ مضبوط راویوں کی مخالفت کرے تو یہ اختلاف قابلِ تحقیق ہے۔ تاہم محض عددی کثرت ہر حالت میں فیصلہ کن نہیں ہوتی۔ بعض اوقات ایک زیادہ مضبوط اور متعلقہ شیخ کی روایت سے زیادہ واقف راوی کی روایت، متعدد دوسرے راویوں کی روایت پر ترجیح پاسکتی ہے۔

جمع اور ترجیح کی گنجائش

روایات کے درمیان اختلاف کے باوجود اگر معتبر طریقے سے جمع ممکن ہو تو محض اختلاف کی بنیاد پر اضطراب کا حکم نہیں لگایا جاتا۔ اسی طرح اگر کسی ایک روایت کی ترجیح کے لیے مضبوط قرائن موجود ہوں تو مرجوح صورت کی شناخت ممکن ہوجاتی ہے۔

اس لیے اختلاف، جمع، ترجیح اور توقف کو الگ الگ علمی مراحل کے طور پر سمجھنا چاہیے۔

مخصوص روایت پر حکم

محدثین کے نقدی فیصلوں میں راوی کے عمومی مرتبے اور اس کی مخصوص روایت کے حکم کے درمیان فرق بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ کسی ثقہ راوی کی ایک روایت میں غلطی ثابت ہونے سے اس کی تمام روایات لازماً ناقابلِ قبول نہیں ہوجاتیں۔

اسی طرح کسی راوی کی عمومی کمزوری کے باوجود اس کی کسی مخصوص روایت کی تائید دوسرے معتبر طرق سے ہوسکتی ہے۔ ہر روایت کا حکم اس کے متعلقہ شواہد کے مطابق متعین کیا جاتا ہے۔

سوم: دونوں مناہج کے تقابل میں ضروری احتیاطیں

اہلِ سنت اور امامیہ کے حدیثی مناہج کا تقابلی مطالعہ کرتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ دونوں کی اصطلاحات، بنیادی مصادر اور قبولِ روایت کے اصول ان کے اپنے علمی پس منظر میں سمجھے جائیں۔

محض کسی مشترک اصطلاح کے استعمال سے دونوں مکاتب کے عملی منہج کا مکمل اتفاق ثابت نہیں ہوتا۔ اسی طرح کسی اصولی اختلاف سے یہ نتیجہ بھی لازم نہیں آتا کہ دونوں کے تمام نقدی طریقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

درست تقابلی تحقیق میں ہر مکتب کے اصولی بیانات کے ساتھ متعلقہ عملی مثالوں کا جائزہ لیا جاتا ہے، تاکہ اصول اور تطبیق کے درمیان تعلق واضح ہوسکے۔

حاصلِ بحث

مخالفت کے ذریعے تعلیل کی شرائط کا بنیادی مقصد یہ متعین کرنا ہے کہ روایت میں پایا جانے والا اختلاف کس حد تک مؤثر ہے اور کیا وہ حدیث کی محفوظ صورت کی شناخت میں مدد دیتا ہے۔

راویوں کی وثاقت، حفظ و ضبط، اسناد کے مختلف طرق، اختلاف کی نوعیت اور دوسرے معتبر قرائن اس تحقیق میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

دونوں حدیثی مکاتب کے تقابلی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ روایت کے قبول یا رد کا فیصلہ ایک پیچیدہ علمی عمل ہے، جس میں متعلقہ اصطلاحات اور اصولوں کی صحیح تعیین ناگزیر ہے۔

روایہ کی تحقیقی تعلیقات

تعلیق ۱۳ — شرائط کی تعداد: اصل مقالے کے متعلقہ مبحث میں امامیہ کی چھ شرائط کی تفصیل سامنے آتی ہے، جبکہ اختتامی نتائج میں ان کی تعداد سات بیان ہوئی ہے۔ اس داخلی عدمِ مطابقت کو برقرار رکھتے ہوئے دونوں مقامات کی الگ نشاندہی ضروری ہے۔

تعلیق ۱۴ — اصول اور تطبیق: کسی مکتب کے اصولی عالم کی بیان کردہ شرط کو تمام محدثین کے عملی فیصلوں پر بلااستثنا منطبق نہیں کیا جاسکتا۔

تعلیق ۱۵ — ثقاہت اور ضبط: ثقاہت عمومی وصف ہے، جبکہ کسی مخصوص روایت میں راوی کا ضبط الگ تحقیق کا موضوع ہوسکتا ہے۔

تعلیق ۱۶ — عددی کثرت: زیادہ راویوں کی موافقت ترجیح کا قرینہ ہوسکتی ہے، لیکن ہر صورت میں قطعی معیار نہیں۔

تعلیق ۱۷ — تعارض اور علت: تعارضِ اخبار میں ترجیح کے اصول اور علمِ علل میں مخفی غلطی کی شناخت کو ایک ہی علمی مسئلہ قرار دینا درست نہیں۔

تعلیق ۱۸ — فقہی استدلال: کسی روایت سے فقہی استدلال کا مسئلہ اور اس کی سند میں مخفی غلطی کا مسئلہ الگ تحقیق کے محتاج ہوسکتے ہیں۔

تعلیق ۱۹ — توقف کی علمی حیثیت: جب معتبر شواہد سے کسی ایک روایت کی ترجیح ثابت نہ ہو تو حکم میں توقف ایک جائز علمی رویہ ہے۔

تعلیق ۲۰ — تقابلی نتائج: کسی مکتب کے چند منتخب مصادر کی بنیاد پر اس کے تمام ادوار اور تمام علماء کے بارے میں غیر مشروط نتیجہ اخذ کرنے سے احتراز ضروری ہے۔

اصل ماخذ اور اشاعتی وضاحت

یہ تحریر ایاد عودہ علیوی کے عربی مقالے کے صفحات ۳۴۴–۳۴۷ کے بنیادی موضوعات کی توضیحی اردو پیش کش اور تنقیدی مطالعہ ہے۔ اسے اصل مقالے کا لفظ بہ لفظ ترجمہ نہیں سمجھنا چاہیے۔

روایہ کی تحقیقی تعلیقات مستقل مدیرانہ توضیحات ہیں اور اصل مصنف کی عبارت کا حصہ نہیں۔

Aliwi, I. A. (2026). Manhaj al-muhaddithin fi kashf al-'ilal bi-mukhalafat al-thiqat: Dirasah muqaranah. Middle East Journal for Legal and Jurisprudential Studies, 6(3), 331–357.

https://doi.org/10.56961/mejljs.v6i3.1649

Original publication: CC BY 4.0. Urdu explanatory adaptation with independent editorial annotations.

Original publication: https://rewayamag.com/%d8%ab%d9%82%db%81-%d8%b1%d8%a7%d9%88%db%8c%d9%88%da%ba-%da%a9%db%8c-%d9%85%d8%ae%d8%a7%d9%84%d9%81%d8%aa-%d8%b3%db%92-%d8%b9%d9%84%d9%84%d9%90-%d8%ad%d8%af%db%8c%d8%ab-%da%a9%db%8c-%d8%b4%d9%86-2/

Copyright & Archival Notice

This is a monthly archival compilation of material published by Rewaya in October 2026. Individual contributions remain attributed to their authors. Reproduction and republication remain subject to applicable author rights and publication policies.

یہ اکتوبر ۲۰۲۶ میں روایہ پر شائع شدہ تحریروں کا محفوظاتی مجموعہ ہے۔ ہر تحریر اپنے مصنف کے نام سے منسوب ہے۔ باز اشاعت میں مصنفین کے حقوق اور مجلے کی اشاعتی پالیسی کی پابندی ضروری ہے۔